جرنل

خدابخش لائبریری پٹنہ

۸۱ — ۸۲

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

NOT TO BE ISSUED

خدابخش لائبریری

جرنل

پٹنہ

Khuda Bakhsh Library
Acc. N 95072
Date 20.11.96

۸۱ — ۸۳

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

رجسٹریشن نمبر ۲۲۴۲۳/۷۳

شمارہ : اناسی تا اسی

قیمت : پچہتر روپے

سالانہ : ۲۰۰ روپے (ہندوستان)

۹۰ ڈالر (ایشیا)

۱۲۰ ڈالر (دیگر ممالک)

۱۹۹۴ء

مصطفیٰ کمال ہاشمی نے لبرٹی آرٹ پریس پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی میں چھپوا کر خدابخش لائبریری پٹنہ سے شائع کیا۔

فہرست

• چند اہم اخبارات و رسائل	قاضی عبدالودود	۱

طب

• مقدمہ معدن تجربات	پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی	۲۲۳

ممالک اسلامیہ کے سفرنامے

• جادۂ حق	سید اعظم علی عظیم آبادی	۲۵۹

علوم اسلامیہ

• ہندستان اور مغرب میں فلسفے کی شرح نگاری کا روایتی انداز اور مسلمانوں کی شرحیں۔	مولانا محمد عبدالسلام خاں	۲۸۸

جہانِ سرسید

• سرسید کی دینی برکتیں	مولانا عبدالحلیم شرر	۲۹۵

جہانِ اقبال / جہانِ آزاد

• علامہ اقبال کا ایک نایاب مکتوب گرامی بنام شیخ الازہر قاہرہ (محمد اکرام چغتائی)	ہندستان کا اچھوت مسئلہ، اقبال و آزاد کے دو اہم خطوط	۳۱۵
• مکتوب آزاد — بنام سید سلیمان ندوی		۳۳۹

جہانِ ودود

• یادداشتہائے ودود — قاضی عبدالودود — ۲۳۱

بابری مسجد رام جنم بھومی دستاویزات

• بابر کا وصیت نامہ — جناب مصطفیٰ خاں شروانی — ۲۵۹

اشاریے

• سوغات بنگلور کا اشاریہ — ڈاکٹر سلمان عابد — ۲۷۲

مراسلات

• جرنل ۷۵ ـ ۷۷ کے بارے میں — ڈاکٹر عبدالرب عرفان — ۲۹۷

حصہ انگریزی

• جب میں جناح کا سکریٹری تھا — ایم۔ آر۔ اے بیگ

• کچھ سر علی جناح کے بارے میں — سیلیش کمار بندو پادھیائے — ۵۲

چند اہم اخبارات و رسائل

قاضی عبدالودود

فہرست

اسعد الاخبار	معاصر ۳۳–۱۹۳۲ء	۷
قران السعدین	احوال فروری۔ اپریل ۱۹۶۰ء	۵۲
پٹنہ ہرکارہ	معاصر (عہد جدید) ۱۵	۵۵
اخبار الاخیار مظفرپور	مجلس عید آزاد اپریل۔ جولائی ۱۹۶۰ء	۶۱
اخبار الاخیار مظفرپور اور سید احمد خاں	فکر و نظر جولائی ۱۹۶۰ء	۶۶
گلدستۂ شعرا پٹنہ	معاصر (عہد جدید) ج ۱	۷۴
گلدستۂ بہار	بہار کی خبریں ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء	۷۷
اردو انڈین کرانکل پٹنہ ۱۸۵۵ء	معاصر (عہد جدید) ج ۳	۸۳
اردو بہار ہیرالڈ و انڈین کرانکل	معاصر (عہد جدید) ج ۵	۱۷۷
ماہنامہ ادیب، پٹنہ	اشارہ، پٹنہ فروری ۱۹۵۹ء	۱۸۰
اپنچ ۱۹۰۲ء	معاصر (عہد جدید) ج ۱۵	۱۸۸
اپنچ پٹنہ (جنوری تا جون ۱۹۰۳ء)	چراغ راہ کلکتہ، جون جولائی ۱۹۵۹ء	۱۹۹
بہار (ماہنامہ)	ماہنامہ اشارہ پٹنہ نومبر ۱۹۶۰	۲۰۳
لسان الصدق	سالنامہ شاعر بمبئی ۱۹۶۰ء	۲۰۹
نوائے کیمبرج	چراغ راہ کلکتہ اپریل مئی ۱۹۵۹ء	۲۱۲

حرفے چند

قاضی صاحب کے کارناموں کو ان کی خواہش کے مطابق یکے بعد دیگرے پیش کرنے کا منصوبہ بن گیا جس میں اوّلیت مختصر بالذات تحریروں کو دی جاتی تھی۔ ان میں بحیثیت محقق محمد حسین آزاد، عبدالحق اور غالب کا جائزہ تھا، کلام دلدار اور دیوان رضا عظیم آبادی کی تدوینات تھیں اور ایک منتخب مجموعہ اثبات بہار کی ترتیب تھی جس میں ان کی ہر نوع کی ایک تحریر شامل رہے۔ بحیثیت محقق محمد حسین آزاد والا جائزہ اور دیوان رضا کی تدوین، مکتبہ جامعہ کے لائق مدیر شاہد صاحب کی جانسوزی سے جنوری ۸۴ء میں قاضی صاحب کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔ اثبات بہار کی وہ صرف پہلی کاپی دیکھ پائے اگرچہ ابھی کتابت کی منزلوں سے گزر رہی تھی، سے یہ ہے نام ذات حق کا! اور یہ ہے نام حق کی جستجو کرنے والے اس بے لاگ محقق کا جس نے سچ کی تلاش میں سچ سننے، سچ دیکھنے اور سچ کہنے کی ایک بار قسم کھائی تو موت تک اس کو نبھا دیا! سچ صرف سچ اور سچ کے سوا کچھ بھی نہیں!!

یہاں مضامین کا مجموعہ ہے جو قاضی صاحب نے وقتاً فوقتاً اردو کے بعض اہم رسائل اور اخبارات کے بارے میں لکھے۔ ان میں اکثریت بہار سے نکلنے والے پرچوں کی ہے۔ "ندیم"؟، اسد الاخبار آگرہ، "لسان الصدق" کلکتہ، "نوائے کیمبرج"۔

یہ مضامین بیشتر اسی شکل میں پیش کیے جا رہے ہیں جس طرح پہلی بار مختلف رسالوں میں چھپے۔ نوائے کیمبرج والے مقالے کے ایک آف پرنٹ پر قاضی صاحب کی اصلاحیں بھی ہیں، اُسے جوں کا توں لے لیا گیا ہے۔ اسی مضمون کا ایک صفحہ تمام و کمال ان کے اپنے خط میں مل گیا ہے اس کا عکس آخر میں شامل ہے۔

——— [illegible]

اسعد الاخبار آگرہ

یہ سلسلۂ مضامین اسعد الاخبار کے حسب ذیل نمبروں کے مطالعے پر مبنی ہے: ۱۲۶۶ھ: نمبر ۸۰ (۱۴ محرم مطابق ۱۱ دسمبر ۱۸۴۹ء) تا نمبر ۱۲۰ (۲۶ ذی الحجہ مطابق ۱۰ نومبر ۱۸۵۰ء)۔ ۱۲۶۷ھ: نمبر ۱۲۹ تا نمبر ۱۹۲ (۱۹۱ اور ۱۹۲ کے آخری ورق غائب ہیں) نمبر ۱۴۳ تا نمبر ۱۶۷ (۲۵ رمضان مطابق ۵ اگست ۱۸۵۱ء)۔ ۱۲۶۸ھ: نمبر ۱۸۳ (۱۱ محرم مطابق ۶ دسمبر ۱۸۵۱ء) تا نمبر ۱۹۲ (۱ ربیع الآخر مطابق ۲۳ فروری ۱۸۵۲ء)، نمبر ۱۹۴، نمبر ۱۹۵، نمبر ۲۰۱ تا نمبر ۲۰۶ (۹ رجب مطابق ۲۷ مئی ۱۸۵۲ء)۔ سب پرچے ایک ہی جلد میں ہیں اور جناب سید حسن عسکری صاحب کی وساطت سے مستعار ملے ہیں۔ میں ان کا نہایت ممنون ہوں۔

اسعد الاخبار آگرہ سے نکلتا تھا، اور اس کے مہتمم قمر الدین خاں تھے۔ پہلا نمبر غالباً دوشنبہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۲۶۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۸۴۸ء کو نکلا تھا۔ عبارت ذیل سے جو ضروری تغیر کے ساتھ ہر ہفتے اخبار کے پہلے صفحے پر ہوا کرتی تھی، اخبار کی قیمت، یوم اشاعت وغیرہ کا حال معلوم ہوگا:

یاد رہے اسعد الاخبار نمبر ۸۰ جلد اول تاریخ چودھویں محرم ۱۲۶۶ھ مطابق گیارہویں دسمبر روز دوشنبہ۔ یہ اخبار ہفتے میں ایک بار دوشنبے کے دن چھاپا جاتا ہے۔ قیمت اس کی آٹھ آنے مہینہ اور محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ نمبر ۸۰ میں اس عبارت نے صفحۂ اول کا قریب قریب نصف لے لیا ہے۔ اخبار کا کاغذ سفید، تقطیع $11\frac{1}{2} \times 7\frac{1}{2}$ انچ، صفحات ۸ —— اور ہر صفحے میں دو کالم ہوا کرتے تھے۔ اس اخبار کا صفحہ اول و دوم اسلامی تاریخ کے لیے وقف ہوتا تھا۔ عبارت ذیل بطور عنوان ہر ہفتے چھپا کرتی تھی: اس اخبار میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مبارک کا حال واقعۂ اصحاب فیل سے شروع کر کے تھوڑا تھوڑا ہر اخبار میں چھاپا جاتا ہے۔ جب بفضلہ یہ حال تمام ہو چکے گا تو اہل بیت طاہرین اور خلفائے راشدین اور معرکۂ جگر سوز کربلا اور دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات بے کم و کاست بہ تدریج و تفریق لکھے جائیں گے، تا خلائق کو ان حالات فیض سمات پر بخوبی آگاہی ہو۔ نمبر ۸۰ میں سریۂ رجیع کی کیفیت اور حضرت عاصم کی شہادت کا ذکر ہے۔ نمبر ۱۲۶ میں محاصرۂ طائف کے بعد کے واقعات کا ذکر ہے۔ عبارت ذیل نمبر ۹۹ سے نقل کی جاتی ہے:

لے نمبر ۸۰ ۱۱ دسمبر ۱۸۴۹ء کو نکلا تھا۔ [illegible] ۲۶ جون ۱۸۴۸ء [illegible]
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا [illegible] اخبار [illegible] دونوں میں کچھ کاغذ جلد بندی میں کٹ گیا ہوگا۔

غزوۂ خندق ایک عجب مصائب خیز محاربہ تھا کہ مشرکین بڑی شوکت و حشمت سے فوج پہ فوج چڑھے آتے اور آنحضرت کے خیمے کا قصد کرتے تھے، لیکن، اللہ تعالیٰ ان کو اتنی فرصت و قابو نہ دیتا کہ خندق سے اتر آئیں۔ مجاہدان اسلام راہ خدا میں جاں بازی پر آمادہ ہو کر ان کا مقابلہ اور آں حضرت بنفس نفیس راتوں کو خندق کے بعض مواضع کی نگہبانی میں مصروف رہتے۔ چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایام غزوۂ خندق میں مسلمانوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں اور خندق میں ایک ایسا موضع تھا کہ تعجیل کے سبب اسے اچھی طرح نہ کھود سکے تھے، ہو ادھر سے دشمنوں کے آجانے کا خوف تھا۔ حضرت رسالت پناہ ہر شب آپ اس موضع پر جا کر وہاں کی حفاظت کیا کرتے۔ جب سردی سے دست و پا ٹھٹھرنے لگتے تو خیمے میں میرے پاس آتے۔ میں ان کے تاپنے کو آگ جلا کر انھیں گرم کر دیتی۔ حضرت سردی رفع کر کے پھر وہیں چلے جاتے۔ ایک رات آپ خیمے میں گرم ہونے کے لیے آگ تاپ رہے تھے کہ باہر کسی شخص کے سلاح کی کھڑکھڑاہٹ سنی گئی۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ سعد ابن ابی وقاص ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی رات خندق کے اس موضع کی حفاظت سعد ابن ابی وقاص ہی کرے۔ سعد نے قبول کیا، اور وہاں چلے گئے۔

اخبار کے تیسرے صفحے کے پہلے کالم میں اکثر نصف کالم کبھی، اس سے زیادہ پہلے پہلے متقدمین کے حالات و مقالات شائع ہوتے تھے۔ پھر کچھ متاخرین کے حالات و مقالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب یہ ختم ہو گیا تو کتاب اخبار الاخیار سے اخذ کر کے صوفیہ کے حالات لکھے جانے لگے۔ اقتباس ذیل نمبر ۶ سے ماخوذ ہے:

"اس نے (یعنی جالینوس نے) کہا ہے کہ جس آدمی میں عقل نہ ہو علم اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا اور کہا ہے جو بیمار کہ اشتہائے طعام رکھتا ہو بہتر ہے اس تندرست سے جو اشتہا نہ رکھتا ہو اور کہا ہے بدترین لڑکوں کا وہ لڑکا ہے جسے شرم و حیا نہ ہو اور کہا ہے جو کہ اپنے تئیں عاقل ترین مردم سمجھتا ہو وہ بے عقل ترین مردم ہے اور فرمایا کہ حلیم اور بردبار آدمی ہے کہ ظلم و ستم کرنے پر قادر ہو اور نہ کرے اور زیردستوں کا جور اٹھائے۔ ایک دن حکیم نے ایک بڑے جسیم و فربہ آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی نہایت تعظیم کر رہے تھے۔ پوچھا کہ اس شخص میں کیا بزرگی ہے جو تم اس کی اتنی تعظیم کرتے ہو۔ لوگ بولے اس نے ایک مری ہوئی گائے کو کمر پکڑ کر زمین سے اٹھایا تھا۔ حکیم بولا کہ اگر اس میں بزرگی ہے تو تم گائے کی تعظیم کیوں نہیں کرتے جو ہمیشہ اپنے جسم کو لیے پھرتی ہے۔"

خبروں، اشتہاروں، گورنمنٹ گزٹ کے، اقتباسوں اور نظموں وغیرہ کے لیے زیادہ سے زیادہ جگہ جو اس اخبار میں نکل سکتی تھی وہ ۲، ۳ کالم تھی۔ اپنے ناظرین کو دنیا کے حالات سے باخبر رکھنا اخبار کا پہلا فرض ہے۔ یہ فرض کس طرح انجام دیا جاتا تھا، اس کا اندازہ ذیل کے اقتباسات سے ہوگا:

دہلی سے متعلق خبریں ۔ [illegible] ایک بلک ٹرین یعنی ریل کی ڈاک گاڑی دہلی اور [illegible] میں جو ہوتی ہے اور سنا جاتا ہے کہ مہینہ تک جاری کی جائے گی ۔ الحقائق

۱۰۳ مہاراجہ ہندو راؤ نے بہ تقریب فتح پنجاب کے جشن کیا [illegible] دہلی [illegible] لوگوں کو اپنے ہاں بلا کر ضیافت کی ۔ دہلی اردو اخبار

۱۰۴ اخبار الحقائق میں دہلی گزٹ سے منقول ہے کہ منشی محمد جان [illegible] دہلی [illegible]
اور اب صدر لینڈ صاحب کی سفارش سے راجا اور کے مختار رہتے [illegible]
کے کارپردازوں نے اُن کی غیبت میں راجہ کے آگے اُن کی رشوت ستانی و غبن مال [illegible]
جریاں کہن (کرم خوردہ) نے انھیں دہلی سے بلا کر قید کر لیا اور بلا [illegible]
مانگا اور حکم دیا کہ دہلی کا رہنے والا کوئی ملازم تا انفصال مقدمہ [illegible]

۱۰۵ ان دنوں دہلی میں فقیروں بھکاریوں کی کثرت ہے ان میں سے بعض [illegible]
گلی کوچے میں تنہا پا کر پھسلا لے جاتے ہیں ۔ ہر شہر و قصبہ میں [illegible]
یا زیور نہ پہنائیں ۔ ممکن ہے کہ ایسے فقیر اور شہر و قصبات میں بھی [illegible]

۱۰۶ حضور والا نے بہ سبب کثرت [illegible] وحشت و [illegible]
دیکھ کر [illegible] دہلی کو پھول [illegible]
[illegible] پھول والوں نے [illegible] تیاری کا حکم دیا [illegible]
پنکھا پڑھا اور کچھ لوگ بھی جمع ہو گئے ۔ دہلی اردو اخبار

۱۰۷ از روئے [illegible] دہلی کے معلوم ہوا کہ منشی محمد جان ریاست [illegible]
ان کی رہائی نہیں ہوئی [illegible] ستم رسیدہ [illegible] دہلی [illegible]
[illegible] کیا کرتے ہیں ۔ الحقائق

۱۰۸ بادشاہ دہلی نے [illegible] دہلی [illegible]
[illegible] لفٹنٹ [illegible] صاحب [illegible]
واپس بھیج [illegible]
[illegible] دہلی میں داخل ہو گئے [illegible]

۱۰۹ [illegible] حضور والا خواجہ صاحب [illegible]

۱۱۰ بموجب حکم [illegible] کے نام [illegible] عدالت [illegible]
جس میں ایک صاحب [illegible] تشریف [illegible] فرماتے ہیں [illegible] اجازت [illegible]

جلوس فرما کر مقدمات خفیفہ مرزا نے فیصل کریں آپ کا کام دوست کردن پر ہے اور چونکہ اہل مقدمات کو صاحب مجسٹریٹ کی کچہری میں شہر باہر جانا پڑتا تھا تو آمد و رفت میں بڑی تکلیف اور حرج ہوتا تھا اور جو لوگ کہ اکثر اوقات [illegible] حوالات اور قید میں دو چار روز رہ جاتے تھے۔ ان کے لیے یہ بندوبست مفید ہوگا اور صاحب مجسٹریٹ کو بھی شہر میں رہنے کا حکم ہے۔ اور ان دنوں حکام [illegible] ادھر بہت متوجہ ہے اور اس باب میں احکام سخت جاری ہوئے ہیں۔ دہلی اردو اخبار۔

۱۲۰ دہلی اردو اخبار میں مجمع الاخبار بمبئی سے منقول ہے کہ درخواست نواب گورنر جنرل بہادر کی بابت موقوفی ولی عہد شاہ دہلی اور موقوف کرنے خطاب بادشاہی کے اس خاندان سے اور انقطاع آداب القاب مناسب بادشاہی کے دار السلطنت لندن میں بھیجی اور وہاں کے اعیان و ارکان کے ملاحظے سے گزری۔ [illegible] خاطر ملکہ معظمہ [illegible] کا یہ ہے کہ خطاب القاب اور آداب بادشاہی خاندان تیموریہ میں قائم رہیں اور تقرر ولی عہد کا بموجب مرضی شاہ دہلی کے منظور ہے لیکن اعیان [illegible] کمپنی [illegible] ہیں اور اس مقدمے میں [illegible] دیکھا چاہیے کہ مرضی جناب ملکہ معظمہ [illegible] حضور والا نے صاحب ریذیڈنٹ [illegible] یہ ہے کہ [illegible] [illegible]

۱۵۰ [illegible] عدالت [illegible] [illegible] جرمانے کا [illegible]

۱۳۰ صادق الاخبار میں [illegible] کہ ان دنوں بدر الدین علی خان مہرکن نے جو اس فن میں وحید العصر ہیں بموجب فرمائش ملکہ معظمہ [illegible] جناب صاحب ایجنٹ دہلی [illegible] دو مہر کندہ کی ہیں۔ ایک تو ملکہ معظمہ عالیہ کے نام کی [illegible] ملکہ معظمہ کی مہر میں یہ عبارت ہے: شہنشاہ سلیمان جاہ کیوان بارگاہ [illegible] انگلستان [illegible] شہزادہ موصوف کی مہر میں یہ عبارت ہے: [illegible] فرزند ارجمند [illegible] برنسوک [illegible] ملکہ معظمہ رفیع القدر والا شان [illegible] انگلستان [illegible] البرٹ [illegible] ایڈورڈ [illegible] ویلز" از زبدۃ الاخبار

[illegible]

[illegible] متعلق [illegible] کردی گئی ہیں [illegible] غالب میں ان کا نام آتا ہے۔

اسعد الاخبار میں اودھ کے متعلق ذیل کی خبریں ملتی ہیں:

۳۔ [illegible] فروری [illegible] [illegible] اخبار میں [illegible] جنرل [illegible] صاحب [illegible] کلکتہ کو تشریف لے گئے [illegible] ابھی [illegible] گورنمنٹ گزٹ میں [illegible] معلوم [illegible] صاحب [illegible] عہدہ [illegible] ریذیڈنٹی اودھ پر مقرر ہوں گے۔ ان دنوں [illegible] ریاست [illegible] زیادہ ہے۔ اور اخبار الحقائق میں لکھا ہے کہ لکھنؤ [illegible] دخل [illegible] تعجب [illegible] ملک [illegible] وغیرہ [illegible] میں [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] عہدہ [illegible] ریذیڈنٹی [illegible] اور [illegible] سلطانی [illegible] ریذیڈنٹ بہادر [illegible] حضرت سلطانی [illegible]

[illegible] اور کارگزاران شاہی کا یہ حال ہے کہ [illegible] بادشاہ [illegible] لکھنؤ میں [illegible]

[illegible] (یعنی زبدۃ الاخبار)

[illegible] گھیر لیا [illegible] جو کچھ [illegible] دل میں آیا [illegible] ان [illegible] دی گئی تب جھگڑا رفع ہوا۔

[illegible]
[illegible] آغا [illegible] علی نقی خاں وزیر تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ماطوں کے نحو سے منظوبوں کا ایک میں [illegible] منشہ [illegible]
[illegible]
ماطوں کے قلعہ [illegible]
گلی کوچے میں تیز [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible]
۱۱۹ [illegible]
[illegible] سلطانی [illegible]
[illegible]
جواہر وقم مامور ہوئے ہیں کہ ہر وقت حاضر رہ کر [illegible]
[illegible]
سلطانی [illegible] محمد صادق [illegible]
خود [illegible] سلطنت کے نظم میں توجہ [illegible] خوبی سے [illegible]
کی ہے اس امر میں کیا خوب صحیح و مستعد ہے۔

۱۲۰ [illegible] سال [illegible]
[illegible] علی [illegible]
باقی [illegible] قید تھے [illegible] ہو گئے، اور پھر چلے [illegible]
[illegible] بہت [illegible]
ارکان سلطنت [illegible] علی نقی خاں [illegible]
ہوا ہے یہ شرف الدولہ غلام رضا خاں معروف [illegible]
نواب [illegible] الدولہ احمد علی خاں بہادر [illegible] اتفاق [illegible]
[illegible]
[illegible] محمود [illegible]
سرکار بادشاہی کا مجرم ہوگا۔ اس خدمت [illegible] صاحب [illegible]
چھاپہ خانوں کی اس خبر پر ہنوز اعتماد کلی نہیں ہے فقط۔

۱۲۱ [illegible] اخبار میں مرقوم ہے کہ ہفتہ گذشتہ میں [illegible] چھاپہ خانوں
کے کام بند ہو گئے [illegible] ایک خط سے اس بات کی [illegible] چھاپہ خانوں
مخلفشار [illegible] اور چاہتے ہیں کہ [illegible] لیکن

خوف یہ ہے کہ مبادا جاتے وقت علاقۂ لکھنؤ کے راہ دار اور گزربان پادشاہی حکم کے بہانے سے آلات جنگ چھین لیں۔ سو اب اس تدبیر میں ہیں کہ ریذیڈنٹ بہادر کا توسل پیدا کرکے وہاں سے نکلیں تا کان پور تک صحیح سلامت پہنچیں۔

۱۲۲ زبدۃ الاخبار میں مرقوم ہے کہ افواہاً سنا گیا کہ جناب صاحب ریذیڈنٹ بہادر نے امور ریاست کی مصلحت اندیشی کی راہ سے یہ تجویز کی ہے کہ منصب وزارت نواب منور الدولہ احمد علی خاں بہادر کو ملے اور نواب شرف الدولہ بہادر نائب وزیر ہوں، چنانچہ انھوں نے [illegible] حضور لکھ بھیجی ہے۔

۱۲۳ زبدۃ الاخبار میں مرقوم ہے کہ ان دنوں صاحب ریذیڈنٹ بہادر اور وزیر اعظم معتمد الدولہ نواب علی نقی بہادر کے درمیان [illegible] رنجش ہے۔ [illegible] علی خاں جو صاحب ریذیڈنٹ کے حکم سے [illegible] نکالا گیا تھا اور کان پور میں جا کر اس نے قیام کیا تھا، بادشاہ سے پوچھ کر مخفی مخفی سازش کرکے لکھنؤ میں آیا۔ وزیر اعظم صاحب کو صاحب ریذیڈنٹ بہادر کی رنجیدگی کا بڑا رنج ہے۔ چاہتے ہیں کہ کسی طرح صفائی ہو جائے۔ اور خبر ہے کہ صاحب ریذیڈنٹ بہادر تمام ممالک محروسہ لکھنؤ کا دورہ کریں گے تاکہ رعایا کا حال اور انتظام ملک کا معاملہ بچشم خود دیکھیں۔ حضرت بادشاہ سلامت معاملات سلطنت سے بالکل دست بردار ہو کر رات دن محل میں عیش کرتے ہیں۔

۱۲۴ زبدۃ الاخبار میں ایک خط کی رو سے مرقوم ہے کہ نواب معتمد الدولہ سید حامد علی خاں بہادر سرکار بادشاہی کے باقیات بابت جو تیس لاکھ سے زیادہ ہے محبوس ہوئے اور تمام اثاث البیت [illegible] و نقرہ آلات و ملبوسات و شال و دوشالہ کے نیلام ہوگیا اور اس کا زر ریذیڈنٹ بادشاہی خزانے میں داخل ہوا، مگر افسوس ہے کہ ہزار روپے کا مال سو کو اور سو کا دس کو بکا۔ نواب موصوف کا [illegible] صاحب نے ان کا نائب بھی بند بلا میں پڑ گیا، اور حیدر آباد کا علاقہ نواب موصوف کی [illegible] سے نکل گیا، اور اس کے تین حصے کیے گئے۔ ایک حصہ قطب الدین خاں کو ملا اور دو حصے اور دو شخصوں کو، ان کے نام معلوم نہیں، سپرد کیے گئے۔ حضرت بادشاہ رات دن رضی الدولہ کے مکان میں جو [illegible] باغ میں ہے جلوس فرماتے ہیں، اور مہمات سلطنت کا حل و عقد وزیر اعظم اور نواب علی نقی خاں کے ہاتھ ہے۔ ممالک محروسہ میں ہر طرف لوٹ مار ہو رہی ہے۔ کوئی دن نہیں کہ مسافر مارے نہ جاتے ہوں اور کوئی رات نہیں کہ دولت مندوں کے گھروں میں چور نہ پڑتے ہوں۔ اکثر مظلوم و ستم دیدہ لوگ نواب وزیر کی ڈیوڑھی پر داد فریاد کو جاتے ہیں، مگر ڈیوڑھی بان اور پہرے چوکی والے ان بے چاروں کو نواب تک جانے نہیں دیتے۔

۲۰ ایک شخص لکھنؤ سے صاحب دہلی گزٹ کو یوں لکھتا ہے تم نے جو دریافت کیا ہے کہ سرکار انگریزی

بعد چند [illegible] اور [illegible] کہ آپ [illegible] نواب کو [illegible] کی۔ میری یہ رائے ہے
[illegible] دوست [illegible] میں [illegible] اور
[illegible] ملک نواب کو [illegible]
[illegible] اور [illegible] ملک [illegible] دیا گیا جس کا
[illegible] سے وصول [illegible]
[illegible] میں ہے
[illegible]
[illegible] وقت [illegible] اور [illegible] ہیں
[illegible] سے واضح ہوتا ہے [illegible] ہے۔ وہ
[illegible] واسطے مقرر کرے [illegible] وزیر اعظم کے دیئے اور
[illegible] معمول مقرر کر دیں اور جس [illegible] صاحب [illegible]
حقیقت [illegible] عہدے [illegible] سے شاہ اودھ [illegible] صاحب
[illegible] گورنر جنرل [illegible] شدہ [illegible] نواب کو
[illegible] انتراح۔

۱۲۵ [illegible] کے [illegible] ہو گئے [illegible]
سے معلوم ہوا [illegible] سلطنت وارو علی جمیع سلطان کا
[illegible] اور [illegible] محمد حسن کا [illegible] سب حمایت خانے
والوں [illegible] سب [illegible] مکان میں [illegible] ہیں، [illegible] کو تمام
[illegible] سب جمع ہو گئے (از اخبار الحقائق)

[illegible] صاحب [illegible] ملک کے انتظام [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] ہوتی تھی [illegible] ہیں [illegible] اب
[illegible] سلطنت [illegible] ہاں [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible] اور ان کی لیاقت

کارگذاری سے مطلع ہوں گے۔ موافق عرض [illegible] نصرت [illegible] کی بجالی [illegible]
[illegible]

(۱۰) [illegible] کو حیدر آباد کی ریاست سے [illegible]
ایک [illegible]
بارہ لاکھ روپے کی درخواست کی اور حضرت [illegible]
کے [illegible]
[illegible]
علی ہذا القیاس اور امور سلطنت کو [illegible]
شاہ و وزیر کسی امر نیک کی صلاح و تدبیر [illegible]
[illegible]

(۱۱) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
۱۲۴۷ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۱۲) [illegible]
تحت حکومت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

داودی عن ایضاً (زبدۃ الاخبار)

[illegible]

[illegible]

دہلی اردو اخبار کے متعلق [illegible] ہندوستان کے دوسرے حصوں ممالک اسلامی اور یورپ کے متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دہلی اردو اخبار۔

..قیمت حکومت [illegible] سے [illegible] رعایا کے حق میں بہت [illegible]
کیونکر [illegible] رعایا پر ظلم بہت ہوگا [illegible]

[illegible]

احمد شاہ کابل میں لایا۔ شاہ شجاع الملک کے ہاتھ لگا۔ جس وقت شجاع الملک نے لاہور میں آکر رنجیت سنگھ کے پاس پناہ لی، رنجیت سنگھ نے شاہ کا کھانا پانی بند کر کے پہرا گھر پر بٹھلا کے یہ ہیرا چھین لیا۔ اب وہی صاحبان عالی نشان انگریز بہادر نے بزور شمشیر اُس کی اولاد سے لے لیا اور تمام ممالک پنجاب کو خس و خاشاک سے پاک کر کے عدل و داد سے معمور کیا۔ وہ ہیرا ملکۂ معظمہ کی نذر کو بھیجا جائے گا۔ کیا خوب ہو اگر سرکار یہ حکم دے کہ بھیجتے وقت لاہور سے کلکتہ تک ہر ایک بڑے شہر میں وہاں کے باشندوں کو دکھاتے جائیں۔"

۱۰۶ "کوئی شہزادہ خاندان تیموریہ کہ اپنے تئیں مرزا سلیمان شکوہ کا بیٹا بیان کرتا ہے ٹونک سے وارد بھوپال ہوا ہے۔ کربلائے معلیٰ اور مکہ معظمہ میں جانے کہتا ہے۔ مختار ریاست نے چالیس روپے نذر دیے۔ عمر حضرت کی ساٹھ برس کی ہوگی۔ بدن لاغر اور قویٰ ضعیف ہیں۔" مطلع الاخبار

۱۰۷ زبدۃ الاخبار میں مرقوم ہے کہ ایک خط حیدرآباد سے جانے پاس آیا ہو کہ ساہوکار داخل امور دولت پر حاضر ہوئے اور اپنے قرض کا روپیہ مانگا۔ حضور نے ہر ایک کو تسلی کر کے فرمایا کہ دو مہینے اور صبر کرو۔ فوج کے لوگ رات دن دولت پر دھرنا دیے تنخواہ کے لیے واویلا کرتے ہیں۔

۱۰۹ لاہور: "نواب گورنر جنرل بہادر، والی لاہور کی خدمت گزاری سے بہت خوش ہوئے کیونکہ راجا نے مبلغ ساٹھ لاکھ روپے روسیانہ کے خزانے میں داخل کیے۔ حق تو یہ ہے کہ ممالک پنجاب میں سرکار انگریزی کا ایسا دلی خیر خواہ اور مخلص درست کم ہوگا۔ بندگان نواب گورنر جنرل بہادر نے بھی اُن کے القاب میں نسبت سابق تعظیم و تکریم زیادہ فرمائی چنانچہ سابق "رفعت و عوالی مرتبت خصوصیت و محبت دستگاہ" لکھا جاتا تھا، اب یہ القاب مقرر کیا "رفعت و عوالی مرتبت استظہار مخلصان راجا مرید سنگھ راجا بہادر سلمہٗ تعالیٰ"

۱۰۹ بمبئی: فوائد الناظرین میں میل گزٹ سے منقول ہے کہ وہاں پانچ لاکھ چھبیس ہزار ایک سو اکیس آدمی ہیں۔

۱۰۹ کلکتہ: سلطان الاخبار مطبوعہ یکم جولائی سے معلوم ہوا کہ حاکمان عمدہ کلکتہ نے حکم دیا ہے کہ کوئی تعزیہ باندھ کر شہر میں نہ نکلے مگر اجازت لے کر، اور ہر قوم کے امیر و فقیر ہندو و مسلمان اپنے تیوہاروں میں بہت رات کو ڈھول اور نقارہ جائز نہ بجائیں، خصوصاً دریا کے کنارے اور چوک بازار اور قصاب ٹولہ اور چوڑی محلہ چاروں طرف کیونکہ ان مقاموں میں انگریزان نامور رہتے ہیں اور باجے کی آوازوں کی شدت سے طول اور خفقان ہوتی ہے۔"

۱۱۰ فرنیس سے ایک فوج واسطے بچانے پوپ کے گئی ہے۔ اہل روم نے اس فوج کو مار بار شکست دی اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ رومیوں نے تمام مکانات عالی کے نیچے نقب کھود لی ہیں اور یہ ارادہ پختہ ہے کہ بصورت نصیب ہونے شکست کے شہر کو اڑا دیویں گے۔ دیکھا چاہیے کہ شوق آزادی کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے حاصل ہونے کی خاطر آدمی جان و مال کا بھی دریغ نہیں کرتا ہے مگر برعکس اس کے بعض جگہ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ

مال و دولت کی محبت نے ان کو [illegible] آزادی کو ہاتھ سے ڈال دیتے ہیں۔ الحقائق

۱۹۳ فہرست آبادی شمالی مغربی اضلاع کہ وہاں ایک لاکھ ۲۰ ہزار نو سو ستتر۔ بنارس ۱۰۲۲۲۵۱ تو مجموعہ کل میں ایک کروڑ بجانوے لاکھ ۱۰۵۰ ہندو ۲۷۱۹ لاکھ سینتالیس ہزار مسلمان ہیں۔

۱۵ [illegible] نرخ غلہ [illegible] سے لکھا ہے۔ گندم ۲۰ سیر، نخود ۲۲ سیر، برنج ۱۹ سیر، ارد ۱۷ سیر، [illegible] ارہر [illegible] سیر، [illegible] ۲ سیر، جوار [illegible]، باجرا ۲۰ سیر، جو [illegible] ۳۰ سیر تل ۶ سیر، مسور [illegible] سیر۔

۱۰ اخبار [illegible] سے صحیح ہوا کہ [illegible] فرانسیسیوں کے تصرف میں آگیا۔ الحقائق

۱۱۰ [illegible] مطبوعہ ۲۰ رمضان نمبر ۱۱۶ میں مرقوم ہے کہ [illegible] فرانسیسیوں نے [illegible] میں آگیا [illegible] خبر [illegible] سوا ایک تعیین بلکہ یہ لفظ [illegible] ایک شہر کا نام [illegible] [illegible] ہے۔"

۱۱۹ دیوان [illegible] [illegible] کہ [illegible] دیں [illegible] [illegible] بسر کرے [illegible]

۲۰ [illegible] ہے جس سے خود [illegible] ہے [illegible] تعمیر افغان

۲۰ الحقائق [illegible] صحیح ہے [illegible] بلکہ شخص [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] خدمت میں [illegible]

۲۰ الحقائق میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عجیب [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] مال [illegible] [illegible] [illegible] حال کرتا [illegible] [illegible] رنگ برنگ [illegible] [illegible] [illegible] سب کو دکھانے۔ تیسری بار [illegible] تمام حاضرین کو پیٹ بھر کھلایا اور [illegible] [illegible] [illegible] کے بازیگروں نے حضور شاہی میں بھی ایسی ایسی بازیاں [illegible] [illegible] [illegible] بازیوں سے [illegible] غریب [illegible] اخبار اس تیسری باری کی کیفیت [illegible] [illegible] [illegible] کے اپنے [illegible] [illegible] ایزدی کے [illegible] سے [illegible] غالب کہ صاحبان پادری [illegible] [illegible] پسند فرمائیں [illegible] [illegible] حضرت عیسیٰ کے بعض افعال کی تکذیب کے لیے ایک لاجواب حجت [illegible]

اور اُن کی گمراہی بڑھتی ہو پس اے مسلمانو اور اے ہنود و عیسائیو تم دنیا کے کھیل کود لہو و لعب میں بہت
ہوشیاری سے کام کرو، اپنے اپنے بزرگان دین کے اعمال کی نقل کر کے اشتعال اور ذوات میں مت پڑو
حضرات ملوک و امرائے والاشان جو بظاہر ایسے امور پر توجہ نہ فرماتے ہیں تو اُن کو بھی ذمے سے
غریبوں کی پرورش منظور ہوا کرتی ہے۔

۱۳۰۔ خیر خواہ الحقائق میں مالوہ اخبار سے منقول ہے کہ ۲۱ تاریخ کو خریطہ اسمی مہاراجا صاحب کا پڑھا گیا
اس میں لکھا تھا کہ مہاراجا صاحب کی مہر کلاں میں فدوی شاہ عالم بادشاہ غازی ہے سو اب بجائے ان الفاظ
کے "فدوی شاہ انگلستان" کھدانا چاہیے۔

۱۳۴۔ ۲۰ تاریخ اکتوبر ۱۸۴۰ء کو کورٹ آف ڈائرکٹرس میں ایک صاحب انگریز جلیل القدر نے
بطور تذکرہ یہ بات بیان کی کہ امیران سندھ کو ناکردہ گناہ بوجہ ... گرا دینے کے حکومت اور ریاست سے
گرا دیا اور بہ کمال بے رحمی جلاوطن کیا۔ اگر قصور اُن کا ثابت ہو تو لے لینا اُن کے ملک و مال کا بجا،
اور اگر اُن کی بے قصوری ظاہر ہو تو اُن بے چارے کم بختوں کو ملک و مال ان کا پھیر دینا اور ہر ایک کو
ان کے وطن مالوف میں پہنچانا عین عدل و انصاف ہے۔ دہلی اردو اخبار

۱۴۱۔ حیدرآباد دکن راس بات کی تحریر سے واضح ہو ... بسفر سنہ حال ... اس
دارالحکومت میں بڑا فساد مچا جو ... لشکر مسلح ہو کر آستانہ دولت پر چڑھ آئے ...
آمد و رفت بند کر دی اور اپنی تنخواہ کے لیے دھرنے دے کر بیٹھے ... دیکھی سپاہیں اور ...
اور ... دن بھی بیٹھے ہوئے رہے ... صبح سے شام تک ایک قیامت ...
عمدۃ الدولہ بہادر نے ان سب کی تسلی کی اور ... دو دن کا وعدہ کیا ... اسباب ظاہر کوئی
صورت نظر نہیں آتی کہ یہ وعدہ صورت ایفا دیکھے کیوں کہ جب ... سرکار نے دو سال سے
کچھ تدبیر تقسیم تنخواہ کی نہیں کی تو دو دن میں کیا کریں گے۔ بالجملہ ... بڑی ابتری ... بے انتظامی
ہو رہی ہے۔ زبدۃ الاخبار

۱۴۵۔ جو فتنہ اور فساد کہ آپس میں سلطان روم اور شہنشاہ روس کے واقع تھا بڑی کوششوں
اور تدبیروں سے ایلچیان کارداں اور وزیروں خیر مندنے بہ صلح کروا دی۔ از زبدۃ الاخبار

۴۵ ۔ [illegible]

۴۶ [illegible]

[illegible]

[illegible] نواب کی والدہ بھی اسی طرح مری تھی ۔

[illegible] کا ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ زبدۃ الاخبار ۔

[illegible] تبرکات اسلامیہ [illegible] مگر [illegible] صاحب نے تبرکات کو علیحدہ کرنا پسند نہ کیا تھا۔ اقبال نامہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چند جلد تواریخ عاریتاً لے آئے۔ اخبار الحقائق

[illegible]

[illegible] مرقوم ہے کہ صاحب ریذیڈنٹ بہادر نے نواب [illegible]

[illegible]

[illegible] خبار فروقی کے [illegible] کے [illegible]

[illegible] ترتیب [illegible]

[illegible]

[illegible] مسجد میں [illegible]

[illegible] خبار فروقی

[illegible] اخباروں میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ایجاد کیا ہے [illegible]

[illegible] دولت پر [illegible]

[illegible] آباد [illegible]

[illegible] بہت تنگ آگئی ہے ... محصول ... مال اور [illegible]

[illegible]

۱۴۳ : خلاصہ۔ زبدۃ الاخبار میں مجمع الاخبار کے حوالے سے لکھا ہے کہ کلکتہ میں ایک نیا قانون مرتب ہوا ہے کہ تبدیل مذہب سے کوئی شخص محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ اس قانون کے جاری ہونے میں بڑی بڑی قباحتیں ہیں۔ لوگ اس کی تردید و تنسیخ کی کوشش کرتے ہیں۔

اسعد الاخبار خبروں کی بہم رسانی کی کوئی خاص کوشش نہیں کرتا تھا۔ مقامی خبروں کو چھوڑ کر اس کی قریب قریب کل خبریں دوسرے اردو اخباروں سے ماخوذ ہوتی تھیں۔ قمرالدین خاں غالباً انگریزی نہیں جانتے تھے اس لیے انگریزی اخباروں سے براہ راست استفادہ بھی ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ اخبار سے بظاہر اس کا التزام تھا کہ کسی اخبار سے کوئی خبر بغیر حوالہ دیے ہوئے نقل نہ ہو۔ اس کے دفتر میں غالباً کل اردو اخبار بھی نہیں پہنچتے تھے۔ اکثر خبروں کے آغاز میں اس قسم کا کوئی فقرہ نظر آتا ہے "فلاں اخبار میں فلاں اخبار سے مرقوم ہے"۔ خبریں اکثر باسی ہوا کرتی تھیں، اور اس میں ان کے لیے اتنی کم جگہ تھی کہ اکثر اہم خبریں چھوٹ جایا کرتی تھیں۔ صرف اس اخبار کو پڑھ کر کوئی شخص اپنے ماحول سے باخبر رہنے کا مدعی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسعد الاخبار کو بیرون ہند کی بہ نسبت ہندوستان سے زیادہ دلچسپی تھی، اور برطانوی ہند کے مقابلے میں یہ اخبار دیسی ریاستوں کی خبریں زیادہ دیا کرتا تھا۔ پنجاب کی خبریں بھی بالالتزام درج ہوتی تھیں۔ یورپ کی خبریں باوجود اس کے کہ یورپ میں اس زمانہ میں سیاسی بے چینی بہت زیادہ تھی، کم ملتی ہیں۔ در حقیقت یہ ہے کہ اس عہد میں ہندوستانی یورپ کے حالات سے اس قدر ناواقف تھے کہ تشریح و تفسیر کے بغیر خبروں کو سمجھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ممالک اسلامی کی خبروں سے کسی غیر معمولی دلچسپی کا اسعد الاخبار سے پتا نہیں چلتا باوجود اس کے کہ وہ زمانہ روم و روس کی لڑائی کا تھا، اس جنگ کی کم خبریں اس اخبار میں ملتی ہیں۔ عجائب و غرائب اور جدید ایجادات کا ذکر اخبار میں بہت ہے، اور خبروں کے کالموں سے وکلا اور حکام کی مدح سرائی کا بھی کام لیا جاتا تھا۔ اسعد الاخبار میں مقالات افتتاحی نہیں ہوتے تھے۔ کبھی کبھی خبروں کے ساتھ رائیں بھی ہوا کرتی تھیں، ان کا نمونہ اوپر گزر چکا ہے۔

اسعد الاخبار کو سیاسیات سے احکام کی وقتاً فوقتاً مدح سرائی کے سوا، اور یہ بھی زیادہ نہیں، دلچسپی نہ تھی، لیکن بعض اوقات دوسرے اخباروں کی رائیں جو اس اخبار میں نقل ہوئی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ سیاسی آزادی کے مفہوم سے بالکل ناآشنا نہ تھے۔ انگریزوں کی زر پرستی اور ہوس ملک گیری سے بے خبر نہ تھے گو نکتہ چینی دبی زبان سے اس کا ذکر کرتے تھے۔ دیسی ریاستوں میں جو ظلم ہوتا تھا اس کے متعلق زیادہ آزادی کے ساتھ اظہار خیال کیا جاتا تھا۔

ذیل کے اقتباسات سے یہ معلوم ہوگا کہ اس اخبار میں ادبی دلچسپی کا کیا سامان ہوتا تھا اور ادب یا ادیبوں سے متعلق کون کون سی خبریں شائع ہوئی تھیں:

۲ میرزا غالب ص ۹۳ و ۱۳۱ میں پنج آہنگ غالب کا منظوم اشتہار درج ہے۔ اس کے متعلق مہتمم اسعد الاخبار بیان ہے کہ "یہ اشتہار بسبیل ڈاک میرے ایک مخدوم والا شان نے واسطے درج کرنے اخبار کے میرے پاس بھیجا"۔ یہ اشعار بظاہر غلام حیث حکیم غلام نجف خاں کے ہیں۔ لیکن ان کے شاعر ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ عجب نہیں کہ یہ اشعار خود میرزا غالب کے ہوں۔ "نقل اشتہار منظوم پنج آہنگ نثر مصنفہ حضرت مرزا اسد اللہ خاں صاحب بہادر غالب جو اپریل مہینے میں قیمت پیشگی تین روپے اور جو اس کے بعد لیں گے تو چار روپے دینے پڑیں گے۔ نظم۔

مژدہ اے رہروانِ راہِ سخن / پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن
طے کرو راہِ شوق زود از زود / آن پہنچی ہے منزلِ مقصود
پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر / دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر
سب کو اس کا سوادِ ارزانی / چشمِ بینش ہو جس سے نورانی
یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا / جلوۂ مدعا نظر آیا
ہاں یہی شاہراہِ دہلی ہے / مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے
منطبع ہو رہی ہے پنج آہنگ / گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ
ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار / بارور جس کا سرو و گل بے خار
نہیں اس کا جواب عالم میں / نہیں ایسی کتاب عالم میں
اس سے اندازِ شوکتِ تحریر / اخذ کرتا ہے آسمان کا دبیر
مرحبا طرزِ نغز گفتاری / حبذا رسم و راہِ نثاری
نثرِ مدحت سرائے ابراہیم / ہے مقرر جو اب پئے تعلیم
اس کے فقروں میں کون آتا ہے / کیا کہیں کیا وہ رنگ لاتا ہے
تین نثروں سے کام کیا نکلے / ان کے پڑھنے سے نام کیا نکلے
ورزشِ قصۂ کہن کب تک / داستانِ شبہ دکن کب تک
تا کجا درسِ نثر ہائے کہن / تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن
تھے ظہوری و عرفی و طالب / اپنے اپنے زمانے میں غالب
نہ ظہوری ہے اور نہ طالب ہے / اسد اللہ خاں غالب ہے
قول حافظ کا ہے بجائے درست / ہر کرا پنج روز نوبت اوست
گل وہ سرگرمِ خود نمائی سے تھے / شمعِ بزمِ سخن سرائی سے تھے
آج یہ قدردانِ معنی ہے / پادشاہِ جہانِ معنی ہے

نثر اس کی ہے کارنامۂ راز — نظم اس کی نگارنامۂ راز

دیکھیو اس میں دفتر معانی کو — سیکھیو آئین نکتہ دانی کو

اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینۂ گنجینۂ گہر ہوگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس کو [illegible] — [illegible]

وہ بہار [illegible] فنا — جس کو کہتے ہیں [illegible]

ہیں جو [illegible] — [illegible]

[illegible] تحریر — [illegible]

تتمہ [illegible] ہے — [illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]

[illegible]

چار [illegible] ہیں اور آج سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلدوں کی قیمت اشاعت سے پیشتر ادا کردی تھی، نمبر [illegible] سے [illegible] تک دیوان [illegible] سے کچھ زیادہ چھپ چکا تھا یہ بھی لکھا ہے کہ [illegible] اس کے بہت ہی تمنا خواں ہیں" نمبر [illegible] سے [illegible] چکے تھے۔ اس نمبر میں [illegible] بھی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جناب مصنف کی صحت اور سیر دلی جان ثابت کر رہی ہے کہ صورت دل کی ایسی ہی پیچیدہ رکھی"۔ ۱۲۲۔ اس نمبر میں گلدستہ دانش سے ایک حصہ بطور نمونہ نقل کیا ہے:

میر صاحب عالی قدر سلامت! ایک مثل آپ نے بدلا جوہر کمال مسلسل لپیٹ کر ہاتھ آپ نے بھیجا ہے، بسلامت پہنچا۔ رقعہ میں جتنے دانے کہ شمار میں لکھے تھے وہ سب گنتی میں درست نکلے حق یہ ہے کہ کمال ہستی کو بڑی خبرداری سے لایا کہ ایک دانے کو بھی ان میں سے ضائع و خراب ہونے دیا سبحان اللہ کیا خوب آپ ہیں کہ ان کی تدبیر سے تمام پانی ہو جاتا ہے اور حلاوت و تیزی کے بیان میں لب سے لب وصل ہو جاتا ہے۔ جتنی دنیا ہیں کے ایک قاش اس کا ہیں تو اس قدر محو لذت ہو جاتی ہیں کہ دنیا سے بہشت کو ہرگز ہم نہیں سمجھتا یا زمین ہو جاتی اور نہایت لذیذ ہے مگر بریل کچھ اور چیز ہے۔ جس شخص نے کہ آپ اس دیار میں کھانے میں بھی آیا اور نہ ہی جگہ شروع ہیں اس کو دیا۔ وصف میں اس کے دل بے قرار ہے اور دوسرے شائق اس نعمت کے زبان پر جو ہے۔ حق تعالیٰ کی عنایت سے خانہ آباد اور دل آپ کا ہمیشہ خرم و شاد رہے زیادہ بس۔

اس نمبر میں ایک قطعہ تاریخ اختتام کتاب خود مصنف کی تصنیف سے شائع ہوا ہے آخری بیت یہ ہے ۔

جہاں میں یادگار بخش سب خوب س ۱۲۶۵

مطلع العلوم و مجمع الفنون مصنفہ منشی واجد علی خاں اس نام کی ایک کتاب کا ذکر زبدۃ الاخبار نمبر ۲ میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اواخر دسمبر ۱۸۵۲ء میں یہ کتاب چھپ کر تیار ہوئی تھی اور اس کی قیمت دس روپے تھی۔

دیوان نیاز بریلوی فارسی و اردو ۔ ۔ ۔ میں سید جعفر علی بیکتا اکبر آبادی صاحب مطبع اکبر آباد کی طرف سے یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ نیاز کا دیوان مطبع قطب الاخبار میں شیخ احمد حسین ناز خوش نویس کامل شاعر شیریں زبان اور ۔ ۔ ۔ سے چھپنا شروع ہوا ہے۔ ربیع الاول کے آخر تک قیمت ایک روپیہ ربیع الثانی تک ۔ ۔ روپیہ اور اس کے بعد ڈیڑھ روپیہ مقرر کی گئی تھی ۔ ۔ میں اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ نصف قریب ۔ ۔ کے ہے اور نصف کے قریب چھپ چکا ہے ۔ ۱۰۳ ، جمادی الآخر ۱۲۶۸ھ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک چھپ چکا تھا، لیکن قیمت صرف ایک روپیہ تھی

سکندر نامہ اردو۔ سید اعظم علی ۔ ۱۳۱ میں یہ اشتہار مسٹر احمد ۔ ۔ کی طرف سے مندرج ہے: "سکندر نامہ نظم اردو ذکر حوروں، جناب سیادت مآب مدوح شاعر اکبر آبادی سید اعظم علی صاحب

۔ ۔ ۔ میں یہ اطلاع ہے کہ چھپ کر تیار ہے "تمام علوم و فنون سے ۔ ۔ ۔ شائع ہے"

میر منشی سابق مدرسهٔ سرکار جو ابتدا میں [illegible] [illegible] میر منشی
[illegible] بعد ازاں [illegible] جس [illegible]
[illegible] فی جلد تین [illegible] فی جلد [illegible]
کتاب [illegible] مختصر [illegible]
[illegible] تاریخ مصنف [illegible] ١٢٩ [illegible]
[illegible] سنہ [illegible]
[illegible] کا سبب [illegible]
[illegible] اوّل [illegible] مؤرخ [illegible]
[illegible] رہا۔ بعد [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] میں [illegible] قیمت فی جلد [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]
[illegible] کے جز ورق ہیں اور ٢٥ سطر کا صفحہ ہے!

[illegible] قطب الدین [illegible] ایک [illegible]
[illegible] خط [illegible]
[illegible] اس کی بر عکس حرز گلشن [illegible]
[illegible] الاعتداد اور صفت اپنی اور اپنے دوستوں
کی [illegible] تغیر [illegible] صاحب جن کی نظر
[illegible] تذکرہ [illegible] مؤلف اوّل کے
[illegible] ٢٢ جز اور قیمت فی جلد
٣ [illegible] جس [illegible] درخواست [illegible] بطور پیشگی [illegible]
[illegible] جب اس کا [illegible]
شروع [illegible] قیمت [illegible] سے منگوائی جاوے گی ۔

[illegible] خاں [illegible] قدر [illegible] شہر
[illegible] مضمون [illegible]
[illegible] مجھے [illegible] حکم [illegible]
[illegible]
[illegible] مجموعہ [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] کسی [illegible]
[illegible] اشتہار [illegible]
[illegible] مرزا [illegible] خاں [illegible]
[illegible] اور ہر ایک جنس [illegible] ترتیب [illegible] اصطلاحات و محاورہ
[illegible]
[illegible]
[illegible] مرقوم ہیں، جن کا ذریعہ [illegible] ہوگا۔
[illegible] ۱۵۹ [illegible] فضائل [illegible]
[illegible] جون [illegible] میں [illegible]
[illegible] جون [illegible]

قاضی [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] قاضی محمد صادق علی خاں
[illegible] تشریف لائے [illegible]
[illegible] ہر دیار کے لوگ [illegible]
[illegible]

بہ تن لطیف و سراپا مصفا — [illegible]
حلاوت بود در کلامش بجائے آں — [illegible]
قد دلش سرو و دل خستہ بادا — [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رحمٰن خاں افغان رئیس [illegible] میں [illegible] کی ایک غزل ہے

عشق کس کو ہے محبت کا [illegible] ... حسرت دل [illegible] درد جگر کس کو ہے
[illegible] ... [illegible] بات [illegible] کی خبر کس کو ہے
اس [illegible] ... [illegible] جو [illegible] یہ نظر کس کو ہے

[illegible] لال [illegible] میں [illegible] کی مشہور نعتیہ غزل [illegible]

[illegible] اقدام مقدس کا [illegible] ... [illegible] سے کبھی [illegible] دور
حضرت حق کو [illegible] ... [illegible] خود [illegible] ظہور •

فارسی [illegible] جہان آباد [illegible] میں [illegible] ہی مضمون کی [illegible]
فارسی اردو اور بھاکا میں ہیں

[illegible] ... [illegible]
ہر کوئی تیری سخاوت سے جہاں میں [illegible] ... [illegible] تیری صفت [illegible]
داتا کو سنسار [illegible] داتا تو ہیں چھوڑ ... حاتم [illegible]
[illegible] ... ہرا جیتا کرت [illegible]

[illegible]

[illegible] مقامات کی [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

[illegible] مصنف نے اعلان کیا
کہ اس کے چھپوانے کا ارادہ ہے۔

افسانۂ [illegible] فتح پور [illegible] اس کا قصہ [illegible]
[illegible] جس قدر [illegible]
[illegible] پسند کیا [illegible] کا قصہ تھا
[illegible] قیمت [illegible]

مثنوی [illegible] خان [illegible] زبدۃ الاخبار میں چھپی
[illegible] کا ارادہ ظاہر کیا ہے
[illegible] سے معلوم
ہوتا ہے کہ [illegible] اور فارسی [illegible] بہت تعریف

کی ہے۔ اسی نمبر میں ایک فارسی مثنوی مہتمم زبدۃ الاخبار کی لکھی ہوئی ہے جس کے آخری مصرعہ کا مادہ تاریخ ہے: "آہ و افسوس و غم"۔ ۱۳۰۰ میں مہتمم اسعد الاخبار کی تصنیف سے دو قطعے فارسی میں ہیں پہلے قطعے کے دو شعر یہ ہیں۔ "گرچوں او استاد زجہان رفت [illegible]

چہ سالش شمع جہان نور [illegible]" [illegible]

وفات شاہ سلیمان صاحب [illegible]۔ کوہ نور کے حوالے سے لکھا ہے کہ ماہ صفر ۱۳۰۰ کی ساتویں تاریخ شب جمعہ کو بعد ادائے نماز تہجد [illegible] ۱۳۰۰ میں [illegible] تاریخ وفات فارسی میں ہیں۔ پہلا مولوی حسین علی صاحب رئیس [illegible] کا لکھا ہوا ہے دوسرا منشی نہال الدین [illegible] کی تصنیف سے ہے

وفات حافظ فرخ علی خیر آبادی: ۱۳۰۰ میں منشی نہال الدین کی تصنیف سے ایک فارسی [illegible] قطعہ ہے "آہ ماہ غروب" سے تاریخ نکلتی ہے۔ ۱۳۰۰ھ

وفات شیخ خدابخش کوتوال لاہور۔ ۱۳۰۰ میں لالہ چندو لال [illegible] کی تصنیف سے ایک قطعہ تاریخ ہے۔ ۱۳۰۰ھ سال وفات ہے۔

گلزار نسیم: ۱۳۰۰ میں مطبع [illegible] کی طرف سے اس مثنوی کے متعلق [illegible] [illegible] کے چھپوانے کا ارادہ تھا۔

مثنوی [illegible] منشی [illegible] ان کی [illegible] ارادہ کیا تھا ۱۳۰۰ میں اس کا اشتہار [illegible] ایک روپیہ [illegible] ڈھائی روپیہ۔

[illegible] میں اشتہار [illegible] جس کی قیمت [illegible] اسعد الاخبار یا مطبع زبدۃ الاخبار سے مل سکتی ہے۔

محمد رضی الدین خان بہادر صدر الصدور [illegible]

فارسی میں ہو، لفظ خدا ترس سے تاریخ نکلتی ہے

شمع محفل [illegible] عاجز کا کلام فارسی (قصیدہ) ۱۵۳ اور ۱۸۵ میں ہے۔

فرہنگ [illegible] سید حسین شاہ بخاری واصف متیم کول ۔ ۱۰۰ [illegible] ان دونوں صاحب
واصف [illegible] ایک تاریخ شعر کی غزل میرے پاس بھیجی [illegible] میں بھی اسی زمین میں غزل
کہوں [illegible] مجھے اس کو [illegible] سے کیا آشنائی ہے مگر
[illegible] میں نے بھی [illegible] غزل کے چند شعر یہ ہیں

گیسو در ریخت بہ قربان تو گل از تبسم — یکے از صد گذاران تو گل ابتسم
گرمی حسن تو تنہا جگر لالہ نہ سوخت — گشت غرق عرق از شان تو گل [illegible]
گل ز [illegible] دست [illegible] — خامہ ات ریخت بہ دیوان تو گل از بسم

[illegible] سید عباس علی مصنف سنبل رئیس کول کی ۱۱ شعروں کی ایک
مثنوی ہے جس میں ایک ایسا قاعدہ نکالا ہے کہ اس پر عمل کرکے جس چیز کے نام سے چاہو اس کا نام نکال
مظہر عجائب مصنف سید [illegible] نویس محکمہ [illegible] ۱۸۸۰ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ
یہ کتاب فن طب میں بہ زبان [illegible] لکھی گئی تھی [illegible] زیر طبع تھی قیمت دو روپے۔

مشاعرہ [illegible] شب کو [illegible] سید ابوالحسن صاحب مدرس اول درجۂ فارسی مدرسہ
کے مکان پر محفل [illegible] منعقد ہوئی [illegible] میں [illegible]

مشاعرہ اکبرآباد [illegible] ۱۱۰۶ [illegible] ۲۳ جون [illegible] شب کو مشاعرہ ہوا [illegible] شعراء اکبرآباد
اور بعض [illegible] تشریف لائے [illegible] شائقین سخن جو مشاعرے میں تشریف نہ رکھتے تھے [illegible]
جو اس مطبع میں چھپا ہے اور سید [illegible] علی [illegible] اس کی تہذیب و ترتیب کا اہتمام کرتے ہیں محظوظ ہوں گے
یہ مشاعرہ [illegible] ہر [illegible] ہوتی ہے اور قیمت اس کی چار آنے ماہوار ہے [illegible] سید [illegible] علی [illegible] کے پاس
بہ محصول [illegible] یا [illegible] درخواست بھیجیں

مشاعرہ [illegible] سید جمیل [illegible] ایک اور مشاعرہ مقرر ہوا ہے اور شہر کے [illegible] سب
اس میں تشریف لے جاتے ہیں [illegible] مشاعرہ کا ارادہ ہے کہ طرح کی غزلیں [illegible] پندرہ روز [illegible]
اور چار آنے ماہوار اس کی قیمت رکھیں [illegible] مکان پر [illegible] کے پاس روانہ
بھیج کر منگالیں"

خلاصہ قانون دیوانی مولفہ طفیل احمد وکیل صدر [illegible] میں مضمون کا اشتہار
ہے کہ مطبع [illegible] ۱۸۸۰ء تک چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ قیمت [illegible]
بعد انطباع دس روپے

خلاصہ [illegible] مال [illegible] آباد ۱۰۴ قیمت جون ۱۸۸۰ء تک [illegible] روپے۔

خلاصہ قوانین دیوانی مسمّی بہ مسائل [illegible] مولفہ لالہ [illegible] مصنف ۱ لالہ جی پرشاد مصنف
[illegible] بہاری لعل وکیل: ۱۳۱ و ۱۳۵ مشمولہ مطبع [illegible] ضخامت ولایتی ۴ عدد پر ۲۰ جز قیمت [illegible]

۴۴: اس مضمون کا اشتہار [illegible] سید عباس علی مصنف سنبھل ضلع مراد آباد کے [illegible] خیالات [illegible] کا
جو [illegible] ۱۸۸۰ء لکھے جاتے ہیں ایک خلاصہ تیار کیا ہے ضخامت [illegible] قریب [illegible]
[illegible] کو چھپا چکے ہیں اور قیمت اس کی ایک روپیہ [illegible] تھی۔

[illegible] طرف سے اشتہار ہے کہ سید قربان علی وکیل عدالت [illegible] قانون دیوانی
ترتیب دیا ہے [illegible] قانون کا خلاصہ [illegible] شامل ہے [illegible] چھپ [illegible] ضخامت ۱۲
[illegible] قیمت قبل انطباعت [illegible]

۲۰۴: خو عبدالکریم کی کتاب بندوبست پرگنہ جات جب [illegible] بھوپال کے سامنے پیش ہوئی تو نواب
مصنف کو سو روپے دیے۔

کاشف [illegible] ۲۷۰ و [illegible] ایران سے ایک صاحب جلیل القدر [illegible] کا ایک صحیح نسخہ مطبوعہ [illegible] مطبع [illegible] نے
اس کی نقل ۱۸۸۰ء میں چھاپنا شروع کی تھی جو [illegible] ۱۸۸۰ء میں تمام ہوئی ضخامت [illegible] قیمت [illegible] باوجود اس کے
کہ اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ قیمت بعد انطباع بڑھ جائے گی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تک یہی قیمت تھی
[illegible] کے بعد قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

[illegible] ۲۰۵: اس کی قیمت ۱۲ روپے تھی۔

کتب [illegible] مطبوعہ کلکتہ [illegible] سنگین چھاپے کی حسن لطافت [illegible] صفائی [illegible]
خوشخط [illegible] قیمت [illegible] ہے کہ چھاپہ سنگین کے نصف سے بھی کم ہے۔ مجموعہ [illegible] مشتمل [illegible]
[illegible] حیدر آباد [illegible] بازار [illegible] قیمت [illegible] ۱۲ مجموعہ مشتمل بر
[illegible] رقعات عالمگیری [illegible] حیدر آباد [illegible] مجموعہ مشتمل [illegible]
تواریخ نبوی ۱۰۰ [illegible] ہوتا ہے [illegible] کا [illegible] کہ وہ تاریخ جو [illegible] میں بہ اقساط شائع ہوئی تھی

بعد اختتام کتابی شکل میں چھپوا دی جائے اور اس کے دیباچے میں مستقل خریداران اسعد الاخبار کے نام بھی لکھے جائیں مگر ان کا نام بر اللہ صفحہ ۸۷ کا پر قائم ویادگار رہے۔ پتا نہیں کہ یہ کتاب چھپی یا نہیں۔ اس تاریخ کی وجہ سے بہت لوگ اسعد الاخبار کے پرانے پرچوں کی تلاش میں رہتے تھے یہاں تک کہ انھیں دوبارہ چھپنا پڑا تھا۔

پادری جی جی مور مترجم قوانین و ریذیڈنٹ گزٹ آگرہ ۱۲۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ستمبر ۱۸۶۰ء کو ان کی وفات ہوئی مقتول نے کوئی وارث نہیں چھوڑا ان کی جگہ بیڈلی صاحب کے سپرد ہوئی ۱۰۰ میں جی پی بیڈلی صاحب بہادر مترجم ریذیڈنٹ گزٹ آگرہ کی طرف سے اشتہار ہے کہ گورنمنٹ گزٹ کی قیمت ۱۸۶۰ء سے للعہ سالانہ ہو لیکن یہ تجویز قرار پائی ہے کہ سوائے رخصت ... عہدہ داران متعہد و غیر متعہد و اشتہارات زائدہ کے نقل گزٹ کی بجنسہ بہ چھاپہ سنگ چھپوا کر فروخت کی جائے۔ قیمت فی ماہ آٹھ آنے مقرر کی ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

مولود شریف مؤلفہ مولوی محمد حیات علی صاحب ... فہرست ضمیمہ ۱۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ صفحہ تک (؟) اسے مطبع اسعد الاخبار میں چھپوا کر قیمت دی دیا تھا۔

نہر فتح پور سیکری بہ مشورہ جیکسن صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ آگرہ ... میں مرزا احسان علی بیگ تحصیلدار کے اہتمام سے ایک نہر جاری کرائی تھی۔ قطعہ تاریخ نوشتہ واجد علی صاحب ... میں اور مرزا احمد علی صاحب فتح پور سیکری اور مرزا غلام زین العابدین صاحب ... کے قطعات تاریخ ۱۲۲ میں مندرجہ ہیں۔ واجد کے قطعہ تاریخ کی آخری بیت یہ ہے:

سال ... ہجری ... دیکھیے سبیلِ رحمت کی نہر جاری ہے ۱۲۷۵ھ

قرآن مجید مع ترجمہ اردو و فارسی ... ۱۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ خادم العلما... قاضی القضاۃ سید ... حسین خان بہادر نے مطبع مفید آگرہ میں قرآن مجید کا ایک نسخہ بڑی تقطیع پر چھپوایا تھا جس میں شان نزول ... مولوی عبدالقادر وغیرہ کے علاوہ ... اور ... تھے۔ اس کی قیمت ابتدا للعہ ... مقرر کی تھی۔ اس کا اشتہار فارسی زبان میں علامہ زماں مولوی سید محمد ... صاحب ... کی طرف سے شائع ہوا تھا۔

اسعد الاخبار میں جو قطعیں شائع ہوئی ہیں ان میں غالب کے ... اشتہار کے سوالوں کا جواب اشتہار کی اہمیت بھی اس بنا پر نہیں کہ شاعری کا ... نمونہ ہے بلکہ اس ... کہ غالب کی ایک مشہور تصنیف سے اس کا تعلق ہے اور ... غالب کی ... ہوئی ہے ... متعلق جو ... اس ... میں ملتی ہیں وہ محض اتفاقی طور پر ... کتابوں کے بارے میں جو کچھ علم ہوا ہے ... ہے ... یہ ... کہ اشتہارات ... بھیجتے تھے یا ان کی ... کی جاتی تھی۔ اس زمانے میں پتھر کا چھاپہ ... کے چھاپے سے بہتر سمجھا جاتا تھا۔ لکھنؤ کے مطابع کی ... سلیم کی جاتی تھی ... مطبع مصطفائی لکھنؤ ... بہت ہوا جاتا تھا ۱۳۰۔ کتابوں کی قیمت آج کل کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی تھی لیکن غالب کی تصنیف ... کتابیں نسبتاً سستی ہوتی تھیں۔ عموماً یہ کوشش کی جاتی تھی کہ قیمت کتاب چھاپنے جانے سے قبل ہی وصول کر لی جائے۔ بیشتر کتابوں کے اشتہار میں یہ لکھا ہوتا تھا کہ بعد اطباعت قیمت ... کر دی جائے گی لیکن ... اس پر عمل ہوتا تھا یا نہیں یہ مشتبہ ہے۔

[illegible] میں آگرہ صوبہ کا صدر مقام تھا اور اس کی اہمیت آج کل کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی [illegible] زمانے میں یہاں بہت سے [illegible] تھے ... متعدد [illegible] نکلتے تھے جن میں سے [illegible] ایک [illegible] میں تھا۔

قمر الدین خاں ایک [illegible] کی تعریف [illegible] لکھتے ہیں [illegible] متعلقات کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ایک مطبع کی [illegible] میں طالب [illegible] مطابع کے [illegible] بھی تھے [illegible] خلاصہ کروائے ہیں حضور [illegible] ہیں۔

[illegible] اردو میں [illegible] تھے ان میں سے حسب ذیل [illegible] سعد الاخبار [illegible] تھے [illegible] منفصل [illegible] جگہ مستقل [illegible] ابتدا [illegible] بھی [illegible] تھی [illegible] پانچ [illegible] اس مطبع [illegible] کتابیں بھی چھپتی تھیں اور بقول قمر الدین خاں یہ مطبع [illegible] وقتوں [illegible] کا [illegible] تھا۔ مطبع [illegible] مطبع [illegible] نام [illegible] مطبع [illegible] تھا۔ مطبع [illegible] کے [illegible] جاری [illegible] کے مالک [illegible] تھے جن کا ایک مطبع اسی نام کا [illegible] میں بھی تھا [illegible] خان بہادر کے مکان میں تھا۔

ذیل کے اخباروں کے نام [illegible] رسالے [illegible] میں ملتے ہیں [illegible] اور اخبار [illegible] مجمع الاخبار [illegible] جاری ہوا۔ مہتمم حکیم جواہر لعل تھے [illegible] کیفیت اور لطف [illegible] آگرہ [illegible] جاری ہوا [illegible] کے مہتمم [illegible] قران السعدین [illegible] جام جمشید [illegible] سلطان الاخبار [illegible] مطبع [illegible]

[illegible] جنوری [illegible] جام جمشید [illegible] جاری ہوا ہے۔

[illegible] کہ بجناب [illegible] کتیر [illegible] کابل کی [illegible] رہتے ہیں [illegible] جارہے ذیلے
[illegible] کے [illegible] وقت [illegible] نہ [illegible] کرنے [illegible] ترجمہ
[illegible] بجے [illegible] قیمت [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] پی ر
اردو [illegible] ممبئی

[illegible]: مفتاح الاخبار، فوائد الناظرین [illegible] مرزاپور، رئیس الاخبار مدراس [illegible]
[illegible] ممبئی کا [illegible]
[illegible] سپیکٹیٹر [illegible]

[illegible]: باغ و بہار [illegible] رجب [illegible]
[illegible] مختصر [illegible] ہفتہ [illegible]
مختصر الاخبار دو ورقہ بہ عبارت فصیح اردو [illegible] قیمت [illegible] روپے
[illegible] اخبار [illegible]
[illegible] بنگال

[illegible]: صادق الاخبار، آفتاب [illegible] لاہور [illegible] جام جمشید [illegible]
(۶ جنوری [illegible] کے پرچے میں [illegible] سے [illegible] تک کے [illegible] تمام)
ہوتے [illegible] روپے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تیار [illegible] ہوا تھا۔ اس کے [illegible] احمد [illegible]
[illegible] نیاز محمد خان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) کسی لفظ کے ساتھ اس کا ہم [illegible]

(۶) [illegible]

محمد داؤد خاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 95072

قران السعدین

[illegible] محمد شریف خاں [illegible] "قطعاتِ تدبیں" [illegible] کتاب کریم الدین [illegible]
[illegible]
[illegible] سید جعفر علی [illegible]
(۷) غلام رسول سابق کوتوال

[illegible] موجود [illegible]
[illegible] یادداشت [illegible] متعلق [illegible] نقل لکھی تھی
[illegible]
[illegible] شمارہ [illegible]

[illegible]

(۱)

[illegible] — [illegible] جگر سے
[illegible] — [illegible] سے
[illegible] — [illegible] تو خنجر سے
[illegible] — [illegible] مضطرب ہے آج وہ [illegible] سے
[illegible] — [illegible] تو دیکھو خاک میں کیا گوہر [illegible] سے
[illegible] — [illegible] تمام [illegible] سے
[illegible] — [illegible] سے
[illegible] — [illegible] ملنے سے [illegible] سے
[illegible] — [illegible] سے

تھا وصل میں مراد ہونا جہان کا — قابل سمجھ کے کو یہ ہمیں چشم تر ملے
اس کی گلی میں لے گئے آزردہ کر اسے — دی تھی دعا یہیں کہ [illegible] میں گھر ملے

(۲)

[illegible] پر مرگ کے تو جو ہر [illegible] ملے — [illegible] سے طریق صلح کی کیا صلح سر ملے
باہم سلوک تھا تو [illegible] دور حسن میں — [illegible] کی [illegible] ملے
دل محو چشم یار تھا [illegible] — [illegible] کا بھی آخر ملے
نالہ تو نے ساتھ دیا آہ کا تو بس — امید کب اثر کی جو روا ہے اثر ملے
[illegible] جگر پہ پہنچے تو ہو دل میں [illegible] — [illegible] نہیں ہیں [illegible] ملے
ہم کو [illegible] بعد سے [illegible] — اچھے نہیں نصیب [illegible] تر ملے
[illegible] سے تیغ سے [illegible] — دامن سے [illegible] داغ [illegible] ملے
[illegible] میں اس کی طے یوں ہوا ہے ہم — [illegible] ہوئے بے خبر ملے
جو کچھ نہ دیکھنا تھا سو وہ دیکھنا پڑا — اس ہونا ہے [illegible] کیا ہو کر ملے
دیکھے ہنر جو اپنے ہے وہ جانے اس کا کام — ہم ہو تو عیب [illegible] ہنر ملے
[illegible] جہاں [illegible] دونوں [illegible] — [illegible] ملے
ملنے سے اس کے عشق سے کیا شاں [illegible] — [illegible] ملے

(۳) [illegible] اپریل کے [illegible] میں [illegible] ہوا ہے [illegible]

(۴) [illegible] اپریل کریم الدین [illegible] سے متعلق [illegible]

[illegible] یادداشت میں بعض اغلاط [illegible] ہیں [illegible]

(۵) [illegible] اردوئے دہلی و لکھنؤ کی [illegible] ص [illegible] شمارہ [illegible]

(۶) [illegible] جولائی بتاریخ [illegible] کو [illegible] حضرت [illegible] کو [illegible] کی وفات ہوئی

[illegible] واصل بحق ہوئے۔

(۷) تعداد مساجد دہلی [illegible] قلعہ [illegible] ذکر [illegible] دہلی کی تعداد [illegible] تھی [illegible] مسلمان

[illegible] چلد [illegible] شمارہ ۲

(۹) ۲۲ اگست شب [illegible] حمایت کی [illegible] آباد میں ہدایت اللہ نے [illegible]
[illegible] سید [illegible] تک [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]

(۱۰) میر قاسم علی [illegible] ہدایت قرآن السعدیق [illegible]

(۱۱) [illegible] میں [illegible]
[illegible]
ہوگا۔ پہلا پرچہ ۱۲ نومبر کو طبع ہوا [illegible] ص [illegible]

(۱۲) [illegible] سابق [illegible]

●●

پٹنہ ہرکارہ ۱۸۵۵ و ۱۸۵۶ء

[illegible]

[illegible] اردو پرنٹ کی نمائش کے لیے آئے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] اکیسویں تاریخوں کو اخبار بزبان اردو جس میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا ترجمہ شائع کرنے کا وعدہ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵) جواب رسالۂ دعوت نامۂ عیسائی (اردو)۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس شمارے میں جام جہاں نما کا ذکر۔

[illegible]

تھا۔ اب خیر آباد میں طبیب کہ مشتاق باقی نہ رہا"

"ہنومان گڑھی کی خبر، جناب مندرجہ ذیل متعلق ہندو رقیب ہے۔ منقول ہے کہ میر مشیر الدولہ سید سنگھ کا نام اس تحریر میں چشمہ فیض ۲۰ دور بین ۵ جولائی بھی ہے

"مسان حسین خاں، کو بعد انتقال بھی ان کے صاحب شوہ، بڑے صاحب، اس مقدمے میں بتایا ب دونوں پہ دونوں۔ چونکہ شہ، وہ تھی جب یہ پتا نہیں کہ صاحب حسین کے علاوہ اور اشخاص نے خاص وزیر اعظم کے ہیں۔ مگر بعض معتبر لوگوں نے حضرت شاہ اودھ کے مزاج کو مولوی صاحب کی طرف سے ممنون کر دیا ہے اس واسطے چاہتے ہیں کہ وعدہ مندرجہ اقرارنامہ کو باطل کر دیجئے اور شہ صاحب بھی مانع شدہ فساد میں کوشش کرتے ہیں و باطن میں۔ معاون ہندوؤں کے ہیں لیکن مجتہدین لکھنو بہت مصروف ہیں۔ ہندوؤں کی جانب کے ہیں اور مرزا منعم، کوتوال فیض آباد کو وزیر اعظم نے اپنے حضور میں طلب کر لیا ہے اور مرزا تفاعل، بھی لشکر میں جانے کا ہے۔ ذکر کے دیہات پر چھ گئے ہیں جب، وہ بھی لکھنو جا رہے ہیں۔ لکھنو کا یہ حال ہے کہ اکثر شہر کے شہید ان ہنومان گڑھی کے حال میں مرثیہ لکھتے ہیں۔ وہ۔ کوچہ و بازار میں شہیدوں کے پڑھتے پھرتے ہیں۔ مجلسوں میں رشوت خوراں مقدمہ مسجد پر لاتبرا کرتا ہے کہ رشوت خور، غیرت پذیر نہیں ہوتے۔ در مقام موئی علاقہ خیر آباد میں جو کچھ ہندوؤں و مسلمانوں میں خونریزی ہوئی اس کی کیفیت یہ ہے، علیحدہ لکھی ہوئی ہے، ایہ عیفت علیحدہ و قصبہ خیر سہبہ میں کئی، وقبل شاہ پیر مدینی سے وہ شخص آتے ہیں حضرت شاہ دیوان جو حج فوت ہوتے تھے وہاں کے بیٹے شاہ عبدالرزاق ان کے جانشین ہوئے ہیں شاہ ذکریا الدین احمد سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ درویش نے ایک مدرسہ جدید واسطے حفاظ قرآن، کے سوائے مدرسہ علوم عربی و فارسی، سابقہ سے جاری کیا ہے"

"نکلشمیں نے معلوم ہو کہ شاہ اودھ نے سمدن ہیں ہوتے۔ موکل حسب ذیل ہیں جہیں روپے بطور لئے ہیں، سرکاری کا خدمت میں پہلے جو میگ، وعیدی محمدی، خوش، سکندری، سلیمانی، بین مدد، شاہی، حضوری، مرادب، منصوری، ترس، تمام فرشی بنائیں ہیں جعلت کہ شتی بطرف دیو ہو جو کہ لکھنو یا ملکہ تا فی قلم و جس شاہ اودھ ہے۔ نہایت عدل نظیر پیدا ہو ہے وزیر مملکت امیر علی سے مسجد متنازع ہنومان گڑھی کے تیار کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ اس کی مدت ۱۵ محرم کو منقضی ہو گئی وہ تعمیل نہ اقرار نامہ قول میں نہ آئی۔ امیر علی نے مولوی نے کیا۔ وزیر مملکت نے ممانعت سے باز رکھنے کے لیے مفتی سعد اللہ و مفتی یوسف کو مع فوج سلطانی و دیگر تذکرہ آپ بھیجا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان سپاہی امیر علی سے ملے ہوئے ہیں اور جو ان کے ساتھ ہزاروں مجاہدین ہیں خاص لکھنو

میں بھی فساد عظیم برپا ہے [illegible] ہندو [illegible] شاہ [illegible] نے منادی کرادی [illegible] [illegible]

[illegible]

ضائع ہو گیا ہے۔

[illegible] قرآن السعدین [illegible]

[illegible]

[illegible]

(بحوالہ [illegible])

[illegible] نہیں کیا جا سکتا۔

اخبار الاخیار مظفر پور

[illegible] بہت [illegible] میں چھپا کرتا تھا [illegible]

[illegible]

[illegible] انہیں ہاتھ لگاتے [illegible] کا معاملہ ہے۔

[illegible] ایک صاحب [illegible]

[illegible] سید زین العابدین احمد مہتمم [illegible]

[illegible]

[illegible] کلکتہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] در شعر [illegible]
[illegible] وارند از [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] در شوق بہشت جاودانہ
[illegible] گو بود [illegible] زمانہ

[illegible]

(۲) رباعی متعلق وفات [illegible] خاں بہادر

[illegible]

[illegible] مطلع ہاشمی [illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستانی [illegible] سیاسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۱ تاریخ [illegible] سلطان [illegible] ۱۲۹۹ھ

[illegible]

اخبار الاخیار ظفر نو اور سید احمد خاں

[illegible]

[illegible]

تمغائے اسٹار آف انڈیا اور خطاب کے سی اسٹار آف انڈیا سے معزز و ممتاز فرمایا۔
[illegible]
اس کی نقل ذیل میں مندرج ہے۔ جنتی۔

[illegible]
سنہ ۱۸۶۹ء)۔

سفر ولایت کی ترغیب ... ہمارا ...

سکریٹری صاحب مولوی سید احمد حسن صاحب بہادر۔

... پیدا نہ ہوگا اور جو حق

ادا نہ ہوگا۔ جب مولوی صاحب ...

(اس کے بعد عرضداشت اور اس کا جواب ...) ۔

... الاحمدیہ ... والسیرة المحمدیہ ...

... کلام ... جواب ... کے ...

[illegible]

مصنف نے ان سلام وحدی اور بعض صحیح احادیث کو [illegible] ۔

[illegible]

انگریزی ترجمہ بہت صاف اور [illegible] صحیح ہوگا اس وجہ سے کہ مصنف [illegible] کے ایک

[illegible]

مندرجۂ ذیل ہونگے ۔ اول ملک عرب کا [illegible] دوم مذہب اسلام سے پیشتر

جو عرب کے [illegible] سوم عرب میں جو اسلام سے پہلے مذہب

[illegible]

واضح ہو کہ ۱۱ مارچ [illegible] کو [illegible] ملکہ معظمہ [illegible] دربار [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ملازمت [illegible] کے لیے [illegible] موسیقی کے اپریل پیش جناب ہز گریس ڈیوک آف آرگائل وزیر مملکت ہند نے تحریک فرمائی تھی [illegible] شعر [illegible] ملکہ معظمہ کی [illegible] لوگوں کو [illegible] کا موقع [illegible] مسرت کیا ہے۔ (۱۵ مئی)

[illegible] جلسہ [illegible] سائنٹفک سوسائٹی [illegible] بمقام مظفرپور واقع ۸ مئی : [illegible] کا مرقومہ ۱۶ اپریل [illegible] کتب [illegible] ترجمہ [illegible] ولایت [illegible] کی خدمت میں [illegible] اور علاوہ اس کی [illegible] پریسیڈنٹ [illegible] سائنٹفک سوسائٹی بنگال سے [illegible] اصلاحی [illegible] ممدوح کو [illegible] اور [illegible] الاخبار میں مندرج ہوا (۱۵ مئی)۔

[illegible] مولوی سید امداد علی خان بہادر [illegible] سائنٹفک سوسائٹی [illegible] رسالہ کہ در باب [illegible] است گمان [illegible] که [illegible] حدیث شریف است [illegible] اصلاح [illegible] همه [illegible] موسیقی [illegible] حکام هند [illegible] ترجمه [illegible] نموده ام [illegible] کتب انگریزی [illegible] ترجمه [illegible]۔

۱۔ ان کتابوں کی ترجمہ [illegible] کسی شمارہ [illegible] ہو۔

[illegible] گفته شود [illegible]
[illegible] یونیورسٹی
کیمبرج و اکسفورد در [illegible]
[illegible] می‌شود.
[illegible] آن [illegible] همه فهرست علوم [illegible] جهات اصحاب [illegible] پروفسران
[illegible] کیمبرج و اکسفورد و لندن و اسکاتلند و ایرلند فرستاده خواهند شد و در هر علم کتب
[illegible]
[illegible]
[illegible] را اگر ممکن باشد [illegible] متفق ساخته، [illegible] ترجمهٔ آن جوامع ساخت و از
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] و پزشکی [illegible] و تاریخ و [illegible] وغیره جمله علوم و زبان
[illegible]
[illegible]
و زیاده از آن صرف اوقات بر آن کرده شود، و در [illegible] خواندگی مسلمانان را علوم
[illegible]
[illegible] دو علم
[illegible] شود.
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دیگر

[illegible] ۱۸۷ [illegible]

[illegible]

[illegible] جیسے کہ ایک [illegible] [illegible] معظمہ [illegible] [illegible] ہے اور جہاں مکۂ معظمہ واقع ہے - خطبہ ۲ [illegible] ان رسموں اور رواجوں کا ذکر ہے [illegible] اسلام [illegible] [illegible] [illegible] اختلاف [illegible] ناسخ منسوخ [illegible] اور [illegible] قرآن میں [illegible] ہو - خطبہ ۸ میں مکہ معظمہ کی [illegible] اس کی [illegible] کا ثبوت اور حجر اسود کی [illegible] کا اور آنحضرت صلعم کے [illegible] کو جو اس سے تعلق

گلدستۂ شعرائے پٹنہ

محمد اکبر خاں [illegible] شیدا [illegible] لکھنؤ [illegible] عبداللہ تسنیم [illegible] شاگرد تھے۔ لکھتے ہیں [illegible] گلدستہ [illegible] سید شاہ [illegible] حسین [illegible] شاگرد وحید الٰہ آبادی [illegible] اشتیاق شہادت [illegible] گلدستہ شعرا [illegible] گلدستہ [illegible]

گلدستہ شعرا [illegible] ۲۵ اکتوبر [illegible] گلدستہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خواجہ عبداللہ تسنیم لکھنوی [illegible] شیدا لکھنوی

[illegible]

نہ ہوگا طریق محبت کا رہرو — ملے راہ میں راہزن کیسے کیسے

مولوی بخش مسیحا مظفر آبادی، مولوی صفیر بلگرامی

ثبات گل و لالہ کیا پوچھتے ہو — نئے رنگ ہوں گے چمن کیسے کیسے

خان سید محمد حسین ضیا عظیم آبادی

سنو سخنوری شفقت سے آمد — لکھے ہر یہ راز سخن کیسے کیسے

[illegible] "جناب صاحب" [illegible] کو [illegible] شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی کے قطعات تاریخ میں سے ایک یہ ہے:

شید [illegible] — [illegible]

تاریخ [illegible] — [illegible]

[illegible] قطعات کے خاتمے [illegible] مخمس [illegible] نظموں کا خاتمہ خوب [illegible] عظیم آبادی [illegible] کی تمہید یہ ہے:

"[illegible] ہندوستان [illegible] جو صنعت [illegible] گلدستہ [illegible] مصنف نے [illegible] ادا کر کے [illegible] گلدستہ فرمایا ہے۔ [illegible]:

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

آخر میں [illegible] نہیں۔ یہ گلدستہ [illegible] نہیں [illegible] اور [illegible]

ہے اس کا آغاز اس بیت سے ہوتا ہے:

[illegible] — [illegible]

اس کے آخر میں [illegible] قصیدہ [illegible]

مطبوعہ ہیں۔ وہ ریاض حسن خاں خیال مرحوم کے والد تھے۔ قصیدۂ تعلّی کے ابتدائی اشعار:

فرحت دل کے لیے گل ہوئے باغ فلک
گل و غنچہ کی بو ان سمت کو پہنچی تھی مہک

نکہت گل سے معطر تھا تمام گلشن
کہیں بیلے کی لپٹ تھی کہیں جوہی کی گمک

چشمۂ نرگس کا وہ عالم کہ رات وہ جس کا
حور کی آنکھ پہ ہو تیر مارے چشمک

بسا نقش ہرا دبدبہ رنگ سے ہو
جس کے پرتو سے نقوش نے لگے سبز فلک

شبنمیاں بارے پھولوں کے وہ جھڑتے تھے ٹپک
جیسے خاتم کرے غنچہ دہنوں کی ہیک

غنچے ہنستے تھے ہوتے تھے جب جب چٹک
چشم انجم سے سماں دیکھ رہا تھا یہ فلک

[illegible] رشید کا شاگرد تھا [illegible] تسلیم [illegible]
[illegible] مشتبہ ہے۔ ذکر الشعرائے [illegible] حسن [illegible] الشعرا میں اس کا ذکر [illegible]
[illegible] رشید کے [illegible]
[illegible] ہو گئے ہیں [illegible]

[illegible] یہ سید [illegible] حسن [illegible] مرتب [illegible]
کے [illegible] ہی [illegible]

گلدستۂ بہار

[illegible]

عبدالرحمن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اردو انڈین کرانکل پٹنہ ۱۸۸۵ء

انیسویں صدی کے اواخر میں ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار انڈین کرانکل پٹنہ سے نکلتا تھا، اور وہ شخص یا اشخاص جو اس کے مالک تھے اردو انڈین کرانکل بھی انھیں کی ملک تھا۔ انگریزی اخبار کب نکلا تھا اس کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں لیکن اردو انڈین کرانکل کے شمارہ ۳ جلد ۵ (۹ جنوری ۱۸۸۵ء) سے معلوم ہوتا ہے کہ اوائل ۱۸۸۱ء میں اس کی زندگی کا پہلا سال شروع ہوا تھا جس سے ظاہر ہے کہ جلد اول کا پہلا شمارہ جنوری ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا ہوگا۔ اردو انڈین کرانکل کا آخری شمارہ جو میری نظر سے گزرا ہے ۲۲ نومبر ۱۸۸۶ء کا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اواخر سال تک ضرور جاری رہا ہوگا اوائل ۱۸۸۷ء میں اس نام کا اخبار نکلنا بند ہو گیا اور ایک دوسرا اخبار روزنامہ بہار ہرلڈ و انڈین کرانکل جاری ہوا۔ موخر الذکر کے بعض چند شمارے میں نے دیکھے ہیں جو یکم جنوری ۱۸۸۶ء سے ۲۶ فروری ۱۸۸۶ء تک کے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے پہلے شمارے کے صفحے کی پیشانی پر نمبر ۲ تاریخ روز شنبہ ۱۸۸۶ء جلد ۱۰ رقم ہے۔ ۸ جنوری کے شمارے سے متعلق پتا نہیں چلتا کہ اردو انڈین کرانکل سے اس کا کیا تعلق ہے اور ۲۶ فروری کے شمارے میں کوئی اطلاع اس کے بارے میں نہیں کہ یہ مجبور ہے۔ اردو بہار ہرلڈ و انڈین کرانکل کا خاتمہ کب ہوا میں نہیں کہہ سکتا مگر میرا قیاس ہے کہ یہ زیادہ عرصہ

۱۔ کرانکل بابت ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء میں ایک خبر بہار ہرلڈ کے حوالے سے منقول ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اردو بہار ہرلڈ و انڈین کرانکل دوسرا اخبار نہیں بلکہ وہی اردو انڈین کرانکل ہے۔

۱۸۶۵ء و بعد کے شمارے ۱۶ صفحوں پر چھپا اور تقطیع ۱۲½ × ۹¾ انچ ہے۔ ۱۸۶۵ء کے شماروں کے ہر صفحے پر ۳ کالم ہیں اور اس کے بعد ۲۔ سنہ مذکور میں شہر والوں سے سالانہ قیمت ۶ روپے اور باہر والوں سے ۷ لی جاتی تھی جو اس کے بعد گھٹ کر علی الترتیب ۵ اور ۶ روپے رہ گئی تھی۔ اردو اخبار کے ساتھ جو لوگ انگریزی اخبار بھی خریدا کرتے تھے ان سے قیمت میں رعایت کی جاتی تھی۔ انگریزی اخبار کا حال معلوم نہیں لیکن اردو کا روز اشاعت ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۶ء میں روز دوشنبہ تھا۔ اردو ہیرلڈ و انڈین کرانکل نے اپنا روز اشاعت سنیچر رکھا تھا۔

کرانکل کے مدیر کا نام اس کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور ۱۲ اپریل ۱۸۶۵ء کے شمارے میں (اور اس سال کے اور بہت سے شماروں میں بھی) مدیر کی ترجمہ کی ہوئی ایک کتاب کا اشتہار نہ ہوتا تو کوئی ذریعہ یہ معلوم کرنے کا نہ تھا کہ کرانکل کی عنان ادارت کس کے ہاتھ میں تھی۔ شمارہ ہائے مذکور میں مدیر کا نام سید عبدالغنی درج ہے اور ان کے نام سے پہلے لفظ "مولوی" اور اس کے بعد "ایڈیٹر اردو انڈین کرانکل" مرقوم ہے۔ ۱۲ اپریل ۱۸۶۵ء سے اواخر دسمبر ۱۸۶۵ء تک تو یہ ضرور مدیر تھے اور قریب یقین ہے کہ تواے وطن کا تبصرہ جو اواخر دسمبر ۱۸۶۴ء میں چھپ تھا (اس کا ذکر باب ۲ میں آئے گا) انھیں کے قلم سے ہے اور اس زمانے میں بھی یہی مدیر تھے۔ ۱۸۶۶ء کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اردو ہیرلڈ و انڈین کرانکل سے یقیناً ان کا کچھ سروکار نہ تھا۔ یہ غالباً وہی بزرگ ہیں جو سہسوان ضلع بدایوں کے رہنے والے تھے اور بعد کو ریاست حیدرآباد میں ملازم ہوئے تھے۔

۱۸۶۵ء و ۱۸۶۶ء کے شماروں کے صفحۂ آخر میں آخری الفاظ یہ ہیں "مطبع اردو انڈین کرانکل میں باہتمام سید لیاقت حسین کے چھپا" اور ۱۸۶۵ء کے تمام شماروں کے

صفحہ ۱ میں بابو بشیشر سنگھ "منیجر مطبع" بتائے گئے ہیں اور ہدایت کی گئی ہے کہ اخبار کی قیمت اشتہار کی اجرت انھیں کے نام سے بھیجی جائے۔ یکم اگست سنہ ۸۴ء کے شمارے میں بشیشر سنگھ منیجر مطبع کی طرف سے اطلاع ہے (اور یہ اطلاع ۲۲ دسمبر تک چھپتی رہی ہے) کہ "مولوی محمد یحییٰ وکیل عدالت دیوانی پٹنہ کرانکل کے اسسٹنٹ منیجر ہو گئے ہیں اور کسی کو کوئی چیز چھپوانی ہو تو ان کے پاس بھیجے یا ان سے زبانی گفتگو کرے۔ ۲۲ دسمبر سنہ ۸۴ء کے شمارے پر یہ اعلان ہے کہ "یکم ستمبر سے کل کاروبار مطبع کا متعلق بابو بشیشر سنگھ مالک مطبع اردو ... انڈین کرانکل و انڈین کرانکل انگریزی و اردو وغیرہ کا ہوا۔ روپیہ وغیرہ ... براہ راست بابو صاحب موصوف کے (نام) روانہ کیا کریں" سنہ ۸۸ء کے شماروں کے صفحہ ا میں بشیشر سنگھ کا نام بہ حیثیت مالک مطبع مندرج ہے اور اردو ہیرلڈ و انڈین کرانکل کی بھی یہی کیفیت ہے لیکن مؤخر الذکر کے شمارہ ۲۹ جنوری میں پبلک سروس کمیشن کی کارروائیوں کی جو روداد چھپی ہے اس میں (صفحہ ۱۱) زیر عنوان "اظہار" یہ عبارت ہے۔ "بابو بشیشر سنگھ وکیل عدالت دیوانی پٹنہ و زمین دار ضلع شاہ آباد جو اسسٹنٹ پروپرائٹر ہیرلڈ و انڈین کرانکل کے ہیں۔" اس کے مہتمم بھی لیاقت حسین نہیں رہے ان کی جگہ نرائن چند رچربتی کا نام ملتا ہے۔ فی الحال اس اخبار کی ملکیت اور انتظام کے بارے میں کچھ اور کہنا نہیں چاہتا اور اس بحث کا خاتمہ عبارت ذیل پر کرتا ہوں جو ۲۷ ستمبر سنہ ۸۶ء کے شمارے سے لی گئی ہے: "چوں کہ ہمارے مطبع کے اکثر ملازم ہندو ہیں ... ابتدا ہی سے درگا پوجا میں یہاں تعطیل ہوا کرتی ہے ... اس مرتبہ بھی

۱؎ اسسٹنٹ پروپرائٹر کی اصطلاح میری سمجھ میں نہ آئی۔

دو ہفتے کے لیے مطبع بند ہے۔ ۱۴ اکتوبر[1] کا پرچہ نہ پانے سے پریشان نہ ہوں گے۔

جلد پنجم میں مختلف مقامات میں ان اصحاب کے نام ملتے ہیں جن سے اخبار کی قیمت وصول ہوئی تھی۔ جہاں تک نام سے معلوم ہو سکتا ہے، ان میں ۱۹۶ (یا ۱۹۰) ہندو، ۱۶۲ مسلمان، ۵ (یا ۴) عیسائی تھے۔ کچھ نام ان میں مکرر بھی ہو گئے۔ اس زمانے کے بکثرت عمائد اس کے خریدار تھے۔

دوسرے اخباروں کی طرح کرانکل بھی اشتہارات چھاپتا تھا، اور میرا خیال ہے کہ سال بھر کے اشتہارات نے جو جگہ لی ہے اس کا حساب کیا جائے تو اوسط فی شمارہ ۳ صفحے نکلے گا۔ اس میں ایسے اشتہارات بھی برابر شائع ہوا کرتے تھے جو عام اخباروں کی بہ نسبت علمی اخباروں اور رسالوں کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔

کرانکل خبریں بھی دیتا تھا اور جمہور کے خیالات کی ترجمانی اور رہنمائی بھی کرتا تھا۔ عموماً اہم امور کی طرف زیادہ اور غیر اہم کی طرف کم توجہ کی جاتی تھی، مگر خبروں کے متعلق اتنی احتیاط نہ ہوتی تھی کہ کوئی غلط بات شائع ہی نہ ہونے پائے (دیکھیے باب آخر کی تمہید)۔ مقالات افتتاحی[2] عموماً بصیرت افروز ہوا کرتے تھے اور بڑی بے باکی سے لکھے جاتے تھے۔ میرے نزدیک اس زمانے

---

[1] بلا ۱۸۴۵ء کے پرچے میں ہے کہ مہتمم اور ایڈیٹر کو بخار ہو جانے کی وجہ سے دو پرچے نہ نکلیں گے۔

[2] کچھ چیزیں تو مرسلہ مدیر اردو و انڈین کرانکل کی لکھی ہوئی ہوتی تھیں؛ لیکن اس کا امکان ہے کہ کچھ چیزیں اس کے انگریزی ایڈیشن انڈین کرانکل سے ترجمہ کر لی جاتی ہوں۔ متعدد مقالات افتتاحی کی عبارت اس کی غماز ہے کہ یہ ترجمہ ہے، مگر جب ۱۸۴۵ء کا انگریزی کرانکل نہ ملے کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔

کے اُردو اخباروں میں شاید ہی کسی کے مقالات، افتتاحی کرانکل کے مقالات افتتاحی کا مقابلہ کر سکتے ہیں' اور ان میں متعدد ایسے ہیں کہ اس زمانے میں بھی کسی کے قلم سے نکلیں تو مستحق تحسین قرار پائیں۔ اس اخبار کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ہندو مسلمان دونوں کا اخبار تھا۔

ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت اس کے کچھ اقتباسات درج کیے جاتے ہیں۔ واوین کے اندر جو الفاظ یا عبارات ہیں وہ اخبار سے لیے گئے ہیں' میں نے کسی عبارت کا خلاصہ اپنی عبارت میں دیا ہے یا کچھ اپنی طرف سے لکھا ہے تو وہ واوین کے باہر ہے۔ انتخاب میں دو باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے: اخبار کے متعلق صحیح رائے قائم کی جا سکے؛ ۱۸۵۷ء سے سروکار رکھنے والی وہ باتیں جو کسی کتاب میں یک جا نہیں مل سکتیں اکٹھا کر دی جائیں۔ ایسی باتیں جو بہ آسانی سہل الحصول ماخذ سے معلوم کی جا سکتی تھیں' نظر انداز کی گئی ہیں۔

یہ مقالہ عجلت میں لکھا گیا ہے اس لیے ترتیب مطالب حسب دلخواہ نہ ہو سکی۔ ناظرین معاف فرمائیں۔ کرانکل کے کس شمارے سے کیا لیا گیا ہے یہ بالالتزام بتایا گیا ہے با قاعدہ یہ رکھا گیا ہے کہ نشان کے اوپر کے ہندسے سے انگریزی مہینے کی تاریخ اور نیچے کے ہندسے سے مہینے کا شمار معلوم ہو مثلاً ۳ فروری کے شمارے کا حوالہ اس طرح دیا جائے گا: ۳/۲۔

ناول ڈراما اور شاعری

الف: فطرت انسانی کی رو سے کسی قوم کے اخلاق و عادات' خیالات و معتقدات پر ان قصے کہانیوں کا کیسا زبردست اور لازوال اثر ہوتا ہے' ہر شخص اپنے خاص

تجربے اس کی شہادت دے گا۔ اس کے سوا عموماً نظم میں بھی ایک ایسی دل فریب تسخیر ہے جس کے اثر سے ممکن نہیں کہ کوئی بچا ہو۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری قوم نے اگر اس کی گردن پر خنجر نہ پھیرا تو اس کا گلا گھونٹا۔ دنیا کی کل شائستہ قومیں زمانے کے ساتھ ان دونوں قوتوں کو اگر ہم ان کو قوتیں سے تعبیر کر سکیں، کیسی رونق دے رہی ہیں روز بروز کیسی خوش آیند تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں، لیکن اس انیسویں صدی میں بھی ان کی اصلاح کی ضرورت ہمارے ملک کے قصہ گویوں اور شاعروں کی سمجھ میں نہ آئی۔ قصے ہیں تو انھیں عجائب اور خلاف قیاس باتوں سے بھرے ہوئے جن کو یورپ کا ایک لڑکا بھی.. سر تا پا جھوٹ سمجھے اور مخرب اخلاق کہے۔ نظم ہے تو ایسی جس کے گندہ خیالات اور گمراہ کرنے والی تاثیر سے شیطان بھی پناہ مانگے" (اقتباس ترجمۂ جوان بخت و شمس النہار، مدیر ۲/۳)

(ب) ناول، ڈراما، تھیٹر۔ سیاست و اخلاق کے اصول پر مبنی ناولوں سے ملک اور قوم کو اس قدر فائدہ ہو سکتا ہے.. جتنا بڑے بڑے آرٹیکلوں، انجمنوں اور وعظوں سے بھی ممکن نہیں.. اور اس کا لحاظ نہ رکھا جائے تو ووڈبل ڈرامہ اندر سبھا اور زہر عشق و لذت عشق وغیرہ.. سے بڑھ کر اور وہ تھیٹر ہمارے ناچ اور گانے، مخنثوں اور بھانڈوں کے تماشوں سے زیادہ ہمارے ملک کی اصلاح و ترقی میں کام نہیں آ سکتے۔ پچھلے سال جو امپیریل تھیٹریکل ٹروپ کے مالکوں نے ہونہار و معصوم طلبہ کی تحصیل و نیک چلنی کی بربادی پر کمر باندھی تھی وہ اب تک سب بھولیں" (ہمارا تھیٹریکل ٹروپ از مدیر ۱/۲)

(ج) وہاں میں وہاں (کلکتہ میں) برہمو کے مشہور ریفارمر بابو پرتاپ چندر

سردار کی صدارت سے ایک مجلس منعقد ہوئی اور بہ اتفاق طے پایا کہ لڑکوں سے اس کا عہد لیا جائے کہ وہ ایسے لوگوں کی صحبت سے اپنے کو کنارے رکھیں جن میں بد خلاقی کی تیزی پائی جاتی ہیں اور جو تھیٹر ہال میں جایا کرتے ہیں۔ تحریک [illegible] صحبت کے برا ہونے کی توجیہ پائی ہے کہ درس عمدتاً ان بد وضع عورتوں کے جو ان میں شامل ہوتی ہیں اخلاق پر نہایت سخت ضرر پہنچاتے ہیں۔ کچھ لوگ کے یہاں سب طرح طرح ان کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ اور بعض مدرس بھی ان کی پشت پناہی کے لیے مستعد ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ۔ دیسی تھیٹروں کے معبد ہونے کا قائل ہو۔ وہ صرف اس کو ناپسند کرتا ہے کہ نقل لانے والوں اور لانے والیوں کی خانگی حالتوں کی تفتیش کی جائے۔ ہر ملک میں اور چیزوں کی طرح سے تھیٹر کا بھی ایک زمانہ ہوتا ہے۔ غریب ہندوستان خانگی خرابیوں اور غیر ملک کی زبردست حکومت کے ساتھ تنزل کی کے عمدہ سامان۔ ہم یہ نہیں [illegible] سکتا بدحالی و افلاس کے زمانے میں یہ امید ہر گز نہیں کی جا سکتی کہ ملک سے عمدہ اشعار لکھے جائیں اور علوم و فنون لطیفہ عمدہ حالت کو پہنچیں۔ دیسی تھیٹر سے بالفعل کوئی عمدہ غرض حاصل نہیں ہوتی۔ نوجوان اس سے راحت طلبی و عیش پسندی پر مائل ہوتے ہیں۔ یہاں عیش پسند و آرام دوست لوگوں کی کمی نہیں ہے پھر۔ کیا ضرور ہے کہ ان کے دیسی تھیٹروں کی صورت میں ایک اور شکست کرنے والی چیز بڑھائی جائے؟" (لڑکوں کے اخلاق اور تھیٹر از مدیر ۱/۹)

اقتباسات بالا سے صاف ظاہر ہے کہ مدیر اس ادب کو پسند کرتا ہے جس میں سود مندی اور واقعیت ہو، ایسا ادب جو مخرب اخلاق ہو اور

جس میں خلافِ عقل و قیاس باتیں ہوں اسے پسند نہیں۔ تھیٹر کے بارے میں جو کچھ اس نے لکھا ہے، وہ فنونِ لطیفہ پر بھی منطبق ہو سکتا ہے۔

کراکل میں اشعار بالکل نہیں، کچھ قطعات تاریخ وفات ہیں (یہ بھی بہت کم) جن سے تعرض نہیں کر سکتے۔ نثر میں صرف ایک چیز ہے جو ادبِ لطیف سمجھی جا سکتی ہے۔ اور یہ سرشار کے قلم سے ہے، گو اس کا نام اس کے ساتھ موجود نہیں۔ اس کا ... رنگیلیوں کی حالت کی سچی تصویر ہے (۲۱/۹) و چپے ... اور کچھ ولایت سے ماخوذ ہے۔ یہ چیز فسانۂ آزاد میں شامل ہے، اگرچہ ممکن ہے کہ کہیں کہیں الفاظ مختلف ہوں۔

(۴) اردو کتابیں ۱۸۵۸ء میں کتابوں کے تبصرے بہت کم ہیں، لیکن جو ہیں وہ بڑے کام کے ہیں، تو ان کے متعلق قطعی رائے اس وقت دی جا سکتی ہے جب کتابیں خود دیکھی جائیں۔ بعض کتابوں کی اشاعت کا پتا اشتہارات سے بھی ملتا ہے۔

"جواں بخت و شمس النہار ۲۳۶ صفحوں کا ... ناٹک نظم اردو میں اوپرا کے طور پر لکھا گیا ہے ... ہم اس ... کو بڑی دل بستگی کے ساتھ اول سے آخر تک بہ یک جلسہ پڑھ گئے اور سچ تو یہ ہے کہ ... یہ ممکن بھی نہ تھا کہ ہم اس کو بغیر ختم کیے ہوئے چھوڑ دیتے۔ جواں بخت و شمس النہار کے مصنف مولوی محمد نواب صاحب نے ... ان دونوں باتوں کا خیال رکھا ہے ... نہ اس میں کہیں کوہ قاف کی پریوں طلسم کے منجان کا بیان ہے اور نہ کہیں بدکاریوں کی ہدایت ہے روزمرہ کی سادی سادی باتیں ہیں ... ایامِ غدر کا تذکرہ ہے ... ہم بہت خوش ہوئے

کہ ناول یا ڈرامے کے بعض مصنفوں کے دستور کے خلاف، شمس النہار کے .. چال چلن کا سارے قصّے میں پوری طرح سے خیال رکھا گیا ہے۔ کہیں اگر خون میں کوئی حرکت ہوئی بھی ہے، تو بھی اُسی قدر جتنا محبت کے پُرزور اثر میں ہونا فطری اور ضروری تھا۔ اس کے علاوہ مناسب وقت مناسب مقام اور مناسب صحبت ان تینوں باتوں کا جو ڈرامے کی جان ہیں ہر جگہ بہت ہوشیاری اور توجہ سے لحاظ رکھا گیا ہے۔ بیان کا پیرایہ اور زبان بھی بہت دلفریب ہے اور خاص کر ابیس کی گفتگو کی زبان تو وہ ملاحت ہے کہ پناہ بخدا۔ قصّے کا خاتمہ ایسے مؤثر طور سے کیا گیا ہے کہ دل ہل جاتا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس وقت یہ ڈراما ایکٹ کر کے دکھایا جائے گا، تو حاضرین پر کتنا اثر ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ اہل یورپ جیسے خوش قسمت و خوش دل لوگوں میں ایسی چیزوں کی ضرورت ہوگی ٹریجیڈی اعلیٰ درجے کا قصّہ سمجھی جاتی ہے اور واقعی ہے بھی ایسی ہی مگر ہم دل شکستہ لوگوں کے لیے یہ طرز اور بھی سونے میں سہاگے کا کام کرتا ہے۔ اس رنگ کی یہ پہلی ہی کتاب ہے جو نظم اردو میں ہم نے دیکھی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے ناول نگار، لکھنے والے اس کو اپنے لیے نمونہ بنائیں گے" (۲۱ مارچ سے اس کتاب کا اشتہار شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ پتہ: مولوی سید محمد نواب مختار فوجداری و کلکٹری بمکان اعظم خاں مرحوم سابق گماشتۂ افیون بادشاہی گنج، علاقہ تھانہ بیربہوم، بھاگلپور)

قصۂ حباب ستم: ۲۹ انگریزی کے مشہور ناول کیڈا مُیلس آف دی ٹائمز کا سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب ایک بڑے لائق انگریز کی

تصنیف اور سادگی و عمدگی میں مشہور ہے۔ اس میں ہندوستانی رؤسا و امرا کے [illegible] کے چال و حرکات و عادات صحیح طور پر دکھائی گئی ہے جیسا کہ انگریزی ناولوں کا دستور ہے بات بات [illegible] وغیرہ حرکات سے پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ایسی دلچسپ کہ [illegible] ہونے چار دن [illegible]۔۔ [illegible] نہایت پسندیدہ مزاج جو سادہ و بے تکلف کلام میں خاص کا لطف دیتا ہے۔ ہماری رائے میں یہ محض قصہ ہی نہیں ہے بلکہ نہایت ہی خوبیوں کی [illegible] ترجمہ بھی برا نہیں ہے۔ زبان بہت صاف اور روز مرہ سے غیر مانوس الفاظ اور [illegible] ترکیب کا پیچ [illegible] جو زبان کی اردو کے خصائص میں سے ہے۔ بعض جگہ مصری ترکیب باقی رہ گئی ہے لیکن اس سے کس قدر [illegible] رسالہ دلگداز (دہلی)۔"

"مہذب انشا معروف بہ [illegible] کا ریویو آئندہ پرچے میں درج ہوگا" ([illegible])

انتخاب [illegible] رسالہ فرانشائز از سید [illegible] منتخب ہو [illegible]

[illegible] حکیم سید شاہ [illegible] کہ انھوں نے دو [illegible] ترتیب دے کر چھپوائے ہیں"

[illegible] اور ترقی [illegible] کے حاشیوں پر [illegible] ہیں۔ پہلا [illegible] کے ہے اور دوسرا [illegible] نامہ نگار نے کسی قدر میں تعریف کی ہے اور مدیر نے بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

۷ تسویدات ۸ فہرست مطبوعہ سید [illegible] کا اشتہار ۲۱ اشتہار رسالہ
شرح مجید از بابو شام کشور [illegible] ۵ ترجمہ مجموعہ قواعد [illegible]
سوں مجموعہ قواعد [illegible] [illegible] [illegible]
پریس کا [illegible] اشتہار ۲۰ متعدد [illegible] کا اشتہار [illegible]
[illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳ [illegible] لال [illegible]
[illegible] ترجمے کا اشتہار [illegible] سے بعد کو [illegible]
[illegible] اشتہار [illegible]

نواب وحشی شاہ کے تصنیفات [illegible] جمع ہو گئی،
اس کا ایک حصہ تبصرہ [illegible] میں شائع کیا تھا، دوسرا سال
میں [illegible] میں جو نواب وقار کی محافظت میں لکھے گئے تھے شامل ہے۔
مدیر [illegible] بیان تو بہت [illegible] لیکن [illegible] ترتیب
[illegible] نقشے [illegible] اور مصنف کے بعض نظریات پر جو اعتراضات
کیے تھے [illegible] لفظی ہو گیا ہے۔ [illegible] تبصرے کے متعلق [illegible]
مختصر اکتفا کروں گا، اس لیے کہ [illegible] سے تعلق ہیں لیکن اس کتاب کے
[illegible] میں جو کچھ [illegible] مذکور ہیں [illegible] درج ذیل ہے۔

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تبصرے کے بارے میں [illegible]"
اور متعدد اشخاص نے نواب [illegible] میں اخبار [illegible]
[illegible] کے زیر عنوان [illegible] ان سب کا تعلق [illegible] سے ہے

سید علی محمد [illegible] مشہور آپ [illegible] زیر تجویز [illegible]
[illegible] زیر تجویز [illegible] جداگانہ زیر تجویز [illegible] آپ بیدہ

ہفتے میں ضمیمہ نوائے وطن۔۔ ہمارے السید مصنف نوائے وطن نے جو فہرست
صحیح اور غیر فصیح لغات کی۔۔ دی ہے۔۔ اس میں اکثر غلطیاں ایسی ہیں جو لوگوں کی
مدح۔۔ میں جو رموز ابجد سے بھی ناواقف ہیں۔۔ میں ایک فہرست ایسے الفاظ
کی لکھتا ہوں جن کو مصنف صاحب نے شاید سہواً۔۔ درج نہیں فرمایا۔۔: ارض و
طول = عرض و طول، اِن ایرین = ان ایرین، گھوڑ جیبا = پست ہمت،
شرفا زادے = شریف زادے، کانس = کارنس، نادھیاں = ننھیالیں،
ہمٹن (ایک نامی انگریزی شاعر) = ملٹن باقی آئندہ راقم نوحہ خوان وطن۔
الالعج والالام الاڈیٹر انڈین اگرانکل التسیمہ میں اس بات پہ اپنی بہت
بڑی الخوشی ظاہر کرتا ہوں کہ الکتاب النوائے الوطن المصنفہ السید
الحی المحمد شاہ جو الصفت ہمارے الصوبہ بہار کی الزبان سدھارنے کی
الغرض سے چھپ گئی ہے الغرض البہار کے التمام لوگوں کو صحیح کر دے گی۔
الراقم العبد المذنب الفقیر الحقیر کسار الہیچمدان الجاہل الذلیل معتہ نگار"

۱۱ بقیہ مضمون نوائے وطن کا بے سراپن: میں نے پہلے آپ کو اطلاع
دی تھی کہ مصنف۔۔ نئی کتاب کی آپ اصلاح کر رہے ہیں اس سے میری
تحریروں کی اشاعت۔۔ ملتوی رکھئے مگر پھر سوچا کہ نئی غلطیوں کی آپ

مصنف کا حاشیہ۔۔ کچھ حرفوں کا تعین ہو گیا ہے کچھ۔۔ ہیں میں نے فرق ہی کو کالعدم
کے۔۔ جگہ۔۔ سے تو یہ کاتب کا سہو ہے۔ باقی الفاظ جن پر راقم مضمون نے اعتراض
کیا ہے شاید استعمال کردہ ہیں یا شاید میرے مقابلے کے لکھوں۔ ترجیح دی ہے۔ نوائے
وطن ص۲ و ص۱۱ و ص۳۲، ص۱۲۰، ص۱۲۱، ص۱۳۱ ۔۔ شائع ہوئے۔۔ کی جگہ۔۔
لکھا تھا۔ اس پر چوٹ ہے۔

اصلاح۔۔ محال ہے خصوصاً جب کہ غلطیوں کی کوئی انتہا ہی نہ ہو۔۔ ایک۔۔ خبر یہ بھی ہے کہ میرے۔۔ مراسلے کے سبب بعض مجھ سے بہت کچھ بیزار ہو گئے ہیں۔۔ نکتہ چینی سے میرا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ کسی۔۔ کو اس سے کسی قسم کا رنج پہنچے۔۔ صفحہ میں ایک نیا محاورہ ارشاد ہوتا ہے "اندھے سے اندھا جب اپنے مقام سے چلے الخ"۔۔ صفحہ میں لکھتے ہیں: "یہ صحیح ہے کہ دہلی، لکھنؤ و عظیم آباد وغیرہ شہروں کی زبانیں شاہ جہانی اردو کی بیٹیاں اور ایک ہی چھاتی کی دودھ پلائی ہیں ایک ہی پیٹ سے نکلیں، اور ایک ہی جگہ کھیل کود کر بڑی ہوئیں، ایک ہی طرح کے لباس پہنے اور ایک ہی قسم کے جہیز پائے۔ کوئی بیاہ کر پورب گئی کوئی پچھم کوئی اتر کوئی دکن۔ بس تو یہ تفرقہ اتنا ہی ہونا چاہیے جتنا کہ دو بھائیوں میں یا دو بہنوں میں نہ کہ اس بلا کا فرق الخ"۔ دہلی و لکھنؤ۔۔ بیٹیاں ہیں یہ تشبیہ سمجھ میں۔۔ نہیں آئے گی۔۔ جب تک شاہ جہانی اردو اور دہلی کی زبان میں کوئی واقعی فرق ثابت نہ کر لیا جائے۔ یہ رشتہ سخت بے ڈھب نظر آتا ہے۔ "دونوں ایک ہی چھاتی کی دودھ پلائی ہیں"۔ چند شہروں کی مختلف زبانوں کے لیے ان دونوں کے محاورے کا استعمال صحیح نہیں۔۔ کہتے ہیں کہ یہ مختلف شہروں کی زبانیں ایک ہی پیٹ سے نکلیں لیکن یہ معلوم ہو چکا ہے کہ دہلی کی زبان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ شاہ جہانی اردو کے پیٹ سے نکلی ہے کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے جب ان دونوں میں کوئی۔۔ مابہ الامتیاز ثابت کر دیا جائے۔ ہم مانتے ہیں کہ دہلی وغیرہ۔۔ کی زبان۔۔ دکن ... سے معنی یہ ہوئے کہ لکھنؤ وغیرہ کی زبانیں نسل سے ہیں کہ لکھنؤ۔۔ وغیرہ شہروں میں بولی جاتی ہیں

اوران خاص ناموں کے ساتھ پکاری جائیں.. پہلے ہی سے انہیں خاص خاص ناموں کے ساتھ سب کی سب ایک ہی جگہ بولی جاتی تھیں.. اس تشبیہ کو اس طرح پر یوں سمجھیے کہ جس وقت شاہ جہانی [illegible] کسی ایک مقام میں بولی جاتی تھی تو اس کی یہ بیٹیاں یعنی دہلی لکھنؤ.. وغیرہ کی رہائش بھی وہیں اس کے پیٹ سے نکلیں یعنی اسی جگہ یہ سب.. بھی بولی جاتے تھیں.. معاذ اللہ تیرا انتشار نہ تھا.. بس بہتوں میں.. وہ بھائیوں کے تذکرے پر چپ [illegible] رہیں.. یہ منہ بولے بھائی ہیں ورنہ شاہ جہانی کے تو بیٹیاں ہی تھیں اور.. یہ جو صرف دو ہی بہنوں کا فرق ذکر کیا اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ دو ہی زندہ ہوں گی ورنہ.. یوں نکلتے کر تو یہ تفرقہ اتنا ہی ہونا چاہیے تھا. جتنا ماں بھائی بہنوں میں۔ وہی مصرع "میرے ہم وطنو تم سرسری نظر سے دیکھ کر ہماری اس بات کی حقارت نہ کرو۔ اگر ایک بلند زینے پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ملکوں کی آوازیں سنو الخ؟ ایک جگہ.. میرے.. دوسری جگہ ہماری ۔ اس اول حلوہ نگارش کے صدقے... ساری کتاب اسی صنعت سے مزین ہے۔ اگر یہ سنئے ہمارے مثنوی شاعر نے.. مسدس حالی سے اس خیال کو اڑایا ہو۔ بہت ممکن۔ ٹیلے کو زینے سے بدل کر مضمون ہی کو کوڑی کا تین کر دیا..

[illegible] .. جو جو کچھ وہ کر رہے ہیں؟ جو کو مکرر کیوں لائے؟. وہ بھی فراق اور خیالی وصل کی اس بدولت غم یا خوشی کریں اور چند سی قسم کے [illegible] ... صدائیں ... فرمایئے غم ہے نامونث اور یہیں تو پھر [illegible] کیوں؟ [illegible] بدولت۔ بتلایئے تو سہی کہ یہ درمیان سے کس کا عطف ہے، اچھو [illegible] . "چند اسی قسم سے" چند... اگر قسم کی صفت ہے تو لفظ اس کو "معنی" بنا دو

اور مفعول کی ترکیب یوں رکھو "خبص چند قسم کے شعروں الخ" اور اگر "چند" کو "شعروں" کی صفت ٹھہرائیں تو اس فقرے کو یوں لکھنا چاہیے "اسی قسم کے چند شعروں الخ"... صفحہ ۳ میں استاد صاحب یوں تحریر کرتی ہیں کہ "اگر نادان سا نادان جاہل سا جاہل لکھنؤ دہلی کا رہنے والا آپ کے کسی شعر پر اعتراض کر بیٹھے تو آپ الخ"۔ اگر آپ کے اس ایجاد پر کوئی الہ آبادی سا الہ آبادی اعتراض کر بیٹھے تو کیا ہو؟.. بھائی خدا کے لیے لکھتے ہو تو یوں لکھو کہ "اگر لکھنؤ و دہلی کا کوئی نادان سے نادان جاہل سے جاہل باشندہ الخ" اور اسی قدر الہ آبادی پر فی ریدہ"

(۳) ہندوستانی اخبار نویسی اور اخبارات و رسائل

مدیر کرانکل کے نزدیک ایڈیٹر کو اعلیٰ اخلاقی صفات کا حامل ہونا چاہیے (رجوع بہ رفیق ہند کا مقدمہ) اور اس کا خیال تھا کہ آزادانہ اخبار نویسی خطرے سے خالی نہ تھی اس لیے کہ حکومت نکتہ چینی کو پسند نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں ہندوستانی اور اینگلو انڈین اخباروں سے متعلق حکومت کے رویے کے اختلاف پر اس نے ایک مضمون لکھا تھا، جس کی عبارات ذیل لائق توجہ ہیں:

ہز "ایک بار پھر بھی عالی جناب لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے دیسی اخبارات پر لعنت و ملامت کرنے کا موقع حاصل کیا۔ بنگالہ کے پچھلے سالانہ رپورٹ میں جو ابھی شائع ہوا ہے.. فرماتے ہیں: "پچھلے سالانہ رپورٹ میں جو یہ امید ظاہر کی گئی تھی کہ اعلیٰ درجے کے اخباروں میں وقائع نگاری کی اصلی ذمہ داریوں کی قدر رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے اس کا کوئی بہت ہی نمایاں ثبوت یا تائید اس سال جس کی نسبت ہم رائے ظاہر کرتے ہیں نہیں پائی گئی۔ سال گذشتہ میں

بعض دیسی اخبار مدت تک پولیٹکل مباحث میں منہمک اور ایک ایسی زبان کے استعمال میں مشغول رہے جس کو کوئی دوسری گورنمنٹ رعایت و عفو کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ انگلو انڈین اور دیسی دونوں اخبار سخت زبانوں کے استعمال میں منہمک رہے لیکن ان کی بوچھار صرف دیسی اخباروں پر رہی اور انگلو انڈین اخباروں کے خلاف میں بولنے کو انہیں ایک لفظ بھی نہیں ملتا۔ مگر اب لوگوں کو ممدوح کی پالیسی کی ماہیت معلوم ہو گئی ہے اور ان کے اس ریمارک کی وہی قیمت لگائیں گے جو اس کی حقیقت میں ہے"

اس زمانے کے انگلو انڈین اخباروں میں انگلش مین حکومت بنگالہ کی زبان سمجھا جاتا تھا اور اسٹیٹسمین ہندوستان کا دوست۔ (۲ و ۹) انگلش مین اور پانیر کی نسبت ۲۴/۹ کی یہ عبارت بھی دیکھیے: 'پانیر انگلش مین کو بے عزت کہتا ہے کہ جس کا جواب وہ بھی یوں ہی دیتا ہے۔ ہندوستانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ اتفاق کی رو سے دونوں بے عزت'

اردو اخبارات و رسائل کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے درج ذیل ہے:

"نہایت افسوس ہے کہ باوجود یکہ ہم عصر جن کے اخباروں سے ہمارے اخبار کا مبادلہ ہے، روزانہ اخبارات کا عمدہ انتظام نہیں فرماتے۔ مثلاً اسلام و محشر وغیرہ وغیرہ تو آتے ہی نہیں اور ان کے سوا چند اخباروں کی یہ حالت ہے کہ یا تو وہ ایک ہفتہ بھیجتے ہی نہیں یا بھیجتے بھی تو روز اشاعت سے سات آٹھ روز کے بعد"۔

اسپیچ ۲/۹ اس ہفتے سے ایک اور ظریف اخبار۔ اسپیچ کی آمد آمد ہے۔۔ اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہ طور آزمائش۔۔ چار مہینے کے لیے جاری ہوگا۔ قیمت اہل شہر سے ڈیڑھ روپیہ اور مفصل والوں سے دو۔ مہتمم منشی محمد اعظم صاحب

ہے۔ اس وقت تک اس کے ۴ پرچے شائع ہو چکے ہیں۔ چند تعلیم یافتہ نوجوانوں کی کوشش و محنت کا نتیجہ ہے۔ ہفتہ وار ہر پنجشنبے کو ۴ ورقوں پر شائع ہوتا ہے اس کی تحریریں کنہ ملکی معاملات پر ہوتی ہیں۔ وہ ایسے سوکھے پھیکے مضامین میں جہاں تک ظرافت ممکن ہے موجود ہے۔ سوشیل مضامین بھی اس میں .. ہوتے ہیں .. ہر پرچے میں تھوڑی نظم ہوتی ہے۔ اس میں بھی سوشیل یا پولیٹکل کوئی مضمون ہوتا ہے ... پرچے میں۔ ایک تصویر بھی ہوتی ہے .. ہمارے شہر میں ایک پنچ کی ضرورت تھی اور چند برس پیشتر دو پنچ شائع بھی ہوئے تھے لیکن ایک بھی جاری نہ رہا .. نہایت معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ تیسرے ہی پرچے سے اشاعت ساڑھے سات سو .. تک پہنچ گئی ہے۔ پہلے پرچے کی تصویر سے قانون لگان کے متعلق بنگال کے زمیندار و رعایا کی نسبت سچی رائے ظاہر ہوتی ہے۔ بندوبست دوامی ایک بہت ہی فربہ گائے ہے جس سے رعایا دودھ دوہ رہی ہے .. ایک انگریز اس گائے پر قانون لگان کا تیر لگایا چاہتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ دودھ کے تین گن دے دے نہ دے تو زمیندار کے چھین لے۔ زمیں دار ... کہتے ہیں:

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از در حق بہر استقبال می آید

اس پرچے میں لارڈ ڈفرن کی دو رائیوں پر دو تحریریں بہت ہی دلچسپ ہیں ایک ... اس کی نسبت کہ ہندوستانی انگریزی لباس نہ پہنیں۔ دوسری اس کی نسبت کہ ہندوستانیوں کو ترکیوں کی طرح پاشا وغیرہ کا خطاب دیا جائے۔ پورے چار مہینے کی قیمت اہل شہر سے ڈیڑھ .. اور باہر کے لوگوں سے دو روپے۔ نشان ... بائی پور ٹھنڈر روڈ منشی محمد اعظم ..

بہ ملکیت مولوی سید شرف الدین۔۔ سپرنٹ ...ر"

آزاد: ۱۸۹۳ء میں ایک اخبار لکھنؤ سے منشی احمد علی شوق کے اہتمام سے ... جاری ہوا ... مسرت ... اس کے پڑھنے سے جو وہ ابھی تک شاید کسی نئے پرچے کے پڑھنے سے نہیں ہوئی۔۔ اردو اخبار نویسی جن اصلاحوں کی محتاج تھی وہ اس میں موجود ہیں۔۔۔ اردو اخباروں کی عام حالت یہ ہے کہ اکثر میں ایڈیٹوریل ... ملکی مباحث پر مضامین ہوتے ... اخباروں میں ... لکھے بھی جاتے ہیں تو بعض کی زبان محض خراب اور بعض کا طرز تحریر ... سے مملو ہوتا ہے۔ اس ... میں اکثر موجودہ ملکی مباحث پر خاص ایڈیٹوریل موجود ہیں اور یہ کیا بہ حیثیت رائے، اور کیا بہ حیثیت صفائی و صحت محاورۂ زبان نہایت تعریف کے لائق ہیں
حجم بارہ صفحوں کا۔"

بنگال پنچ کلکتہ ۔ ۱۸۹۳ء ۔ محمد قمر الدین احمد وکیل عدالت گیا نے مقدمۂ ازالۂ حیثیت عرفی گیا میں ایڈیٹر سے ... لگایا، مگر یہ اخبار اس پر بھی ایک ہفتے کے بعد بند ہو گیا۔ عدالت نے ۸ دسمبر کو اخبار کے نامہ نگار ا۔ح۔ شیدا یعنی الطاف حسین کو ۳ ماہ قید با مشقت کی سزا دی۔

جو قسموں ... بہار ۱۸۹۳ء ایک نامہ نگار نے اس نئے چھپنے والے شمارے کا ذکر کیا ہے۔

رفیق ہند کا مقدمہ ۔ ۱۸۹۳ء ... رفیق ہند کے لاہور کے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ ایڈیٹر کو ایک ماہ کی سزا ہوئی ... رفیق ہند لاہور کے نوجوان ایڈیٹر محرم علی چشتی کا واقعہ ایسا نہیں ہے۔ جس پر ... افسوس نہ آئے۔ جن لوگوں نے

دیوان والس مین کے مقدمے کی کارروائیاں پڑھی ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں
کہ ایڈیٹر اس سزا کا مستحق نہ تھا۔ مسٹر بارکر کا دل بڑے جج باپ سے خوف
ہوتا تو صرف جرمانہ کی سزا بھی کافی ہوتی۔ ورنہ گرفتن کے بعد جیسے چھوٹے
نفر قید کے نہیں ٹوٹ سکتے تھے تو قید ہی کی سخت سزا کیوں نہیں دی جو اپنا
کے قابل ہوتی؟ عموماً اردو اخبارات اور پنجاب کے عوام و خواص نے
مظلوم ایڈیٹر سے ہمدردی کی۔ جو نہیں کی ڈیفر آزادی کا دل دادہ سمجھا جاتا عاشق
پیسہ کا ہی خواہ حکام کا نکتہ چیں خوش آمد سے بیزار مجبوری سے متنفر ہوگا،
وہ سی تعصب کے زمانے میں ضرور۔ ایسے رویہ کے لیے آمادہ ہوگا البتہ
جس نے اپنے اخبار کو صرف ٹکا کمانے کا ذریعہ اور جنبہ کا ٹھیکرا بنا
رکھا ہے وہ۔ اسے کو مفید سمجھ کر ایسے آزاد منشوں پر ہنسے گا۔ گو وہ خود کی
مبر خراش تحریروں کو جو اس مقدمے کے بارے میں چھپی ہیں ہم نے بڑی بہت
حیرت و افسوس کے ساتھ پڑھا۔ کسی شریف اور رحم دل سے ہرگز یہ نہیں
ہو سکتا کہ کسی انسان کی مصیبت پر گو وہ اس کا دشمن ہی کیوں نہ ہو،
خوشی منائے۔"

رسید رسائل و اخبارات۔ ۱۹ رسالہ عید ہند حوالہ خانہ شاہدی،
جب رات اردو اخبار طلوع ہی رہا سالہ نور بصیرت مدیر نے لکھا ہے
ان میں بعض کے ریویو آئندہ دیکھنے میں درج اخبار ہوں گے۔ لیکن یہ وعدہ
وفا نہ ہوا۔

شرف الاخبار بہار کا حوالہ ۲۴ اور ۲۵ اپریل ۱۸۹۸ء میں جاری تھا۔
دریا صاحب رنگون کا حوالہ ایک خبر کے لیے ۹/۲ -

جنوری میں خاص شہر پٹنہ سے ایک اردو اخبار "نسیم سحر" جاری ہوا۔

میں ہے کہ حیدرآباد دکن کے اخبار شوق کے کسی نامہ نگار نے جنگلونہ کے محکمے کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ جس پر مدیر و مہتمم دونوں پر 'اہانت' کا مقدمہ چلایا گیا تھا۔

گلدستۂ عشاق ایک ماہانہ گلدستہ تھا جس کا اشتہار عابد علی عابد مقامی عظیم آباد۔ محلہ کوچۂ صدر بہ مکان مولوی حاجی سید احمد حسین رئیس کی طرف سے وغیرہ میں شائع ہوا تھا۔ مشتہر لکھتا ہے کہ استادان حال مثلاً لکھنوی، پریشان عظیم آبادی وغیرہ کا کلام ضرور شائع ہوگا۔ پہلے پرچے کا مصرعِ طرح: بے نشاں لوگ کہاں نام و نشاں رکھتے ہیں۔

۴ ہندوستان

انگریزی مذمت: ہندوستانی ۱۸۸۸ء میں صرف اصلاحات کے طالب تھے اور اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ انگریز ہندوستانیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں یا نوآبادیوں کی وضع کی حکومت ہندوستان میں رائج کریں۔ ملکہ وکٹوریہ کے ساتھ وفاداری اعلان کرا دیا اور ان کے خاندان سے اظہار محبت بھی بڑی جوش و خروش کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ کرانکل ایک طویل مقالے میں جو ۱۲ جولائی میں ۱۸۸۸ء کے عنوان سے شائع ہوا تھا، لکھتا ہے: "جب تک اس ملک میں آزادی اور انصاف بازی کی مطابق حکمرانی ہوتی ہے اور یہاں اندرونی شکایتوں اور آفتوں کا وجود نہیں... روس چاہے جس قسم کی چالیں چلے... ہندوستان کی سرحد پر تا ابد بھی پر نہیں مار سکتا، لیکن اگر آئندہ... اتفاقات سے جن کا بالفعل کوئی قرینہ نہیں... انگلستان کی طرف سے ہندوستان کے دل میں کاوش پیدا ہو جائے اور گورنمنٹ کے تعلقات

دیسیوں کے ساتھ مربیانہ نہ رہیں تو اس کو سازشیں جو وسط ایشیا میں ہو رہی ہیں بے شک ہند میں انگلستان کی حکومت کے لیے نہایت خطرناک ہوں گی" اس مضمون میں وکٹوریہ کے دربار کی وقعت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے "ہندوستان سے قیصرۂ ہند [illegible] سچی محبت و وفاداری کا پکا ثبوت ملا ہندوستانیوں نے اپنی ملکہ اور اس کے خاندان کی محبت کو جوش میں اپنی ہمدردی کے موثر ثبوت دکھائے" یہ [illegible] ایسے نظر ضرور موجود ہے جو [illegible] دیکھتے تھے جب [illegible] کے بعد [illegible] ہندوستان کی وفاداری کا ثبوت [illegible] اور [illegible] معلوم [illegible] بندھے رہتے ہیں جیسے ہندوستان [illegible] ہیں جو [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible] سیاسی [illegible] معتقد موافق اور جس میں [illegible] سیاسی اہمیت رکھنے والے [illegible] موجود تھے [illegible] کی سب [illegible] انگلستان سے [illegible] [illegible] مضمون اسی [illegible] ہوا ہے [illegible] ہے جو اس صورت میں ہو سکا نہیں ہند بھی شاہی سلطنت قرار دی جائے تاکہ وہ

روس سے بھی زیادہ زبردست ہو۔ شاہزادہ ویلز اور بادشاہوں۔ ہندوستان کو اس لیے شاہ کے انتظام پر چھوڑ دینا چاہیے۔" ٹرانکل کی رائے میں جو جھگڑا کہ مریدوں اور ہندوستانیوں میں تھا وہ جزئیات سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ وہ چند باغیانہ اشتہارات کا جو بعض مقامات میں پائے گئے تھے ذکر کرتے ہوئے اور اس سے اینگلو انڈین جو نتیجہ نکال رہے تھے اس سے بحث کرتے ہوئے ۲۳ میں لکھتا ہے۔ "یہ اشتہار اسکول کے کسی لڑکے جو بے کار اور ہجو کی تلاش میں ہوں طبع زاد معلوم ہوتے ہیں ۔۔۔ ہندوستان کی وفاداری پر دھبا لگانا آسان نہیں ہے ہندوستان کو موجودہ گورنمنٹ کی جزئیات سے جھگڑا ہے نہ کہ خود موجودہ گورنمنٹ سے اور اینگلو انڈین جو خوف اور بے اعتمادی کا ذکر جوش و خروش کے ساتھ کرتے ہیں کہ گویا ۔۔ بغاوت پھیلی جاتی ہے یہ مصلحت ۔۔ کے خلاف ہے ۔ اگر وہ روز بد جس کو خدا کبھی نہ لائے اور جس کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ کبھی نہ آئے گا کبھی آئے گا تو نہ تو [illegible] اشتہار اور نہ اخباروں کی فتنہ انگیز تحریریں اس بغاوت کا جز ہوں گی لیکن وہ وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان و انگلستان دونوں کے فائدے کے لیے ۔۔ گورنمنٹ کی جزئیات جو جھگڑے کی وجہ ہیں درست کی جائیں ۔ یہ تو انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات تھے لیکن خبر یہ بھی دیکھیے جس کا تعلق پرانی تعلیم پائے ہوئے پنڈتوں سے ہے۔ [illegible] مہاراجہ کے مشہور [illegible] پنڈتوں کے سردار [illegible] دیوتا سے التجا کی کہ [illegible] ۔ یہ تماشا بڑا مؤثر تھا ہر شخص کے چہرے سے مذہبی جوش ظاہر ہو رہا تھا بعد رسم ۔۔ پنڈت نے سلطنت انگریزی کی بہتری کے لیے خیرات تقسیم کیا" ۲۵ ۔

(۹) لارڈ رپن اور لارڈ کرزن: اس شریف دل مارکوئیس (رپن) نے اس ملک کے لیے چند پایدار بھلائیاں کیں اور ان کا ارادہ اس سے بھی زیادہ کرنے کا تھا۔ مگر بعض میں ناکام رہے۔ انھوں نے غلطیاں بھی کیں لیکن ”ہم کو مجموعے پر خیال رکھنا چاہیے۔ ... ہندوستان کی گذشتہ تواریخ میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے جس میں ملکی معاملات پر عام اس ملک میں ایسی مستعدی ظاہر ہوئی ہو جیسی کہ گذشتہ چار پانچ برسوں میں ظاہر ہوئی ہے ... لارڈ رپن کے انتظام کا عام نتیجہ ہے“ اس ملک کے لوگوں نے کسی گورنر جنرل کی ایسی پرستش تو کبھی نہیں کی تھی جیسی کہ لارڈ رپن کی کی۔ ”(۱۸۸۴ء) [۹] کمشنر پولیس بمبئی کہتے ہیں کہ ۲ سال سے اب تک پولیس بمبئی کو اس قدر محنت کا موقع نہیں پڑا تھا جس طرح کہ ... بروقت تشریف بری ... لارڈ رپن ... کے بڑا اور پرنس آف ویلز کا آنا تو ہر گھ مقابلے میں بچوں کا کھیل ہے“ [۹] اسٹیشن سہور کو ہی سودیسیوں نے خوب آراستہ کیا تھا۔ چند برہمن ... پوجا کا سامان لے کر بیٹھے تھے۔ لارڈ رپن کے آنے کے وقت ان لوگوں نے مثل دیوتاؤں کے لارڈ رپن کی پوجا کی اور دعائیں دیں ”سنا ہے کہ جب ... لارڈ رپن یہاں سے روانہ ہوئے ... گاڑی پر سوار ہوتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے“ ... ”کلکتہ میں لارڈ اور لیڈی رپن کے چھوٹے بت عام فروخت کے لیے منگائے گئے“ ...

”لارڈ کرزن ایسے شخص ہیں جو ... ایسی لیاقت رکھتے ہیں جو شاذ و نادر ہی کسی میں ہوتی ہے اور جتنی تقریریں انھوں نے ہندوستان پہنچنے کے بعد کی ہیں، ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حکومت مادی کی صورت دیکھے گی، لیکن موصوف نے ابھی تک کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جس سے کوئی قول نعیں

ہوسکیں، لیکن جہاں تک ظاہری باتوں اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے ابھی تک
سب باتیں ٹھیک ہیں۔" (۲۳ [illegible] ۱۹[illegible])

(۴) سر ریورس ٹامسن لفٹنٹ گورنر بنگال۔ "لارڈ رپن جب موجود ہی تھے
اسی وقت گورنمنٹ بنگال نے جو سر ریورس ٹامسن کی عجیب و غریب [illegible]
ہے، ایسی جرأت و دانائی دکھائی۔ کلکتہ کے کارپوریشن کو [illegible]
پچھے سے میونسپل سلف گورنمنٹ کے نمونے [illegible]
سر ریورس ٹامسن نے اپنے قانونی بلکہ اخباری مشیروں کی مدد سے دفعتہً
یہ بات ڈھونڈ نکالی، کلکتہ کے میونسپل کمشنروں سے [illegible]
کا پورا ہوتا نہیں بنا ہے اور یہ فرمان واجب الیقان صادر ہوا کہ [illegible]
تحقیقات کے ذریعے ان کا مقدمہ تجویز ہو۔ [illegible]
[illegible] کام نہیں کیے [illegible] چند برس کے [illegible]
[illegible] میونسپل کمشنروں سے [illegible] استعفا کر دیا [illegible] منتخب
کرنے والوں کا ان پر پورا اعتماد تھا دوبارہ منتخب ہونے [illegible]
شکست ہوئی [illegible] ۱۹ [illegible] مسٹر ریورس ٹامسن [illegible]
ہو گئے [illegible]
[illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ٹامسن نے [illegible]
[illegible]

ہے: "ہم سب لوگوں کے یہاں بہت سے اصول ہیں جن کو عمل میں لانے کا اگر ہم
خیال کریں تو وہ [illegible] بن جائیں مثلاً ہم سب لوگوں کا مسئلہ ہے کہ ہم دوسروں
سے کہ اپنے ہمسائے کو ویسے ہی دوست رکھیں جیسے کہ ہم اپنے کو دوست رکھتے
ہیں لیکن [illegible] سے صاف نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم کبھی ایسا کریں گے
ہمارا تجربہ [illegible] سے اینگلو انڈین اور نیٹیو [illegible]
[illegible] جو بھلے [illegible] سرولیم [illegible]
تئیں [illegible] انہوں نے حضرت عیسیٰ کے ایک مقولے پر عمل کیا
ہے تعجب ہے کیا ہم دوستی کی امید رکھ سکتے ہیں [illegible] یہ شاید معقول)

[illegible] ۱۸۹۳ء میں
[illegible] دوسرے پورے [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] اس وقت لوگوں کو ہدایت ہوتی ہوں جب
[illegible] ہندوستان
دونوں کے [illegible] حکومت میں
[illegible]
[illegible]
[illegible] میں ہوں گے [illegible]
[illegible] انگریزی اخبار اپنے مطلب [illegible]
[illegible]
[illegible]

مداخلت کو جائز قرار دے سکتی ہیں۔ مثلاً [illegible] میں آزاد کی ایک خبر منقول ہوئی ہے
جس کا خلاصہ یہ ہے۔ سر چیپل گریفن سے ملنے کے لیے بھوپال کے ایک [illegible]
محمد [illegible] جو [illegible] وکیل بنا کے بھیجے گئے [illegible] شاید احمد رضا یا
[illegible] تو یہ [illegible] رہے [illegible]۔ بعد کو جب [illegible] سکندری [illegible] کا
خطاب ملا [illegible] پر صدیق حسن [illegible] نے پوچھا کہ [illegible] متعلق کیا گفتگو ہوئی۔
محمد رضا [illegible] کہا کہ آپ [illegible] میں کچھ بات ہی نہیں ہوئی۔ صدیق حسن خاں کا
اعتبار نہ کیا [illegible] ان کا ہاتھ طلب کیا۔ یہ منکر ہوئے تو پروانہ موقوفی
جاری ہوا۔ یہ پروانہ لے کر [illegible] نہیں [illegible] سے [illegible] لکھوایا
جس میں [illegible] سے خون [illegible] جن کو محض رکھ کر
درگذر کیا گیا تھا [illegible] جواب [illegible] ہوئی تو
پہلے بے اعتنائی [illegible] دیکھا کہ [illegible] کو
معافی خون کا اختیار [illegible] معافی [illegible] تحقیقات بھی نہیں کی گئی
تھی۔ [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ "سلامی اور خطاب سب چھین لیا گیا" اب مولوی صاحب
خالی خولی صدیق حسن رہ گئے"

۵۔ [illegible] ہندوستان کی زندگی کے لیے سول سروس آفت ناگہانی
ہے۔ ہمارا مطلب خود سول سروس کا عہدہ نہیں۔ بلکہ ایسے سویلین ہیں جن کے
دماغ میں خیالات بیہودہ بھرے ہوئے ہیں اور جن کا دماغ [illegible] بڑے بڑے [illegible]
[illegible] حقوق [illegible] تقریروں سے کہیں زیادہ ضروری ہے
سویلین [illegible] خطرات [illegible] اپنی [illegible]
نہیں [illegible] "۱۸۹۳ء" ۱۹/۱

باوجود اس کے کہ ڈاں سے ٹپکے ہوئے سویلین اس قدر زیادہ تنخواہیں پاتے ہیں کہ کسی ملک میں نہیں ملتیں اس پر بھی تنخواہ کی کمی کی شکایت کی جاتی ہے میں اسالیور اضلاع متوسطہ کے چیف کمشنر، ہائی کورٹ کے چھوٹے جج اٹلی کے وزیر اعظم کے برابر اور اول درجے کے مجسٹریٹ ضلع، جرمنی کے چانسلر کے برابر تنخواہیں پاتے ہیں" (½)

(۶) ہندوستان میں مقدمات فوجداری" اس کی بہت سی وجہیں ہیں کہ کیوں وہ مقدمات فوجداری کا انتظام قابل اطمینان نہیں ہے۔ خود قوانین فوجداری خاص و مخصوص سب کے لیے یکساں نہیں ہیں۔ قوانین یورپین باشندوں کی زیادہ حمایت کرتے اور ان کو زیادہ حقوق بخشتے ہیں۔ قانون اور انصاف کے لیے ضروری ہے کہ حاکموں کے دل میں یہ امتیاز نہ ہو کہ جن لوگوں سے ان کو مقرر کیا ہے ان کی خوشی، صرف اسی پر منحصر ہے کہ بے رو رعایت سب کے ساتھ یکساں انصاف کیا جائے۔ اس ملک کے حکام فوجداری کے دلوں پر یہ بات منقش ہوئی نہیں سکتی کیونکہ ان کی آنکھوں کے سامنے یہ مثال موجود رہتی ہے کہ قوانین اپنے ملک کے ہم وطنوں کی حمایت کرتے اور ان کو زیادہ حقوق عطا کرتے ہیں۔ بعض ذیل اصلاحوں کی سخت ضرورت ہے: ۱۔ دیسیوں اور یورپ کے رہنے والوں کے درمیان جو قوانین فوجداری میں فرق ہے اس کو اٹھا دیا جائے ۲۔ فوجداری کے حکام کی تقرری لفٹنٹ گورنر وغیرہ کے اختیار میں نہ رہے۔ ان کی تقرری کا اختیار ہائی کورٹ کو دینا چاہیے اور یہ بھی کہ اگر یہ حکام لیاقت و ناطرفداری و حسن اخلاق کے ساتھ انصاف نہ کریں تو ان کو سزائیں دی جایا کریں ۳۔ جو مجسٹریٹ کہ اگزیکٹو افسر ہو اس کو ہرگز مقدمات

فیصل کرنے کا اختیار نہ دیا جائے۔ ہم متعہد سول سروس کو موقوف کر دینا چاہیے اور کل حکام یورپین اور دیسی پریسٹروں اور وکیلوں سے جو ہندوستان میں کام کرتے ہیں چُنے جاتے ہیں (۱۷۴)۔

(۷) ہندوستان کی تہذیب کا دیوالہ: مغربی روش اور حکومت کی بہتات بُت پرستی دیو پرستی وغیرہ کی جگہ اب ہیرو پرستی پر لوگوں کو مجبور کیا۔ دیو مالا کی جگہ اینگلو انڈین یا انگریزی اصطلاح میں اینگلو انڈین ارسٹوکریسی قائم کی۔ ہندو دیو مالا کے کتھوں جیسے دیوی دیوتے۔۔ نہ۔۔ شکار کھیلنے جاتے تھے اور نہ دیسی بندگانِ خدا کی۔۔ بیعں کے۔۔ نشانہ بنتے تھے۔ نہ انھوں نے کبھی فٹن دوڑائی اور نہ کبھی دیسی نوجوانوں کو پیٹتے تے کچل مارا نہ کبھی وہ برانڈی اور اکیشا سے بدمست ہوئے اور نہ کبھی انھوں نے غریب بے گناہ دیسی چوکیداروں کا خون ناحق کیا۔ ان کے دورِ حکومت میں غریب پنکھا قلیوں کے تھپیڑے کبھی نہ پڑتے تھے۔ ان کے حضور میں گوروں کا لاسب ایک تھا۔ (رفیق ہند ۸۴)۔

(۸) عدالتوں میں انگریزوں کی پاسداری اور انگریزوں کا ہندوستانیوں سے ناروا سلوک۔

ہندوستانیوں کی شکایت تھی کہ ایک معمولی انگریز بھی معزز سے معزز ہندوستانی کو بے تامل ذلیل کر دیتا ہے اور اسے اس کا خمیازہ نہیں اٹھانا پڑتا۔ پھر اس کا جو ... مقدمات ... ان مقدمات میں اگر ایک فریق انگریز ہو اور دوسرا ہندوستانی، تو ان رعایتوں سے قطع نظر جو انگریزوں کو قانوناً حاصل ہیں ہندوستانیوں کے ساتھ سخت ناانصافی کا برتاؤ ہوتا ہے۔ رفیق ۱۸۸۲ء میں اس سال کے ایسے مقدمات کی فہرست دی گئی ہے۔ ... اس غضب آمیز جوش کو بتاتا ہے جو اس

زمانے میں انگریزوں اور ہندوستانیوں میں موجود تھا اور یہ امید کرتا ہے کہ تحقیقات ختم ہونے تک یہ مقدمات جیسے قاعدہ ہونے کے مستثنیات میں داخل ہو جائیں گے۔ سبب اس سے اچھی مثال ابھی سامنے ہے ایک مضمون زیر عنوان "مجسٹریٹ پر اعتماد جوتوں وغیرہ کی بارش" نقل کیا ہے اس پر ہم نے کوئی رائے نہیں دی لیکن صاف ظاہر ہے کہ اس کی تمام ذمہ داری ملزم کے ساتھ ہے مجسٹریٹ کے ساتھ نہیں۔

"بالاسور کے مجسٹریٹ نے بر سر اجلاس ایک ملزم کے بیسٹ جڑ دی۔ پوچھا گیا کہ کیوں ایسی حرکت کی تو جواب میں کہا کہ میرا منصب صرف مجسٹریٹ کو اس طرف توجہ دلانا تھا کہ یہ مقدمہ بہت عرصہ سے دراز ہے۔۔ فگار لکھا ہے۔ الہ آباد کے قریب مجسٹریٹ کو ملزم نے یہ عزت دی کہ۔۔ ایک پرانا سا گم شدہ جوتا سے پیر۔ ہندوستانی جوتا۔ مہاراج پر رسید کیا ۔۔حقیقت حال یہ ہے کہ ہمارے بعض مجسٹریٹوں کو ہوتی ہیں۔ ان کا کوئی ذریعہ جوتوں کی بارش سے بچنا نہیں۔۔۔ انگریزوں کو حکومت کی ذعوانی جوتی پڑھ کر کوئی پروا انصاف کی نہیں ہوتی پس جو ہندوستانی مزاج ایسے مجسٹریٹوں کے رعب داب میں آکر کے اس طرح صاف پر کھیل جاتے ہیں وہ اپنی قوم کے لیے ایک ایسی اعلیٰ خدمت بجا لاتے ہیں جو بیسیوں اخبارات یا سیکڑوں آرٹیکلوں سے کبھی ممکن نہیں۔ اخبار رپاہر ایسے ہندوستانی ملزموں کا ممنون ہے جو نسبی جوتوں سے مجسٹریٹوں کی خبر لیتے ہیں لیکن غالباً ہمارے ہم عصر کو انگریزی جوتے کام میں لانے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

اب دیکھیے۔ خود راقم نے انگریزوں کا جو ہندوستانیوں سے بدسلوکی

کرتے ہیں کیا علاج تجویز کرتا ہے:

"تار کسور ریوے کو گورنر جنرل نے کھولا۔ دیسی مہمانوں میں سے ایک مشہور راجہ راجندر رزائی دیب تھے۔ وہ بس آنے کے وقت یہ بڈھے اور نابینا راجہ.. اسی ٹرین کے درجہ دوم کی ایک گاڑی میں بیٹھ گئے جس میں گورنر جنرل.. کی گاڑی تھی۔ دعوت کے رقعے میں.. کوئی بات ایسی نہ تھی، جس سے یہ معلوم ہوتا کہ دیسی مہمان اس ٹرین سے نہ جائیں گے اور.. آخر کار وہ ٹرین دیسی مہمانوں سے بھرا.. کلکتہ واپس آیا لیکن مسٹر بنکر جو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس.. راجہ کے پاس آیا اور اُن سے اُتر جانے کو کہا۔ انکار پر لال پگڑی والوں کی دھمکی دی گئی۔ مجبوراً راجہ مع بابو سریندر ناتھ بنرجی وغیرہ کے.. اُتر پڑے۔ گورنر جنرل کو.. خبر دی گئی اور بنکر کو معافی مانگنے کا حکم ہوا۔ راجہ تو بڈھے اور نابینا تھے.. حیرت یہ ہے کہ کیوں سریندر ناتھ بنرجی نے.. اس وقت گھونسوں سے مسٹر بنکر کی خبر نہ لی۔ معافی شریفوں کے لیے ہو، مسٹر بنکر جیسے آدمی کے لیے.. اور کوئی چیز بجز تازیانے کے نہیں.. اور جب تک ہندوستانی.. ایسے موقعوں پر تازیانوں کا استعمال شروع نہ کریں گے.. ہندوستانیوں کی توہین کم نہ ہوگی۔ اگر کوئی ہمت کا آدمی ہوتا تو ضرور.. مسٹر بنکر کو ایسا مزا چکھاتا، کہ آسانی سے بھول نہ سکتے" (۴۳)

مسٹر ہیکس اور مسٹر پریم.. نے گوالگھاٹ میں ایک مسلمان لڑکے.. پر بندوق چلا دیا تھا، جس سے وہ.. مر گیا۔ سیشن میں یورپین جیوریوں نے بے جرم اور ہندوستانی نے مجرم قرار دیا۔ حکومت ہند نے اخباروں میں اس کی کیفیت دیکھ کر چیف کمشنر سے مسل اور ان کی رائے طلب کی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ نہایت

مشتبہ ہے کہ آیا مسٹر ہیکس نے جیسا کہ بیان میں ہے کوڑا چلایا یا ہاں مدعا علیہما سخت نے لے والی کے مجرم ہیں اور ان دونوں نے انسانیت کے معمولی قواعد کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ حکومت نے اس رائے کو پسند کیا اور سب نجے کے بعد ان دونوں نے لڑکے کی طرف سے جو بے پروائی برتی ہے اس پر اپنی ناپسندیدگی اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

انگریز قاتل اور دیسی مقتول" ۱۹۲۳ء انگریز قاتلوں کی بریت کی چند گذشتہ نظیروں نے قدرتی طور پر ہندوستانی طبائع کو بہت برافروختہ کر دیا ہے ایک یوروپین مجرم کو دیسی کے قتل میں صرف ۵ سال کی قید ہوئی اور پھر بھی کلکتہ ہائی کورٹ اس بنیاد پر صرف ایک سال قید رہنے دیتی ہے کہ مجرم سرد ملک کا باشندہ ہے اور اس کے لیے گرم ملک میں ایک سال سزا ایسی ہو گئی۔ عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ اسی طرح یوروپین صاحبوں کے لیے ایک علیحدہ تعزیرات ہند اور علیحدہ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری مرتب کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ اگر صرف سرد ملک کا باشندہ ہونا سزا۔ کم کرنے کے لیے کافی ہے تو ہم اپنے کشمیری اور پہاڑی بھائیوں کے لیے بھی اس رعایت کی سفارش کریں گے" (یہ مضمون اس جگہ درج نہیں جناب مدیر کے مضامین ہوتے ہیں، مگر یہ علم نہیں کہ کہاں سے لیا گیا)

۱۹۲۳ء مسٹر گرانٹ مجسٹریٹ پر اینٹ پھینکنے کے جرم میں ملزم سیشن سپرد ہوا تھا، اس پر کرانیکل کی رائے "اینٹ چلانے پر اور سیشن سپرد! اور ہندوستانی مسٹر نیر سٹر وہ وانسہ نکل کونسل کے ممبر کو مارنے پر صرف ۱۰ آنے جرمانہ" مگر یہ آخری بات ۱۹۲۳ء کے کسی پرچہ شمارے میں درج نہیں، غالباً اس سے قبل کا واقعہ

۱۹۲۳ء سفید مدعی سیاہ مدعا علیہ" اخبار رئیس در حیثیت کے ایک نامہ نگار نے

ایک مقدمے کی یہ کیفیت لکھی ہے۔ چند روز ہوئے کہ ضلع پورنیہ میں قتل [illegible]
یا۔۔ دونالی بندوق سے رنگ زیب کا [illegible] مقدمہ ہوا۔ اس جرم کا مرتکب ایک
شخص تھا جس کو پولیس [illegible] جب تو اس کے نسب [illegible] معلوم ہو جانے
تو کسی اور نام سے پکارو۔ [illegible] مرتبہ صرف [illegible] نہیں ہوئے تھے [illegible] جانے کے
مقدمہ پر اس مجرم [illegible] انگریزی [illegible] گئے [illegible] ملزم ہو قید بھی ہوئی۔ [illegible]
کے ایک زمیندار [illegible] سمجھے [illegible] بڑا بواب کا [illegible] کیا جس کے
دینے کی۔۔ انکار کیا [illegible] ایک شخص مسٹر ویتھریل [illegible] اس کام پر
مامور کیا اور [illegible] معاہدہ کیا کہ [illegible] رقم سے ہم [illegible] قدر دیں گے۔
ویتھریل [illegible] ہاتھی [illegible] ساتھ سے [illegible] اور رعایا کو [illegible]
۔۔۔ان لوگوں نے اپنی مجبوری بیان کی [illegible] جانب [illegible] لیکن
ویتھریل نے کہا [illegible] بواب [illegible] دینے پڑیں گے۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] انکار کیا اور
جانا [illegible] تو اس [illegible] پکڑنے کا حکم دیا۔ اس وقت بے شک
ان لوگوں نے مزاحمت کی اور ویتھریل نے اس بھروسے پر کہ ہم انگریزی ٹوپی
اور کوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ چند دیسیوں کو [illegible] تو کچھ نہیں ہو گا
اپنی بندوق [illegible] کردی [illegible] جس قدر [illegible] ہو سکا [illegible] دیسیوں کو مجروح کیا۔ یہ مقدمہ
مسٹر [illegible] پورنیہ کے [illegible] مجسٹریٹ کے یہاں آیا۔ حاکم موصوف نے صرف
[illegible] ویتھریل کو بری کر دیا [illegible] جو [illegible] موقع پر
جمع ہوئے تھے [illegible] شاید حفاظت خود اختیاری [illegible]
کے محسوس [illegible] کام لیا ہو [illegible]
[illegible] جوائنٹ مجسٹریٹ [illegible]

اس نے حفاظت خود اختیاری میں ان لوگوں کو بندوق سے زخمی کیا اگرچہ یہ ثابت ہے کہ اس کی بندوق پہلے سے بھری تھی۔ دیتہ بال خاندانی توپ [illegible] شکاری کشتی گیر اور لڑنے والا آدمی ہے۔ اس کا باپ ایڈی دیتہ بیل [illegible] مضافات جہیش کا باشندہ اس قرب و جوار پر رعب ڈالے ہوئے تھا۔ یہ بڈھا دیتہ بیل [illegible] کے بیگ۔ دیسی گوالے کی خوبصورت بیٹی کو جس کا [illegible] تھا۔ گوالہ بہت غریب تھا۔ نہ نالش کر سکا اور نہ لڑکی کو اس کے پنجے سے چھڑا سکا اور اس زمانے میں بیٹی سے قریب کوئی چارہ بھی نہ تھی۔ بہرکیف [illegible] مس دیتہ بیل ہو گئی اور اس کے بچے ادھر ادھر پھیلے ہیں۔

مسٹر ریڈمن انڈین سول سروس کے ایک لائق ممبر مسٹر ریڈمن کی عادت تھی کہ ان کی عدالت میں جو داد خواہ ہوا کرتے تو ان سے نہایت بیہودگی کے ساتھ لفظ بدمعاش، سور، حرامزادہ وغیرہ سے خطاب فرمایا کرتے۔ کپتان ہیرے کو ایسے مہذبانہ الفاظ جیسے مقتدر دیسیوں کے حق میں استعمال کرتے دیکھ کر رنج ہوا اور انہوں نے گورنمنٹ کو اطلاع دی۔ سر الفرڈ لائل صاحب نے یہ سمجھ کر کہ سول سروس کے ممبر ایسے سخت الفاظ لگانا نہایت معیوب ہے حکم دیا کہ کپتان پر ہتک عزت کی نالش کریں۔ مگر کپتان نے ثابت کر دیا کہ مسٹر ریڈمن یہ واقع الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اور مقدمہ خارج ہو گیا۔ ہم کپتان [illegible] کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ اب گورنمنٹ مسٹر ریڈمن سے کیا برتاؤ کرتی ہے۔ اگر وہ دیسی ہوتے تو ہم کہہ سکتے کہ گورنمنٹ کیا کرے گی۔
از شفیق ہند۔

مسٹر ہوایس اور راجہ رام پال سنگھ ہندوستانی لکھتا ہے کہ ۵ ماہ

وہاں کو لیڈی رائل صاحبہ کی جانب سے ایک ایوننگ پارٹی ہوئی تھی۔ مہاراجہ ورتسر کا ... کے راجہ رام پال سنگھ تعلقہ دار کالاکنکر اور ایڈیٹر ہندوستان گئے اور راجہ چترپال سنگھ جو آج کل یہاں اسسٹنٹ کمشنر ہیں شریک تھے۔ مسٹر وایس ... ڈپٹی کمشنر بھی ... تھے۔ راجہ چترپال سنگھ نے راجہ رام پال سنگھ کی مسٹر وایس سے ملاقات کرائی۔ خیر، راجہ صاحب نے دستور کے موافق ہاتھ ملانے کے واسطے بڑھایا مسٹر وایس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ ولایت کا ... ہاتھ ملانے کا مستحق ہندوستانیوں کو نہیں مانتا۔ جس پر راجہ صاحب نے بھی نہایت حقارت سے ... کی جانب پیٹھ پھیر لی۔ راجہ رام پال سنگھ ولایت میں ... پرنس آف ویلز مسٹر گلیڈاسٹن ... لارڈ ڈفرن وائسرائے ہندوستان ... سر الفرڈ لائل اور خود لیڈی صاحبہ سے ہاتھ ملانے کے قابل خیال کیے جائیں لیکن ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر جس کی آمدنی ۱۰ سو روپیہ ماہوار ہو ایک تعلیم یافتہ ہندوستانی سے جس کی علاوہ ذاتی قابلیتوں کے خود چار چند آمدنی ہو ہاتھ ملانے سے انکار کرے۔۔ سر الفرڈ لائل کو دیکھنا چاہیے کہ بہت سے لیڈمن ممالک مغربی و شمالی میں ہیں۔"

کپتان لوچ اور ہریداس جج ہائی کورٹ بمبئی نے مسٹر جسٹس نانابھائی ہریداس مع اپنے بیٹے کے سورت سے بمبئی جاتے تھے اور لیڈیوں کے خاص کمرے کے سوا اول درجے کا صرف ایک ہی کمرہ تھا جس میں ایک انگریز کپتان لوچ اپنی ڈبی کے سوار تھا۔ ... انگریز نے اڑا رہا کہ پورے کمرے پر قبضہ رکھیں گے اور بر ضرورت پڑے گی تو قوان کو اپنے اختیار میں کرلیں۔۔ مسٹر ہریداس نے اس گاڑی کو کھولا۔ اس انگریز نے انھیں اس وجہ سے اندر آنے نہیں دیا کہ

وہ نیٹو (دیسی) تھے۔ اسٹیشن ماسٹر بلایا گیا۔ وہ اس کمرے کے اندر (ایک لفظ پڑھا نہیں جاتا) اور منتیں کیں اور اس سے کہا کہ مہاراجہ کی ترکیب بھی کہ قواعد کے خلاف ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وحشیانہ زور و عذر خواہی سے مبادلہ ہوئے۔ بیماری بیمار ہیں اور پورے کپڑے پہنے ہوئے نہیں ہیں اور آخر کار اس انگریز نے پورے کمرے کو ریزروڈ کر لیا۔ ہر ہائینس مجبور ہوئے کہ مع اپنے سٹاف کے بمبئی تک سکنڈ کلاس میں جائیں۔ جب بمبئی پہنچے تو کپتان لوچ نے مہاراجہ سے معافی مانگی اور کہا کہ اگر اس وقت مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کون ہیں تو اس کمرے کو ریزروڈ نہ کرتے۔ اس کے بعد ہر ہائینس نے ٹریفک منیجر کو لکھی کہ زائد کرایہ واپس کرو اور ریلوے کے کل افسروں کو ہدایت کرو کہ نیٹو اور انگریزوں میں کچھ فرق نہ کریں۔ بعض انگریزی اخبار والوں نے ہر ہائینس پر نکتہ چینی کی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ انھوں نے صرف اسی قدر کیا جو ہر ایک شریف آدمی کو چاہیے اسٹیشن ماسٹر کو مناسب نہ تھا کہ ایسی حالت میں کہ [illegible] درجہ کا ٹکٹ ہی کافی تھا اور اول درجہ کا ٹکٹ [illegible] موجود تھا سب کو ریزروڈ کر دے۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس دربھنگہ ۲۴ ستمبر سے معطل کر دیئے گئے۔ ایک [illegible] سے [illegible] دربھنگہ کے مسٹر سپرنٹنڈنٹ [illegible] خلاف [illegible] ایک [illegible] عدالت پولیس کے [illegible] یہاں ناظر ہوئی تھی اور [illegible] اس [illegible] عام [illegible] عدالت کے سامنے [illegible] خبر [illegible] لکھتا ہے کہ میں نے خود [illegible] لوگوں کو دیکھا ہے کہ [illegible]

نیز اگر ہندوستان کے کسی ساکن سے یہ حرکت ہوتی تو بہ شرطیکہ ثبوت ہو جاتا
کے اس کو دو تین برس سے کیا کم کی سزا ملتی؟

(۹) انگریزی پولیس اور اودھ پنچ ؛ پولیس صرف رعیت سے خوب کسر نکالتا ہے۔ ابھی ذرا عرصہ ہوا ہوگا کہ اسپکٹر موجود جس نے ادھر ادھر سے مٹھی گرم کرلی اور چپ ہو رہے۔ گنیش میں کوئی معزز عورت گری اور ان کی بیٹی کوئی لاوارث کسی طرح مرا اور وہاں سے ... نکال لگایا ہے ایسوں کا ... میں چھپا کر گرفتہ ... زنا بالجبر کی تہمت لگا دی ... اس مضمون کا ابتدائی حصہ ۹ میں زیر عنوان ... ہوگا)

(۱۰) آنریری مجسٹریٹ۔ ہندوستان میں تنخواہ دار مجسٹریٹ ہمیشہ بڑے سخت امتحان علمی کے بعد مقرر ہوا کرتے ہیں مگر بد قسمتی سے آنریری مجسٹریٹوں کے لیے کوئی معیار مقرر نہیں ہے کوئی کاہل نوجوان امیر زادہ آنریری مجسٹریٹ بنا چاہیں جلد یا بدیر بشرطیکہ وہ ... دو یا چند ... کے گئے اور ... کو موت کر دیا ... وہ شخص ... جو بازار ... کہ وہ ہمیشہ بدصورت ... اور ناگفتہ بہ عورتوں کی صحبت میں رہتا ہو اور اس کو مجموعہ تعزیرات ہند اور مجموعہ ضابطہ فوجداری سے زیادہ تر مہارت ... اور کسوٹ ... کے قوانین سے ہو اور معمولی عقل سے بھی بے بہرہ ہو لیکن اس پر بھی وہ آنریری مجسٹریٹ ہو سکتا ہے۔ ہم سارے ملک کی نسبت عموماً گفتگو کر رہے ہیں۔ جب ہم ... دوڑاتے ہیں تو یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ پنڈ جیسے ... آنریری مجسٹریٹوں کا انتخاب بعض اوقات

اس طرح سے ہوتا ہے کہ اس مسئلے کی عظمت و وقعت کا کچھ بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد ایک فیصلے کا ذکر ہے جس کے ذریعے مولوی یوسف حسین خاں پٹنہ کے ایک بہت مشہور زمیندار اور عوام کے بہی خواہ، پریم آنند جیرو، اور ان کے ملازموں کو ایک ہفتے کی قید با مشقت شدید ہوئی۔ جج پٹنہ کے یہاں موشن ہوا اور افیڈوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے خلاف ضابطہ باتیں ہوئیں ان میں سے ایک یہ کہ فہرست گواہان مستغیث میں ایک نام ایک ڈپٹی مجسٹریٹ تجمل حسین کا تھا مگر انھوں نے گواہی نہ دی اور یہ خود ڈپٹی جج کشن گرام بہت سہائے اور رام کشن پانڈے کے ساتھ مقدمے کی سماعت کرنے لگے۔ مقدم الذکر کے بارے میں یہ بھی بیان ہے کہ وہ خود اس کے باپ چچا زاد بھائی اور ڈپٹی جج کے رشتہ داروں کے ساتھ اصل مستغیث بخشی سنگھ کے بیٹوں کی دوستی ہے۔ جج نے مع ہذا ہائی کورٹ بھیجا جس نے فیصلہ منسوخ کر دیا اور اس پر سخت اعتراض کیے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس مقدمے کے واقعات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیر تعلیم یافتہ بے وقوف کم سن امرا کے ڈپٹی مجسٹریٹ ہونے سے سخت خطروں کا اندیشہ ہے؟ یوسف حسین خاں نے مقدمے کی تحقیقات چند جنٹلمینوں سے کی جن میں سے کل معزز اشخاص ہی تھے لیکن بسا اوقات معزز اشخاص احمق ہوتے ہیں۔ (فہ)

(۱۱) حکام کا دورہ: انگریز نہ تو ارسطو کے مزاج کے ہوتے ہیں اور نہ سو میں لوگ ہمیشہ سبک حال ہوتے ہیں، اسی وجہ سے باوجود گورنمنٹ گورنر کی تاکید کے موسم گرما کے دورے محض ایک تکلیف دہ ضابطہ ہوتے ہیں، جس کو بہت سے انگریز بڑے جبر و اکراہ سے تعمیل کرتے ہیں وہ لوگ کچھ بھی نہیں دیکھتے بلکہ بہت

دورہ کرتے ہیں۔ اور جب تک باہر رہتے ہیں [illegible] سپاہیانہ سے
رہتے ہیں اور جب مارچ میں صدر مقام میں واپس آتے ہیں تو بہ دل سے
خوش ہوتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ اسی طرح رہتے ہیں تو دوسرے سال کے آنے سے
خوش ہوتے ہیں اور جو ہیں [illegible] کا مہینہ آتا ہے نہایت شوق سے شکار
کرنے کی بندوقیں صاف و کارتوس وغیرہ تیار کر لیتے ہیں۔ شکار دوست
اسسٹنٹ کمشنر کو تو فرصت بھی نہیں رہتی۔ بعض بڑے لوگوں کی
ضرورت کی تحقیقات [illegible] اور اگر اتفاق سے ایک آدھ آدم خوار چیتا اس
افسر کے ہاتھ سے مارا گیا تو پھر کیا ہے اپنے دوستوں کے نزدیک ہندوستان کے
بڑے محسن ہیں۔ ایسا ہوئے [illegible] بہت خوش ہو کر دارالحکومت میں واپس
آ کر ہم نے ان لوگوں کے ساتھ اپنے دورے کا ذکر کیا۔ تھوڑے
سے جو [illegible] ہوتے ہیں ان دوروں کو اس لئے پسند کرتے ہیں کہ
ان میں دوسرے لوگوں کی [illegible] سے [illegible] باتیں کرنے کا بہت
عمدہ موقع ملتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ [illegible] ہائی کورٹ میں جو
[illegible] ہوا کرتی ہیں وہ بھی لطف دیتی ہیں لیکن جو باتیں کہ
شکار [illegible] پر [illegible] چھوٹے چھوٹے گاؤں [illegible] صدا
اور [illegible] اہم [illegible] دیتی ہیں بعض
[illegible] کو علم ادب کا مذاق اور زمانہ قدیم کی چیزوں کی دریافت کا شوق ہوتا ہے
[illegible] سے زیادہ [illegible] کہ صدر [illegible] اور
قدیم [illegible] اور [illegible] ویرانوں میں جب آپ پھر کریں یا دیہات کی
[illegible] کے [illegible] نوٹ بک پر [illegible] سیر [illegible] اکثر افسر

جو دورے کرتے بھی ہیں تو اصلی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ یہاں تک تو خیر ہے، اگر کوئی بھلائی نہیں ہوتی تو کوئی ایسی برائی بھی نہیں۔۔ لیکن ہمارے افسر دورے میں اکیلے نہیں نکلتے، نوکروں کی پوری فوج ساتھ جاتی ہے اور پولیس کی ایک پلٹن ان کے ساتھ رہتی ہے اور اگر کوئی دستوری خرابی نہ رکھیے تو جو قیمت مرغی گھی وغیرہ کی دی جاتی ہے اس کو یہ لوگ اپنے پاکٹ میں رکھتے ہیں بعض افسر ایسے بھی ہیں جو بہت ہی نمونہ معینی دستی کی صورت میں ہر ایک زمیں دار سے جن کے گاؤں میں دورہ ہوا ہے بڑی بڑی نذریں لیتے ہیں۔۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ دورے جن کے لیے ہشت گورنر صاحب ہر سال اس قدر اصرار کرتے ہیں ان سے صرف وہ بھلائیاں نہیں ہوتیں جن کے لیے وہ قائم ہوئے ہیں بلکہ وہ برائیاں ہوتی ہیں جو ہرگز مقصود نہ تھیں۔" (۴۲)

(۱۱) ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات: اس موقع پر گھوش کو انگریزی پارلیمنٹ کی رکنیت کے لیے لبرلوں نے چنا تھا اور کنسرویٹو انھیں "بلیک لبرل" کہتے تھے۔ سینٹ جیمس گزٹ نے ان پر متعدد الزام لگائے تھے جن کے جواب میں اکمل نے ایک مضمون ۸۵ء میں لکھا تھا۔ اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات سے بحث کی ہے: "وہ اخبار کہتا ہے کہ ہندوستان کوئی قوم نہیں ہیں۔ یہ لوگ ایک اختلاف مذہب کے سبب سے سخت منتشر ہیں اور ان لوگوں کے آپس میں کوئی امر مشترک نہیں ہے (انگلستان کے مذہبی اختلافات کے ذکر کے بعد)۔ ہم دعوے کے ساتھ اس کی تکذیب کرتے ہیں اگرچہ تھوڑے دنوں سے ہمارے انگلو انڈین خود غرضوں کی یہ حکمت عملی ہے کہ ہندوستان کے مختلف فرقوں میں حسد و عداوت پیدا کر دیں، لیکن ہندوستان کے لوگ۔۔ انگلو انڈین کی خود غرضا

پولیس و: حل کرنے کے لیے متفق ہو کر سامنے کھڑے ہو گئے ہیں۔ مگر اس سال محرم اور دسہرا ساتھ پڑا اور بکثرت فسادات ہوئے اور ۱۹۱۱ء کے کرانکل میں حروف جلی میں یہ عبارت ملتی ہے: "ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہندوستان کی طرف نفاقِ سخت میں بدل دیا ہے" اب سطور ذیل میں یہ دیکھیں کہ گذشتہ میں دو متضاد میلانات کس طرح کام کر رہے تھے۔

۸۲ ۱۱ جنوری کو انجمن اسلامیہ الہ آباد کے ایک جلسے میں طے ہوا کہ صوبہ مغربی و شمالی میں ہندوؤں کی ۱۴ سالہ کوششوں کو جو اردو کی جگہ ہندی کو رواج دینے کے لیے کی گئی ہیں، دیکھتے ہوئے ہندی کے نقائص پر ایک عرض داشت حکومت کو بھیجی جائے۔

۸۳ بلگام کے ہندو مسلمانوں میں ہولی کے موقع پر سخت جھگڑا ہوا۔

۸۴ ایک انجمن کا پتہ ملتا ہے جو جولائی ۱۸۸۲ء میں قائم ہوئی تھی ۱۸۸۳ء میں اس کا نام انجمن اتحاد رکھا گیا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ہندو مسلمانوں کا نفاق دور کر کے ان میں تعلق پیدا کیا جائے کہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوں اور جس کام میں قوم کا فائدہ متصور ہو بلا تعصب مذہب و ملت کے سر تم لیا کریں" اس کے صدر رام کشن پانڈے آنریری مجسٹریٹ شہر پٹنہ اور سکرٹری سید کاظم حسین خاں عرف سید علی نواب تھے ۱۸۸۵ء میں ارکان کی تعداد ۸۸ تھی مکمل فہرست جو اخبار میں درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت [illegible] اس میں شریک تھے لیکن ہندو ارکان صرف ۸ تھے۔ اس انجمن نے ایک محکمۂ تجارتی کارخانہ کھولا تھا اور اپنی خاص عمارت بنانے کی فکر میں تھی۔

۴۔ اورنگ زیب اور ہندو از جگالی پنڈا: اورنگ زیب کے زمانے میں

جب ہندوؤں پر ظلم شروع ہوا تھا.. راجہ جسونت سنگھ نے ان کو.. لکھا تھا کہ آپ کے بزرگ.. اکبر نے شہنشاہیت کے معاملات ۵۲ سال تک نہایت عظمت و شان سے چلائے. کل شخصوں سے یکساں برتاؤ ہوتا تھا یہاں تک کہ ان کی رعایا نے اس کا خطاب محافظ بنی نوع انسان رکھا تھا" جہانگیر و شاہ جہاں کے عہد میں انصاف رہا۔ اب کہا جاتا ہے کہ آپ ہندو بیچاروں سے باخیال عزت خاندان تیموریہ ٹیکس وصول کرنے والے ہیں اگر آپ کو خدا کے کلام پر ایمان ہے تو سمجھ سکتے ہیں کہ خدا کل ہی نوع انسان کا ہے نہ کہ مسلمانوں کا اس کے سامنے ہندو مسلمان یکساں ہیں.. دوسرے لوگوں کے مذہبی خیالات پر حملہ کرنا خدا کے حکم کو توڑنا ہے..۵۰ کیا اس زمانے میں یہ ممکن ہے کہ کوئی دیسی شاہزادہ انگریزی گورنمنٹ سے ایسے الفاظ استعمال کرسکتا ہے؟.. یہ اس زمانے کا حال ہے کہ جب سخت سے سخت ظلم کیے جاتے تھے اور جس سے ہندو مسلمان دونوں کو اتفاق ہے۔"

۵۱ "بہ قول نجم الاخبار اٹاوہ کے ہندو مسلمان انتظام محرم سے خوش نہیں ہیں"

۵۲ "ریاض الاخبار سے معلوم ہوا کہ محرم کو اعظم گڑھ میں بھی ہندو مسلمانوں کے مابین فساد ہوا قریب ۱۰۰ آدمیوں کے زخمی ہوئے جن میں کئی کا حال ابتر ہے۔ اٹاوہ ایک مقام ہے جہاں دسہرے اور محرم میں بیس آدمی مارے گئے اور اسی قدر زخمی ہوئے۔ دسہرے میں سیالکوٹ (کذا) میں بہت جھگڑا ہوا بہت سے ہندو زخمی ہوئے اور اہل اسلام نے مندروں کو نقصان پہنچایا۔ اعظم گڑھ میں بہت سے آدمی محرم کے جھگڑے میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ شاہجہاں پور کے اہل اسلام انتظام سرکاری سے ناخوش رہے وہ کہتے ہیں کہ اہل ہنود کے ساتھ

رعایت کی گئی ہے تمہ شاہ پور میں بھی انتحار فساد محرم و دسہرہ سے خالی نہ رہا۔ صاحب
کلکٹر نے ۵۰ ہندو و مسلمانوں کو قید کر لیا جو بلوے کی دھمکی دیتے تھے مسلمانوں نے
ایک مندر کی ناک میں دم کر دیا [illegible] رستہ تک باقی نہ چھوڑا" ۹/۱۱ فساد محرم پر
کرنول مدراس میں ۲۰ آدمی قتل اور بہت زخمی ہوئے مختصر گذشتہ زمانہ بمبئی
میں سخت خونریز فساد محرم میں ہوئے" بمبئی میں دسہرے پر سخت فساد ہوا۔
جس کی نوبت آئی۔ پولیس نے کام سے دبا رکھا ہے۔ بریلی میں بوجہ فساد ورم لینا نہیں
کی گئی بارہ جنگی میں۔ لکھا تعزیہ داری نہیں ہوئی حکومت کو بالجبر بجانے:
پڑی جس [illegible] باندھ کر نصف نصف سڑک ہندو مسلمانوں کو دی گئی" ۱۲/۱۱
دسہرہ و محرم کے فساد لاہور کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو [illegible] ہوا۔ [illegible]
۱۳/۱۱ گورکھپور کے مقدمے میں جو ایک مسلمان کی طرف سے اہانت مذہبی
کی بابت سوراج پارٹی [illegible] ایک ہندی رسالے کے مصنف پر دائر ہوا تھا تصفیہ
ہو گیا بہت اچھا ہوا"

۳/۲ ہندو و مسلمانوں نے کرنول میں ایک ایسوسی ایشن قائم کیا ہے
جس کا منشا یہ ہے کہ ان دو فریق کے درمیان اتحاد قائم ہوئے"
۵/۲ [illegible] کے ایک ہندو [illegible] نے ایک مسجد کی بنا ڈالی تھی
اور [illegible] سے اس کی تعمیر میں مصروف تھے پھر تھوڑے دنوں سے
[illegible] معلوم ہوتا ہے قومی [illegible] ہے اس کو محروم رکھا؟
۱/۳ [illegible] کی خاص خبریں اور معلومات ۵/۲ جس نے خفیف خواجہ شادی
قوم کا نسخہ [illegible] ہمدرد، انجمن ہند
۲۶/۱ تو [illegible] خفیف خواجہ شادی قوم کا نسخہ امسال (۲۰ دفعات) [illegible] کا ٹون

میں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ "تلک" میں و ازمۃ رقم روپوں سے زیادہ کا نہ ہو۔

۲/۳ "اصلاح رسوم شادی قوم کائستھ" از: مدیر کالم

۲/۳ "مرحبا - بابو ... سہائے ساکن ... کے بیٹے کی شادی ہونے والی ہے۔ فریقین کائستھ ہیں۔ "تلک" سو ... مقرر ہوا تھا لیکن نئے قواعد کے موافق اب اس کی تعداد صرف ... روپیہ رہ گئی۔ ... رشتوں کی رسم دلہن کے ... کو صرف ... سے ... عمل میں آئی۔"

تحریر ترجمہ شدہ: "یہ بہت عمدہ خبر ہے کہ ... کو گورنمنٹ ... سر ... ڈسن کے قتل ... گی۔ ... سنسکرت علم ادب کی تعلیم کے واسطے ... سنسکرت اسکول ... جگہ ... ہے جہاں ہندوستان کے ... قوم نے پہلے پہل اپنے ... کے سامنے ... فلسفہ کی تشریح کی تھی۔"

۹/۲ سورت میں ایک بہت بڑا جلسہ انڈوا ... کے واسطے ہوا۔ ایک بیوہ کا خود ... (کذا) کے نام ... اس کی شادی ... کر دی جائے۔ بہت جوش و خروش ... ہوا تھا کوئی ... رائے نہ تھی۔ ایک کمیٹی قائم ہوئی کہ گجرات میں اس کی نسبت خوب بحث کی جائے۔"

۲/۲ "جلد برادری کائستھ ... کی رپورٹ ... ہمارے ... معلوم ... کو خاص ... جس کا ... بعض ... حسب عالی ... اس گھر ... شادی ...

کی ہوئیں "

۲۷ ... اصلاح ستاد کی قوم کا نسخہ "از" دختر انی رہبنس" کالی چرن بشوان گلاہ، نمبر کمیٹی

۲۸ "ہم کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ پنڈت دیانند سرستی کے آریہ سماج میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس سماج نے ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار آریہ پتریکا جاری کیا ہے ہم اپنے ہم عصر کی کامیابیوں کی دعا کرتے ہیں"

۲۹ بنسریں کرنیل اولکٹ کی تقریر ... کرنل نے کہ قدیم ہندوستان نے "انسانی عمر کی حد قریب (تقریباً) ... تک ... میں ایسی ترقی کی تھی کہ عقل میں نہیں آتی ... کی طرح عمارت بناتے اور ... لوگوں کی طرح ... کو سیکھتے ... موسیقی کو ... درجے تک پہنچایا ... دکھلایا ترقی کی۔ یقینی نہیں کہ ان ... زمانے میں ... ہوئے ... تہذیب ... ان کی ... نہیں کیا جائے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ یقین کیا جائے" ... سے بڑھ کر چیز ... یعنی ... مذہب اور ... ہیں ... ادب میں کوئی ... سے بڑھ سکا ... سے بڑھ کر ... کسی ... قوم میں نہیں اور کسی کے پاس ... دنیا ... کی ... نہیں۔ فلسفے میں ... مکمل ... ہے ... میں ... روحانیات ... کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ کرنیل ... سے ... کہ اپنے آباد اجداد کے قدم بہ قدم چلو ہر شخص ... کی ... چاہیے اگر نہیں تو انگریزی

ترجمہ:- اپنی دوسری تقریر میں جس کا عنوان تھا "ہندوستان اپنے نوجوانوں سے کیا امید رکھتا ہے؟" کرنل نے کہا کہ میں دس برس سے ہندوستان میں ہوں اور جس قدر میں نے تمہاری عادات و رسوم و زبان کو مطالعہ کیا اسی قدر وہ مجھے خوب صورت و فلسفی و جلد پرداز معلوم ہوئے" یہ بتانے کے بعد کہ تھیوسوفی کیا ہے، انھوں نے آخر میں کہا: "سنسکرت کے علوم کو پھر زندہ کرو اور اپنے عادات و اخلاق کو انہیں اصول کے سانچے پر (کذا) ڈھالو جو بھاگوت گیتا میں قائم کیے گئے ہیں"

سنسکرت کی تعلیم ۱۵/۸" .. آج کل کا زمانہ اگر ہندوستان کی دوبارہ ترقی کے آغاز کا زمانہ نہیں ہے تو اس کی علامتوں کے آغاز کا زمانہ ضرور ہے۔ مغربی علوم کے دروازے ہم پر کھل چکے ہیں۔ سنسکرت کی تحصیل کا بھی اب پہلے سے بہت زیادہ شوق ہوتا جاتا ہے.... اگر سنسکرت دل لگا کر حاصل کی جائے تو اس کا نتیجہ بہت بڑے فائدے کا ہوگا۔ یورپ کے اعلیٰ ترین علما اٹھارہویں صدی کے آخر سے اس امر کا اظہار کرنے لگے ہیں کہ ہندوستان کے قدیمی عقلا نے اعلیٰ درجے کے فلسفے کی بنا ڈالی تھی اور یہ لوگ جیسے وسعت خیال میں مشہور تھے ویسے ہی دقت نظر میں شہرہ آفاق تھے اور یہ کہ سنسکرت کا علم ادب انسانی دلچسپی کے کل مضامین کا بہا ذخیرہ ہے۔ ساری دنیا میں مشہور و معروف فن کی متفق علیہ رائے یہ ہے کہ جتنی زبانیں ہیں، زندہ ہوں یا مردہ سب سے زیادہ مکمل سنسکرت ہے.. اس وقت ہمارے لیے نہایت ضرور ہے کہ سنسکرت کی تصنیفات کا ہندوستان کی دیسی زبانوں میں ترجمہ کرکے پیش

کریں اور اگر کسی وجہ سے نہ ہو تو یہ در بڑا ظلم صرف اسی کے لیے نہایت مناسب ہے کہ ہم لوگ اب سنسکرت کے علم کو دوبارہ زندہ کریں (از مدیر کا مقالہ ۸۹ کالم)

۱۸۹۲ء جلسہ اصلاح شادی قوم کاشستھ (از مدیر)

"... ۹ سال قبل کے ایک پنڈت کی پیشین گوئی از ایڈیٹر ایڈووکیٹ ۱۸۹۳ء ہمارے ایک دوست نے ایک بہت پرانا سنسکرت میں لکھا کرم خوردہ کاغذ دیا ہے یہ چھ سو برس کا ہے اور اس پر پرانے زمانے کی مہریں لگی ہیں۔ اس میں سنہ دسویں ذان وغیرہ کے واقعات ماضی قریب کا ذکر ہے۔ مگر تاریخیں مٹنے گزرنے سے صاف ہیں۔ آخری پیشین گوئی یہ ہے کہ "یہ بھارت کھنڈ آریا لوگوں کے واسطے ہوگا اور یہ ساتویں تاریخ بیساکھ بدی سمت ۱۹۸۱ سے شروع ہوگا" بعض باتیں اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتیں اس لیے ان کا ذکر میں نے نہیں کیا ہے

کرنل اولکاٹ کا لکچر لکھنؤ میں ۱۸۹۳ء: "مدفی زمانہ جرمنی میں فلسفے کی جانب خیالات رجوع ہیں۔ وہاں سنسکرت کی ترقی ہو رہی ہے۔ ہمارے شاستروں پر جس قسم کی فلاسفی ہے اسی کے معتقد جرمنی والے ہیں۔"

۱۸۹۴ء "لنڈن مرر کی رائے ہے کہ ہندو کو مچھلی یا گوشت نہ کھانا چاہیے۔"

۱۸۹۵ء "ہندوستان کی ملکت ہے کہ ایک مذہب سے زیادہ ہو کہ مجبور لمشنر صاحب سیتاپور رکھا، کو ست کچھ اہل ہنود کے عقیدے سے ہمدردی ہے۔ اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ انھوں نے ایک برہمن نوکر رکھا ہے جو سنکھ روز صبح و شام بجاتا ہے اور آپ نہایت مسرور ہوتے ہیں۔"

۳۰ء گوجرانوالہ میں ایک مسلمان شدہ برہمن کو پھر ہندو بنایا گیا۔"

پیسہ: دہلی میں برف کی ایک کل جاری اس لئے تجویز ہوئی ہے کہ ہندوؤں کو بہت [illegible] "برہمن وغیرہ برف تیار کرتے ہیں۔"

(۲) مسلمانوں کے خاص جذبات و معاملات: مدیر مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے بھلے برے سے بے نیاز نہیں، بلکہ نہ کبھی اشتعال آمیز باتیں اس کے قلم سے نکلتی ہیں اور نہ وہ مذہبی جھگڑے والی باتیں پڑھنا چاہتا ہے جیسا کہ اس نے ۱/۲ میں ایک صاحب نگار کو مخاطب کر کے لکھا ہے

کلکتہ ہائی کورٹ اور مسلمان جج: ۲/۳ "ہم لوگ بالاتفاق یہ لکھتے ہیں کہ اس وقت مسٹر امیر علی میں ... قابلیت اعلیٰ درجے کی ہے... انہوں نے ہمارے حضرت پیغمبر کی سوانح عمری لکھ کر تمام انگلستان میں کس قدر نام پیدا کیا اور اب اسی قابلیت کے باعث کیسے عالی خاندان کی رشتہ داری لائے ہیں۔ اس وقت یہ سعادت [illegible] کے ان کا استحقاق زیادہ ہے۔ مسٹر ہولی کے مقرر کرنے سے صرف یہ بات حاصل ہوگی کہ بیرسٹروں میں سے ایک شخص مقرر کیا گیا ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے" امیر علی کے تقرر کے لئے جو دلائل پیش کئے ہیں [illegible] ان میں سے ایک ان کا مسلمان ہونا بھی ہے: "یہ [illegible] ججوں میں سے یہ حد ہے کہ کم سے کم ایک تو مسلمان ہو" یہ مضمون غالباً مدیر کا نہیں کسی دوسرے اخبار سے ماخوذ ہے مگر یہ عبارت تو [illegible] ہے اور جس کے آخر میں [illegible] ایک [illegible] مدیر کی ضرور ہے: "اور مولوی محمد یوسف صاحب کا استحقاق بھی خیال کرنے کے قابل ہے یہ ہماری رائے ہے"

۱/۱ ... یہ امر کسی قدر حیرت انگیز ہے کہ گورنمنٹ ہند نے کسی مسلمان

کے لئے سفارش نہیں کی... امیر علی یا محمد یوسف... میں سے ایک کی تقرری سے یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے قانون جماعت اسلامیہ کی دلدہی ہوتی، ہائی کورٹ کو یہ فائدہ ہوتا کہ قوانین وکالت دانی اسلامیہ کی بھی ایک عنصر بیچ میں شامل ہوتا"

ہائی کورٹ کی ججی، رشید بیگ کو جگہ ... ۱۸۹۴ء جوری ملے۔ اردو قومی پریس مسعود ... کر پڑھتے ہیں، بہت حیرت ہوئی - خدا کی شان ایسے لوگ جو اس قدر کوتاہ ہیں اور بعض وجوہ سے حسد ہوتے ہوئے اور صاف ظاہر ہے مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں مانع ہوتے ہیں وہ قوم کے مصلح اور خیرخواہ ہونے کا دعویٰ کریں... وجوہات: یہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہائی کورٹ میں ایک مسلمان جج کا تقرر ضروری ہے اور مستحق آنریبل محمد یوسف اور آنریبل سید امیر علی ہیں - نواب عبداللطیف نے حکومت کو ایک "یادداشت" بھیجی تھی جس کی دفعہ ۱ کا خلاصہ یہ ہے کہ "اس وقت کوئی مسلمان اس قابل نہیں ہے کہ ہائی کورٹ یا صدر کی ججی کے لئے منتخب ہو"۔ یہ یادداشت جو مسلمانوں کا ترقی یافتہ ... [illegible] ... "[illegible]" ہے جس مسلمان نے دیکھی ہے نفرین کی ہے - ۱۵ جنوری کے "اسٹیٹسمین" میں ایک نامہ نگار نے اپنا نام "محمڈن" قرار دے کر ایک خط چھپوایا ہے کہ محمڈن آبزرور اور ... گائیڈ کی بڑی غلطی ہے کہ ایک شیعی "مولوی سید علی" کی سفارش کی ہے! اگر یہ مولوی صاحب حنفیوں کو ... ناگوار ہوگا - یہ قابل ... نہ تھا لیکن جب کہ ایک معتبر ... [illegible] ... ہوا ہے، محمڈن آبزرور میں اس کے جواب میں کچھ لکھنا پڑا کہ عیسائی اور یہودی ...

سمجھیں کہ سنی شیعوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا ان سے اس قدر عناد رکھتے ہیں کہ ان کو کسی بلند منصب پر دیکھنا پسند نہیں کرتے دونوں میں محض "فروع" کا اختلاف ہے۔ شیعوں کی مجالس عزا میں سنی اکابر شریک ہوتے ہیں۔ وہ آپس میں شادی بیاہ بھی کرتے ہیں حتی کہ اکثر جا ابھی تک دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی گھر میں ایک بھائی سنی ہے اور ایک شیعہ۔ طرفہ یہ کہ کلکتہ میں مسلمانوں کی جو دو مشہور انجمنیں انجمن مذاکرہ علمیہ اور انجمن محمڈیہ اسلامیہ ہیں، ان دونوں کے صدر دو شیعے ہیں اور ارکان میں سنی و شیعہ تعداد میں برابر ہیں۔

۹۵ لکھنؤ کی خبر کہ آئندہ جنوری میں مجوزہ اسلامیہ کالج کی بنیاد رکھی جائے گی جس کے لئے "قابل اطمینان چندہ ہو گیا ہے" (پھر کبھی اس کا ذکر نہیں آیا)

۹۶ سنٹرل محمڈن ایسوسی ایشن کے سپاسنامے کے جواب میں لارڈ ڈفرن نے کہا کہ "میرا مقدم فرض... تمام فرقوں کا بالکل بے طرف دارانہ طور پر حق گزاری ہے تاہم میری دلی ہمدردی ان شخصوں کے ساتھ ہوگی جو کسی وجوہات سے جن پر ان کا قابو نہیں رہا ہے ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں۔"

۹۷ الہ آباد کی خبر۔ ڈوریو۔ بی نو مسلم "مذہب اسلام پر وعظ کہتے ہیں"

۹۸ "ترقی خواہان قوم کی خدمت میں ایک عرض داشت" مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڑھ کے لئے مدیر کی طرف سے چندے کی اپیل "انگریزوں اور ہندوؤں نے بھی شرکت فرمائی ہے" اس کے بعد سید احمد خاں کی جانب سے "ایک عرض بزرگان قوم کی خدمت میں"

۹۹ جلسہ تخفیف اخراجات شادی وغیرہ مسلمانان ... (کل ۱۱ کالم۔ بہار کے جلسے کی روداد شرف الاخبار سے نقل کی ہے۔ دو مسودے منظوری

مرے لیے پیش ہوئے۔ ایک میں موجود اور باتوں کے یہ تھا کہ لڑکوں کی شادی پر کوئی شخص سالانہ آمدنی کی ایک چوتھائی سے زیادہ خرچ نہ کرے لڑکیوں کی شادی میں اس کو پچاس فیصدی تک خرچ کا اختیار ہوگا اور اس میں پابندی شریعت کی بھی قید تھی۔ دونوں میں سے کوئی منظور نہ ہوا مدیر نے

اس پر تعجب اور افسوس کا اظہار کیا ہے کہ بہت مسودہ دوسرے خود سے اس سے کامل اتفاق نہیں۔ خاص طور پر اس دفعہ کا ذکر کیا ہے جس میں پابندی شریعت کا ذکر ہے جب بڑی کثرت رائے اس کے ساتھ تھی کیوں منظور نہ ہوا۔

۵ حیدرآباد دکن میں ایک اسلامیہ کالج بنانے کی تجویز۔ جلسے میں شرکت نظام۔

۶ مدرسہ اسلامیہ پٹنہ ۱۸ مارچ (۱۸۸۵ء) کو کھلا۔ اوائل ۱۸۸۶ء میں انگریزی کی تعلیم کا بھی انتظام ہوگیا۔ اس سال اس کے صدر سید محمد حسین اور سکریٹری محمد حسن تھے

۷ گورنمنٹ ہند اور تعلیم مسلمانان۔ رزولیوشن حکومت کے رزولیوشن متعلق تعلیم۔ تعلیم مسلمانان و ملازمت سرکاری سے بیزاری ظاہر کی ہے)

۸ ڈاکٹر نیل اولکٹ کا لکھنؤ میں اسلام پر لکچر۔ عیسائی مذہب سے میرا اطمینان نہ ہوا اور جب تک مجھ کو مذاہب مشرقی سے واقفیت نہ ہوئی تھی میں لامذہب تھا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے مذہب سے دلی انیسویں صدی اور سائنس کے نتیجے علمی ور سمجھنے کی کوشش کرے۔ پیغمبر اسلام کی صداقت چند موحد عیسائیوں سے ہوئی ان کے خیالات سن کر ان کے دل میں جو مذہبی شعلہ جل رہا تھا وہ اور بھی بھڑک اٹھا۔ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ قرآن شریف جو ان کے ذریعہ سے نازل ہوئی ہے وہ اس لیاقت سے تحریر کیا گیا ہے۔۔ مصر میں ایک میرے مسلمان دوست ہیں جن کے ذریعے سے

جلسے نے بہت سی روحانی باتیں بکیں.. اللہ لیڈر سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے روحانی قوتوں میں کس قدر ترقی کی.."

۲۱/۸ ریاست بانس پور میں مسلمانوں کی اصلاح کے لیے ایک جلسہ ہوا جس میں منجملہ اور تجاویز کے ایک یہ منظور ہوئی کہ شادی کی تقریبوں میں تین دن تک افیون پینا آج سے موقوف کیا جائے'

۵/۱ مسلمانوں کا چوتھا انگریزی اخبار دکن جرنل.. حیدرآباد سے جاری ہوا ہے۔ یہ ہفتے میں دو مرتبہ.. چھپتا ہے خدا اس کو ترقی دے"

۵/۲ مسلمان اور انگریزی تعلیم" از مدیر (مدرسہ اسلامیہ پٹنہ کے لیے چندے کی اپیل)

۲۳/۱ وائسرائے کو درخواست دی گئی ہے کہ جامع مسجد دہلی میں انگریز جوتا اتار کر آئیں

۲/۱۵ ہم بہ نہایت مسرت کے ساتھ اس خبر کو مشتہر کرتے ہیں کہ مدراس کے معزز و سرکردہ مسلمانوں نے کرنل اینڈرسن کے مکان میں ایک مجلس منعقد کرکے یہ تجویز منظور کی کہ مسلمانوں کی ترقی کی تدابیر سوچنے کے لیے ایک ایسوسی ایشن قائم کرنا چاہیے۔ خدمت قوم کا ہمارے ان عالی ہمت مسلمانوں کو [illegible] ..."

۲/۲۴ انڈین ہیرالڈ". ہم خیال کرتے ہیں کہ جو دیسی ممبر [illegible] منتخب ہوئے ہیں ان کی فہرست میں کسی ہمارے مسلمان کا نہ ہونا قابل افسوس [illegible]
کرنل کو اس میں بھی ... حیثیت بڑا مرتبہ مل سکتا تھا

تسلیم کیا جائے گا۔۔۔ ہم کو خوف ہے کہ لکھے ہوئے مقابلے کے ذریعہ سے سول سروس کی اونچی شاخوں پر پہنچنے کے لیے ابھی ان کو بہت مدت چاہیے۔ ہم اصول امتحان مقابلہ کے خلاف۔۔ نہیں، لیکن ہم سمجھتے ہیں۔۔ کہ اگر ایسے امتحان کے ذریعے سے وہ لوگ اپنے ملک کی ملازمتوں سے خارج کیے جائیں جن کا پیچھے رہ جانا بے رحمانہ واقعات کی وجہ سے ہو اور جو اپنے تئیں درست کرنے کے لیے قابل تعریف کوشش کر رہے ہیں تو یہ صریح ناانصافی ہے۔"

۲۵ انجمن اسلامیہ احمد آباد کی ہی رپورٹ بہ مدیہ کا اظہار مسرت۔

یہ مسٹر محسن بی طیب جی خلف مسٹر بدرالدین طیب جی پہلے مسلمان ہیں جنھوں نے آئی۔ سی۔ ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ انتہا مسرت کا موقع ہے

"امشن کا شکریہ لوگوں نے تخفیف اخراجات شادی کے لیے جو کوشش کی تھی اس کا نتیجہ۔ نظر آنے لگا ہے۔۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کو ان باتوں کا خیال نہیں ہوتا۔"

جیسی جب و مسلمان ہر کوئی خیال نہیں کرتے لیکن جنگ میں مہدی کی کامیابی پر خوش ہیں عرب یہ کہتے ہیں کہ مہدی کی بڑی فتح ہوئی اگر اس وقت ... ہے مگر جو دیکھا ... ہر دل ہو تیار مسلمان مہدی کو غازی سمجھتے ہیں اور کامیابی پر ... خوش ہیں ... بالکل اس کے خلاف ہے۔ لاہور۔۔ مسلمان کہتے ہیں کہ کامیابی تو پیشتر ہی سے معلوم تھی۔ وکیل میں غلط۔ اس کا ترجمہ یوں کیا گیا تھا مسلمانوں جا بجا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مہدی کی فتح یابی کی نسبت آگے سے پیشین گوئی تھی"

ہمارا معزز ہم عصر اخبار ریفارمر لکھتا ہے: "خرطوم کے نکل جانے

پر انگریزی اخباروں کو مسلمانوں پر بدلے دے کرنے کا موقع ملا مختلف شہروں .. سے تار برقیاں مشتہر کر دیں گی۔ اہل اسلام اس فتح سے بہت خوش ہوئے .. اور ۔ جوش پیدا ہو گیا حالانکہ یہ سب .. بنادٹی باتیں تھیں ۔ مسلمانوں نے مہدی کو کبھی مہدی موعود تسلیم نہیں کیا بلکہ وہ ابتدا ہی سے اس کو مہدی کذاب .. قرار دیتے رہے ہیں ۔ .. لکھنؤ کے اہل اسلام نے ایک بڑے عالی شان جلسے میں اخبار ایکسپریس کے .. الزام کی تردید کی جو اس نے مسلمانوں پر شکست خرطوم پر لگایا تھا" (اس کے بعد بمبئی کے ایک وفد کا ذکر جو گورنر بمبئی کے پاس گیا تھا) ..۔"

(۴) کم سنی کی شادی کے خلاف ایک مقالۂ افتتاحیہ ۔

(۵) قانون لگان بنگالہ: "انڈین کانسٹی ٹیوشنل ایسوسی ایشن کل زمینداروں کی ہمت کا قوی مرکز، مہاراجہ دربھنگہ کی .. کوششوں سے قائم ہوا اور تھوڑی ہی مدت میں رسوخ و اقتدار کا ایسا منصب حاصل کر لیا کہ شاذ و نادر ہی کسی انجمن کو حاصل ہوتا ہے ۔ اور انگلستان کا پروپرٹی ڈیفنس لیگ جس کو اصل چلانے والے لارڈ ویمس اور لارڈ اسٹینلی اور دوسرے نہایت ذی اقتدار رؤسا ہیں کانسٹی ٹیوشنل ایسوسی ایشن کے ساتھ اس لیے ہوا کہ زمانۂ حال کی سب سے بڑی غلطی یعنی قانون لگان بنگالہ کی مخالفت کرے ۔ .. اور اخباروں میں سے .لیکس میل .. زمینداران بنگالہ و بہار کی ایسی خدمت .. کر رہا ہے کہ .. وہ بہت قدر کے قابل ہے ۔ خود نکسس بنے نہ صرف .. قانون کی توسیع کی دقتوں کو سمجھا بلکہ ان خطروں کو بھی جو موجودہ مسودے کو قانون بنانے میں ہیں۔ بنگال

کے چیف جسٹس، ورنا سٹینسیں کے قانون تعظیم، ایڈیٹر سے پچھلے سال زمینداروں
کو اپنی حمایت کے سامنے تین لیے ۔۔ گورنمنٹ ہند سے امید ان میں سے جو
گو۔ تھ کا متقاضی نہ کر سکی تو ان کی بے پناہ سختی کی شکایت میں ایک مراسلہ
انجمن نے روانہ کیا اور وہ بے منطقی یہ ختم کر سر۔ چنانچہ نگار مقدمے کی ایک
مقدمے کی طرف اشارہ کیا تھا جو ہائی کورٹ میں زیر تجویز تھا۔ ۔ گورنمنٹ
ہند کے دل میں چوٹ لگی اس واسطے کہ یہ میمن سنگھ خاص محل کی رعایا
کا مشہور مقدمہ تھا جس میں گورنمنٹ پر یہ الزام تھا کہ اس نے بہ حیثیت
زمینداری اپنی رعایا پر ... سے ... گورنمنٹ اضافہ لگان کیا تھا
" فتوی صادر ہو گیا اور ٹیننسی ایکٹ اب اس صوبے میں کا قانون ہو گیا
تبدیل وزارت سے تھوڑے ہی پہلے جس وقت کہ ۔۔ گلیڈ اسٹن نے
استعفیٰ بھیج دیا تھا اور لارڈ سالسبری نئی وزارت قائم کرنے کی کوشش کر رہے
تھے، لارڈ ڈفرن نے مناسب سمجھا کہ ۔۔ اس بل پر ضرور دستخط کر
دے وقت قانون کی منظوری کا مراسلہ بھیج دیا جائے۔" صفحہ ۔

(۲۶) کونسل واضعان قوانین بنگالہ: جب الیگزنڈر کو لفٹننٹ گورنر
بنگالہ نے اس کونسل کا رکن مقرر کیا تھا اور جس خط میں اس کی اطلاع تھی
اسی میں یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ لفٹننٹ گورنر تجاویز بل کے معاملے میں ان
کی حمایت کے متوقع ہیں۔ صرف اسی ایک واقعے سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ اس کونسل کی کیسی ترکیب ہے۔

(۲۷) ہندوستانی والنٹیئر: مقالہ افتتاحیہ: "... پٹنہ کے نامی گرامی لوگوں
میں سے تخمیناً ۵۰ ... نے ... درخواست بھیجی ہے کہ ... ان کو دیسی والنٹیئر میں

ڈومینین قائم کرنے کی اجازت عطا کرے۔" ۴/۴ "والنٹیر ہونے کی تحریک سارے ملک میں عام ہوگئی ہے متعدد جلسے۔ ہوئے اور بہت سی درخواستیں بھیجی گئیں؛ اسٹیٹسمین بھی اس کا مؤید ہے۔

(۱۰) بہار جمعیۃ العلماء: جمعیۃ العلماء نے۔۔ درخواست کی گئی کہ روس کے خلاف جنگ میں شریک کی جائیں۔۔"

(۱۱) ریلوے ۲۲/۱۲: "ادنیٰ ادنیٰ ملازمان ریلوے کے ہاتھوں ہندوستانی مسافروں کی توہین اتنی کثرت سے ہوتی ہے کہ اس کے موقوف کرنے کے لئے کچھ کرنا ضروری ہے۔۔۔ ہندو پیٹریٹ نے لکھا ہے کہ دو معزز ترین ہندوستانی مسافران درجۂ دوم کو ہگلی اسٹیشن میں ویٹنگ روم سے نکال دینے کی دھمکی دی گئی کیونکہ وہ پاک جگہ صاحب لوگوں کے واسطے مخصوص ہے۔"

(۹) صوبہ بہار کی خبریں اور معاملات: ۲/۱ ایک بہاری باشندۂ خاص پٹنہ نے دو ہفتے ہوئے ایک کمپنی امپریل تھیٹریکل ٹروپ کے نام سے قائم کی ہے، جس کے بعض ایکٹروں کو پٹنہ والے امپیریل تھیٹریکل ٹروپ میں دیکھ چکے ہیں ۴/۱۲ میں اس کی شکایت کہ یہ کمپنی شائقین کو دھوکہ دیتی ہے۔

۲/۱ کراچی نے شکایت کی ہے کہ پٹنہ میں "ڈاک ہرکی" کے مشخصہ رقوم کی زمینداروں کو اطلاع نہیں ہوتی اور اس وجہ سے ان کا نقصان ہوتا ہے۔

۲۸/۱۲ بہار کے زمینداروں کا یک وفد گورنر جنرل سے کلکتہ میں لگان کے قانون کے سلسلے میں ملا جواب "تلخ تلخ، تحمل سے بھرا ہوا تھا۔

۲۸/۱۲ "وائسرائے کی حال کی تقریروں سے اور اس واقعے سے کہ

انھوں نے قانون لگان کے آخری مباحثے میں کونسل کے ایک ممبر کو نامناسب طریقے سے مہاراجہ دربھنگہ پر حملہ کرنے دیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بالفعل مہاراجہ سے گورنمنٹ خوش نہیں ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مہاراجہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے کہ ایسی گورنمنٹ جس نے اپنے کو ایسی ناشائستہ حرکت کے قابل ثابت کیا جو بیان سے باہر ہے.. خوش رہے یا ناخوش۔ مدیر

؎ ایک کمیٹی تنخواہ داروں جس میں پٹنہ میونسپلٹی کے مشاہرے میں تخفیف کی تحریک۔ از مدیر.

؎ ۱۱ اپریل کو زمینداران پٹنہ کا "ایک بہت بڑا جلسہ" ہال پٹنہ میں زیر صدارت نواب سید لطف علی خاں سی۔ آئی۔ ای منعقد ہوا۔ بنگال ٹیننسی بل کے پاس کئے جانے پر اظہار رنج کیا۔ تجویز سید ولایت حسین عرف مہدی نواب نے پیش کی، اور رائے رادھا کشن، قاضی رضا حسین وغیرہ نے اس کی تائید۔ اس کی مخالفت کے لیے اسی وقت ۹ ہزار روپے جمع ہوئے۔

؎ ایک معتبر نامہ نگار نے لکھا ہے کہ ضلع مظفرپور کے زمینداروں سے سرکاری مویشی کے ساتھ الٰہ آباد جانے کے لیے تیس تیس آدمی مانگے گئے تھے علاوہ الٰہ آباد جانے کو کوئی آدمی نہیں۔ "کیا یہ بنگال۔ سی ایکٹ کی بھی جس کے نام ہی نے زمینداروں کو خود معطل بنا دیا ہے زمیندار ایسی خدمتوں سے معاف نہیں رکھے جائیں گے؟ کیا گورنمنٹ کو شرم نہیں آتی کہ زمینداروں کے ساتھ ایسی بدسلوکی کرنے کے بعد بھی ان سے یہ درخواست کرنے کی فرمائش کرتی ہے!"

ﷺ کرک وڈ نج پٹنہ کی شکایت میں ایک مقالۂ افتتاحیہ ۔ وہ یہ حق ہیں اور حکام ضابطہ کارروائیاں کرتی ہیں۔

۶۷ ۲۴ جون کو باڈل پٹنہ میں زیر صدارت نواب لطف علی خاں اس پر غور کرنے کے لیے جلسہ منعقد ہوا کہ روس سے جنگ ہونے کی صورت میں "ملک کی حفاظت کے لیے کون سی تدابیر اختیار کی جائیں" صدر نے اعلان کیا کہ جنگ ہوئی تو "مجروحوں اور بیماروں کی خبرگیری کے لیے میں ایک لاکھ روپئے دوں گا۔

۶۷ بہاری شکاری نے "مستی جواہر لال، اور مولوی عبد الوہاب پر تین لاکھ کے لیے اور منشی موتی لال پر ایک لاکھ۔ کے لیے جو ان کے خزانے سے چوری گیا ہے نالش دائر فرائی ہے"

۶۸ پٹنہ میونسپلٹی بنگالے کی کل دوسری میونسپلٹیوں سے خراب ہے

۶۹ اور دوسرے شماروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کمپنی بہار ٹرمیوے کمپنی لمیٹڈ کے نام سے قائم ہوئی تھی۔ مدیر نے اس پرچے میں ایک مقالہ لکھا ہے کہ جس قدر جلد روپے جمع ہوں گے اسی قدر جلد کام شروع ہو سکے گا۔

۷۲ جلسہ بہ تاریخ ۱۶ اپریل ۱۸۸۷ء بہ اہتمام ہیڈی صدر انجمن مسی کوٹیا، جی اے گریرسن، خدا بخش خاں بہادر، ولایت حسین عرف مہدی نواب، رائے بجے کشن، نواب میر حسن، سید فضل الرحمٰن، اے نرائن رائے کوشی پرشاد، گوربرشاد سین، محمد احسن، مدد خاں جانی صاحب، رکن الدین حسین، حاجی کریم حسین، رام چرن پرشاد، جوگل کشور، مشکر سہائے،

گنپت پرشاد، گور مہیش لال، گنگا دھر پرشاد، گومتی پرشاد، دھنیش
چند رائے صدر نے بتایا کہ بہار میں ایشیاٹک سوسائٹی کی شاخ قائم
کرنے کی غرض سے اس وقت تک پانچ ہزار کے چندے کا وعدہ ہوا اور
یہ فیصلہ بھی ہوا کہ مسٹر گریرسن کی "غیبوبت" میں مسٹر کوپن سوسائٹی کا کام
کریں۔ سوسائٹی کے قیام سے متعلق گریرسن نے جس دلچسپی کا اظہار کیا تھا
اس کا شکریہ ادا کیا گیا۔

۵۲ "پٹنہ میونسپلٹی کی ابتری و خرابی اب اس حد تک پہنچ گئی ہے
کہ اگر اس کو سارے ہندوستان کی میونسپلٹیوں کا بدترین نمونہ کہا جائے
تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔" مدیر

۵ ممالک غیر | (۱) انگلستان: "کاہلی ہمارے ہندوستانی
اس کو سن لیتے" کے عنوان سے ۵۲ میں مرقوم ہے: "ملکۂ معظمہ کے خاندان
کا قاعدۂ کلیہ ہے کہ بیکار رہنا بالکل فضول تصور کرتے ہیں بلکہ وہ کام
کرتے ہیں کہ اپنی قوت بازو سے پیدا کرکے اپنی ذات خاص پر صرف کرتے
رہتے ہیں۔" لیکن ۵۲ میں خبر دینے کے ساتھ عبارت ذیل، اور اس کے بعد
اس سے متعلق کرانکل کی رائے ہے:

"ایک اخبار لندن کو دوزخ کا نمونہ بتاتا ہے۔ کرانکل ہماری رائے
میں اس کو تخریب اخلاق کے اعتبار سے بہشت تھا دوزخ کہنا زیادہ
ترزیبا ہے"

مدیر نے صراحت نہیں کی لیکن یہ بالکل ظاہر ہے کہ اخلاق سے مراد
جنسی اخلاق ہے ورنہ انگریزوں میں جو خوبیاں ہیں ان سے وہ واقف تھا

ذیل کی ایک خبر کرنل میں ایک شذرہ بعنوان "مہذب قوم کی مہذب انتہا" [illegible]

[illegible]

رپورٹ دیکھنے کے نہایت مشتاق ہیں [illegible] پال مال گزٹ نے رپورٹ [illegible]
سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ [illegible] میں بھی لڑکیوں کی تجارت ہوتی ہے
[illegible] کی [illegible] امیروں کے [illegible] میں [illegible] جاتی ہیں [illegible]
[illegible] خفیہ [illegible] جاتی ہیں [illegible]
سے [illegible] دھوکا دیکر [illegible]

خود مدیر کو [illegible] اور [illegible] بھی ایسی [illegible] شائع [illegible]
سے غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی [illegible] میں [illegible] جو [illegible] انگلستان میں شوہر [illegible]
[illegible] کی [illegible] میں [illegible] ظاہر کی گئی ہے: [illegible]
غالب ہو [illegible] قصہ [illegible]
[illegible] بیدا [illegible]
[illegible] میں [illegible] پیدا [illegible]
[illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کی ہے کہ [illegible]
[illegible] پال مال گزٹ اور [illegible] دوسرے [illegible]
[illegible] کو سمجھنے کا [illegible]
مذکورہ کے علاوہ [illegible] اس کی فروخت [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

عام انتخاب تھا' اور ایک ہندوستانی لال موہن گھوش بھی جنھیں کنسرویٹو لابرل کسی تھو' لبرلوں کی طرف سے امیدوار تھے جن کی شکست پر کرامکل نے اظہار افسوس کیا تھا۲۸ - ایک انگریز جون فیر سے بھی ہندوستانیوں کو ہمدردی تھی' چنانچہ ان کے انتخاب کے اخراجات کے لیے ام گھوش' محمد یوسف' ساگر لم سنگھ' امیر علی' وغیرہ کے دستخط سے اپیل کی گئی تھی۲۹ اور کچھ روپیے جمع بھی ہوئے تھے' لیکن سر جون فیر نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۳۰

(۲) جرمنی: "جرمنی کو نوآبادیوں کا جنون" (مدیر)۳۱

(۳) "برہما" حزن پرند گسٹ فیصر کے اس مشہور مقولے کو جس کا ترجمہ رسیدیم و دیدیم و کردیم فتح سے بخوبی مستعمل کر سکتے ہیں - منڈلے فتح ہوگیا' تھیبا قید کیا گیا اور اس کا ملک سلطنت برطانیہ میں شامل کر لیا گیا بس انھیں چند لفظوں میں اس مختصر لیکن پر سرد جنگ کا نتیجہ ہے جو کچھ خوشی ہو سکتی ہے وہ صرف اس امر سے کہ یہ نتیجہ بہت سی جانیں ضائع کیے بغیر حاصل ہو - اگر کسی آزادی خون سے خریدی جاتی ہے تو یہ بہت کم خون بہا کر بیچی بھی جا سکتی ہے اور برہما دوسرے دنیا کے سامنے ایک برتاثیر مثال اس کی پیش کی ہے کہ کیونکر ایک قوم اپنی آزادی کا چپ چاپ اجنبیوں کے نذر کرتی ہے لیکن برہما کی کمزوری و بزدلی کی نسبت چاہے جو کچھ کہا جائے ہم تو اس فتح و الحاق کی وجہ نہیں سمجھ سکتے اور ہم انگریزی مدبروں کی راستبازی کے نسبت جس قدر قائل ہوں اس کارروائی کے ذہن عقل و انصاف ہونے پر تصفیہ کرنے سے مانع نہیں ہو سکتے سلطنت برہما دلکشی کے تاجروں کا اختلاف ایک خانگی معاملہ تھا اور کوئی عقل

آدمی اس چیلنج سے، مداخلت کو ذہنی طور پر منسوخ نہیں کر سکتا۔ مغلیہ اک خراب حکومت اور ظالم بادشاہ تھا۔ اس کو علیحدہ کر دینا بہت مناسب ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ صرف انگریزی گورنمنٹ ہی اس اصلاح کے عمل میں مدد دے سکتی تھی؟ کیا انگلستان چپ چاپ رہتا اگر روس کی حمایت سے سلطنت چین [illegible] کو تخت سے اتار دیتی؟ ہم اس [illegible] جس بحث کر رہے ہیں ہر طرح سے غیر منصفانہ زبردستی کا ہے۔ اصل یہ ہے [illegible] برٹش انٹرسٹ یعنی [illegible] نفع مقصود اصل تھا [illegible] برطانیہ کا نفع ہر جگہ موجود رہتا ہے جو ہر بات کو جائز کرتا ہے۔ بعض حریفوں نے بڑے عمدہ طور سے یہ بیان کیا ہے کہ انگلستان نے [illegible] سے چاہا کہ تجارت کے لیے [illegible] کھل جائیں، اور چند سو انگریز [illegible] کو ذکر [illegible] اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مصر والی [illegible] فائدے ہوئے، اور دولت منصب کوئی اس کا مکافات ہو جائے۔ اور نیز جنگ [illegible] عبث [illegible] خالق تھا اس [illegible] کیا تھا۔ اگرچہ شریفوں نے ہماری گورنمنٹ کے فیاضانہ ارادوں [illegible] منطقی تقریریں [illegible] ان کو رد کیے گئے۔

مصر و سوڈان۔ [illegible] نے جو کچھ کہا تھا، اس پر ذکر آ چکا ہے تاہم اس کے باوجود مہدی کی مہم [illegible] کے اس قول کو صحیح سمجھنے سے جو وہ [illegible] نہیں کہ مہدی موعود کی [illegible] حدیث [illegible] مومنین میں موجود نہیں، اور یہ کہ [illegible] کچھ مسلمان ان کے دعویٰ امامت پر تعجب [illegible] دل میں [illegible] گنجائش ہے [illegible]

وعرب وغیرہ کے بہت سے مسلمان اس کے دعوے کو قبول کرنے لگے ہوں تو تعجب نہیں، اور اس میں شبہ نہیں کہ انگریزوں کے خلاف اس کی کامیابی سارے عالم اسلامی میں پھیل رہی تھی اور ہندوستان میں بھی اس سے ہمدردی رکھنے والوں کی کمی نہ تھی۔ کم از کم کرانیکل ضرور اسے ایک بڑا آدمی سمجھتا تھا جس کے ذریعے افریقہ کے وحشی متمدن بنائے جا رہے تھے (روزنامہ پر جو مضمون نکلا تھا اس کا خلاصہ دیکھیے، ممکن ہے کہ ایسی اور تحریروں میں اس قدر صاف اظہار رائے نہ کیا ہو)

"مصری حالات انگلینڈ کے لیے سال بھر پڑے منتشر کا باعث رہے اور اگر مسٹر گلیڈاسٹون کی جگہ کوئی دوسرا وزیر ہوتا تو اس ضعیف وغیر مستقل پالیسی کی بدولت جو خدیو کے حق میں اختیار کی گئی ہے اس کی ساری شہرت و عزت کب کی تباہ ہو گئی ہوتی۔ یہ پالیسی اس لیے ناکامیاب ہوئی کہ یہ خود ان کی پالیسی نہیں ہے بلکہ یورپ کی سلطنتوں اور انگلستان کے دیوان خاص اور خاص ایک رائے و فہم و فراست کے اثر میں مبتلا ہو کر مسٹر گلیڈاسٹون سال بھر [illegible] میں پڑے رہے اور اس لیے کوئی حیرت کی بات نہیں ہے اگر ایک وقت مصر کو خالی کر دینے کی پالیسی اور دوسرے وقت معاملات مصر میں حد سے زیادہ دست اندازی کرنے کی صورت اس انتشار و دو عملی کا نتیجہ ہوئی۔ عرابی پاشا کو سر کرنے کے بعد [illegible] کی منتخب جماعت نے ہاتھوں سے مصر کے سلطنت رہنے کی امیدیں جب پر خدیو کو [illegible] انگلستان کی [illegible] ناکام ہوئی اور [illegible] کی اگر کچھ پہلے دی جاتی تو اس وقت

نہ تو مہدی کے مقابلے میں دقت ہوتی اور نہ مشقت، نہ کوئی شکست
نصیب ہوتی۔"¹ آگے "ڈیلی ٹیلی گراف" لکھتا ہے: "یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ مہدی نے جنرل
گارڈن کی درخواست کے بموجب اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیے ورنہ لوگ
دریائے نیل پر گر بھاؤ کا بھی دور ختم ہو جاتا کیونکہ ... خبر
بھی حوصلہ شکن ہو گئے تھے۔" مسٹر ... جو مہدی اور مصر کے
درمیان بیچ بچاؤ کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا ... گلیڈ اسٹون نے ناسمجھ
کیا ہے۔ چنانچہ کیونکہ ... پر آخر الزام
لگاتے ہوئے ... کے لیے دوسری فوج کی روانگی کی ضرورت پیش
لائے" یہ سب گورنمنٹ کی خودغرضانہ پالیسی ہے۔ ایک ...
ہے غالباً ماخوذ ہے ... ایک انگریزی اخبار کے ... اور مصر کے
... مشیر بھی شامل ہے جس کا حاصل یہ ہے
کہ انگریزوں کو مصر سے نکل جانا اور وہاں کے معاملات میں مداخلت سے
گریز کرنا چاہیے۔"² "معیشت سوڈان" گارڈن کی گرفتاری پر انہوں نے
... میں مہدی کی دغابازی کی طرف ... شاید "مصر اگر سوڈان
میں لڑائی جاری ... رکھنے کا ارادہ ہے تو مجوزہ ... کہیں اور"
بھیجنا چاہیے ... برابر ... ہیں ... اس وقت
مہدی کے ... میں ... درجے کے ... جب مہدی
نے مسٹر ایوریجن ... کو اپنا وزیر مقرر کر کے خاص سفارت کے لیے
یورپ میں دربار میں بھیجا ہے کہ ایوریجن نے اسلام قبول کر لیا
ہے ... مہدی کے ایک ایلچی" اور انگلستان کے ... اعلان کا ترجمہ انگریزی

اخباروں میں چھپا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مہدی صرف ایسی شرطیں قبول کرسکتا ہے جن سے مسلمانوں کا مذہب ہو۔ اس کی سفارت یہ ہے کہ مسلمانی دنیا میں تہذیب پھیلائے نہ کہ تباہی۔" [۲۲]

عثمان دغما مہدی کو "دہنا ہاتھ" کے والدین فرانسیسی تھے اور وہ فرانس میں ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں نے ایک مسلمان سے شادی کی، اور بعد کو وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ فنون سپہگری سے واقف اور متعدد زبانوں سے آشنا تھا۔ خدیو نے اسے سپہ سالار مقرر کیا تھا لیکن چند روز کے بعد اسے برطرف کر دیا۔ یہ مہدی کا داماد ہے اور اس کی ہمت و جرأت کا خوف بڑے بڑے جنگجو انگریزوں پر غالب ہے۔" [۲] دغما کی موت کی خبر پایۂ صداقت کو پہنچ گئی۔ [۲۳]

مہدی سوڈان کو اصول حکمت سے ہٹا ہوا بیان کرتا ہے" [۱۸/۴]۔ فرانسیسی۔ ... مسٹر ... نے اپنی ایک تقریر میں بتایا تھا کہ مہدی میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مہمہ اسلام میں لکھی اور پیشین گوئیوں کے مطابق مہدی موعود میں ہونی چاہئیں۔

حسرتیں اپنی کاستی ہیں　　مرگ مہدی یہ کیا کیا تو نے

اس بڑے شخص کی وفات پر یہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ یہی جاں نثار قوم اور غایت درجے کا اولوالعزم تھا۔ دنیا کی تواریخ میں جو کام اس نے کیے وہ معدودے چند ہی لوگوں کو نصیب ہوئے ہیں اور اگر اس کو بہتر موقع ہاتھ آتے تو... بنی نوع انسان کے ساتھ اور بھی بھلائی کرتا۔ سلطنت انگلیسیہ نے بے ضرورت اس بڑے شخص کے

کاموں میں دست اندازی کی جن کے مقاصد یہ تھے کہ سوڈانیوں
میں مذہبی جوش پھیلے اور وہ لوگ وحشیانہ زندگی چھوڑ دیں۔ دست
اندازی نہ ہوتی تو وہ ضرور کامیاب ہوتا۔

(د) روس: ۱۸۸۵ء میں اس کا بڑا اندیشہ تھا کہ سرحد ہند سے
بہت قریب آ جانے کی وجہ سے روس و انگلستان میں جنگ ہو جائے
دونوں میں سمجھوتا ہو گیا لیکن اس سے ہند میں انگریزوں کے دور کو
مدد ملی (دیکھیے رنکل کی رائے دربارہ الحاق برما)

وصیت نامہ پیٹر اعظم زار روس: مخفی نہ رہے کہ خدا نے
ہماری قوم روس کو تمام یورپ پر حکمرانی کے لائق پیدا کیا ہے یورپ
کی بہت سی قومیں اب پرانی ہو گئی ہیں۔ ایک وقت ہوگا کہ ان کے ملک
نئی اور جوان قوموں سے ... ہو جائیں ... قوم روس
ہمیشہ جنگ و جدال میں سرگرم رہے تاکہ روس کا سردار ہو جائے۔ ۳۰۰
یورپ کے کل جھگڑوں میں حتی الامکان روس شریک ہوں ... کر
... اس سے روس ... ۴۔ پولینڈ ...
کر دیں۔ ... روس ... دخل کرنے کے لیے ...
... ضرورت ... کو ... کے ... میں تقسیم کریں۔
بعد ... موقع ... سویڈن کو جو ملک ملے اسے بھی
... کو ... سے ... کریں۔ ... جہاں تک ہو سکے
قسطنطنیہ اور ... ترکی ... ہندوستان تک پہنچ جائیں۔ جو شخص
ان دونوں ... پر ... کرے گا وہ تمام دنیا کا فرماں روا ہوگا۔

مناسب ہے کہ ہمیشہ ترکی اور ایران سے لڑتے رہیں۔ ۱۱۔ جب سویڈن کی طاقت ختم ہو جائے گی، ایران شکست تسلیم کرے گا، پولینڈ محکوم اور ترکی مفتوح ہو جائے گی، تب یکے بعد دیگرے شہنشاہ فرانس اور پھر بادشاہ آسٹریا سے یہ پیغام ڈالیں کہ ہم تینوں مل کر تمام عالم کو زیر کریں اور مفتوحہ آپس میں تقسیم کریں۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی قبول کرے تو اس کی مدد سے دوسرے بڑے بادشاہ کو زیر کرنے کی تدبیر کریں، پھر دونوں چھوٹی سلطنتوں کو کالعدم کریں۔ ۱۲۔ اگر ان دونوں بادشاہوں میں سے کوئی منظور نہ کرے تو وہ تدبیر کرو کہ جس میں ان کے آپس میں تنازع پیدا ہو اور جب وہ لڑ کر کمزور ہو جائیں اس وقت روس کی فوج کثیر دونوں پر حملہ آور ہو۔ اس طرح تمام یورپ فتح ہو جائے گا اور ساری دنیا میں ایک اکیلا شہنشاہ روس کا سلطنت کرے گا"

تاتار کے نامہ نگار سینٹ پیٹرزبرگ نے ایک چٹھی کا ترجمہ دیا ہے جس کو لکھنے والا ایک روسی ہے جس کی نسبت عموماً خیال تھا کہ یہ دراصل جنرل سوبولاف کی ہے۔ یہ روسی گزٹ میں چھپا تھا اور اس کا اردو ترجمہ کوہ نور نے شائع کیا تھا۔ کراسکی میں درج کی گئی ہے۔ ذیل میں اس کے چیدہ چیدہ فقرے درج ہیں: "ہمیں خود ہندوستان کی ضرورت نہیں، ہم چاہتے ہیں کہ باسفورس پر قبضہ حاصل کریں مگر انگلینڈ سد راہ نہ ہو تو ہم ہندوستان میں اس کی حکومت کو مدد دینے کے لیے مستعد ہیں۔ رہی ہندوستان پر فوج کشی کی مشکلات، سو یہ امر ظاہر نہیں ہے کہ وسط ایشیا کی موجودہ حالتوں اور ہمارے اعلیٰ رتبے سے جو ہمیں وہاں حاصل

سے روسی فوج کو اسکندر اعظم، چنگیز خان، تیمور، نادر شاہ اور دوسرے حملہ آوروں کی نسبت بہت ہی کم مشکلات پیش آئیں گی۔ اور اگر ہم ہندوستان میں داخل ہو کر منادی کر دیں۔ اہل ہند کو انگریزی حکومت سے خلاصی دی گئی اور جب انگریزوں کا اس ملک سے استیصال ہو جائے تو ان کو حکومت دے دیں تو کیا خوب ہے! اہل ہندوستان میں خدا سے دوستی کی کثرت کے ساتھ ہو جائے گی جیسے کہ ساہ پرستی ہے۔ انگریز اس پر غور کریں۔"

جریدہ انگلستان میں یہ۔ ... روس ہندوستان ... ایجادات کی حمایت کیا چاہتی ہے ...

"وسط ایشیا کی نازک حالت (مدیر کاسموپولیٹن)۔ جنگ ... کے ساتھ جنگ کرنے میں عراق کی فتح سے بہتر ہے۔ اور وہ صلح جو مسٹر گلیڈسٹون روس کے ساتھ چاہتے ہیں اور وہ جنگی برابری ہونے کے چند روز سے زیادہ برقرار ہو سکتی۔ وسط ایشیا میں لڑائی ضرور ہونی چاہیے۔"

روسی چڑھائی کی نسبت مسلمانان ہند کی رائے: مجھ کو دیکھ ہندی علی میرزا انجمن کی ... جو کبھی گزٹ ... اس کا ترجمہ ... از اردو گائیڈ"۔ جو لوگ ہندوستان کو آمادہ بغاوت کہتے ہیں وہ مسلمانان ہند کو سب سے زیادہ آمادہ بغاوت بتاتے ہیں۔ اس کو میں رد کرتا ہوں۔ مسلمانان ہند پر برٹش گورنمنٹ کا شکریہ کرنا ایک فرض واجب ہے۔"

"وسط ایشیا کی نازک حالت (رسالہ): ... روس نے وسط

ایشیا میں جنگی دھمکی دے کر، اس بات کا بہت عمدہ موقع دیا کہ ہم لوگ اپنی وفاداری کا... قوی ثبوت دیں۔"

"سینٹ پیٹرسبرگ کے بڑے بڑے اخبار یہ رائے دیتے ہیں کہ افغانستان و بلوچستان پر کامل قبضہ کر لیا جائے۔"

"خبر ملی ہے کہ شہنشاہ روس عن قریب شہنشاہ وسط ایشیا کے بادشاہ کا خطاب اپنے لیے حاصل کریں گے"

"پیرس کا ایک اخبار فرنکیتس لکھتا ہے کہ ایک ہندوستانی جو اپنے تئیں مشہور نانا صاحب کا لڑکا قرار دیتا ہے روسی فوج کا افسر ہے اور وہاں اس نے بہت اعزاز حاصل کیا ہے۔"

"کلکتہ میں روس کا خوف بڑی شدت سے نمایاں ہو رہا ہے"

"یورپ کے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ بالآخر انگلستان کو روس سے ہار ماننا پڑے گا"

"اخبار ٹریبیون میں ایک اینگلو انڈین نے انگریزی اور روسی حکومت کے مقابلے پر اپنی تحریر شائع کی تھی جس میں روسی انتظام کو ترجیح دی... تھی..."

"جنگ روس کے ساتھ ہماری تیاریاں" اخبار عام کو حوالہ مقالہ

"زار روس کا شہنشاہ وسط ایشیا کا خطاب لینے کا جشن آئندہ سال تک ملتوی رہا کیوں کہ ٹرانس کاسپین ریلوے جب مرو اور بخارا میں جاری ہو جائے گی تب یہ جشن سمرقند میں کیا جائے گا"

"خیال کیا جاتا ہے کہ پال مال گزٹ جو روسیوں کی تائید..

مثلاً یہ کہ اس کو روسی گورنمنٹ نے ... رشوت دی ہے"

۱۹۱۔ حال میں ایک بنگالی بابوؤں کا ڈیپوٹیشن پوسٹ ماسٹر دینا پور کے پاس یہ دریافت کرنے گیا تھا کہ اگر یہاں روسی [illegible] بعض ہو گئے تو ان کی پنشنوں کا کون ذمہ دار ہوگا"

۱۹۲۔ کرنیل علی خان کی سوانح عمری۔ (اس کا نام مرزا روس و انگلستان کے سلسلے میں آتا رہتا ہے، کسی نام سعود کو قبول ہے۔

۱۹۳۔ جبکہ ورلڈ سید بیٹی کی انگریزی حکومت پر جنرل بنگال کے خیالات: رفیق ہند: ... کی حمایت: خود ایک انگریز نے اعتراف کیا ہے کہ مسلمان روسیوں کو بہ نسبت انگریزوں کے، روسیوں کی بہبود کا زیادہ ترجیح رکھتے تھے۔ (اعلیٰ درجے کی شہنشاہی تعلیم جو مسلمان حکمرانوں نے قائم کی تھی انگریزوں کے عہد میں اس کی حالت خستہ ہو گئی ہیں)۔ دستکاری پیشہ لوگوں کی حالت خراب، صنعت تباہ تامل صرف انگریز تاجروں کے فائدے سے" ۱۹۴۔ جنرل اخلاف نے لکھا ہے کہ یہ مضمون ہندوستان میں بڑی دلچسپی سے پڑھا گیا اور مختلف اخباروں نے اسے نقل کیا۔ میں شکرگزار ہوں۔ (اس مضمون میں روسی حکومت کا ذکر اور اس کی تعریف)

۱۹۵۔ روس کے ساتھ لڑائی کا احتمال روز بروز قوی ہوتا جاتا ہے"

۱۹۶۔ زار روس شہنشاہ وسط ایشیا کا خطاب قیصر ہند کی ضد سے لیتے ہیں"

۱۹۷۔ مظفر الدین امیر بخارا نے جو روسیوں کے ہاتھ میں ایک

کھلو نامے تضا کی گیا ہے کہ روس بخارا پر قبضہ کرلے گا

۲/۱ ایک پرچہ کہتا ہے کہ روس کی بہت سی دول درجے کا جاہل منظر اور برادرانہ تو ہوں اور پوشاک کے بارے میں ۔۔ شدید سے شدید نکبت برداشت کرتا ہے۔" ۲/۱

۳/۱ "قسطنطنیہ کے اخبار ہندوستان کی پیشقدمی پر روس کے ہمدرد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ روس ہندوستان پر مسلمانوں کے حقوق کی طرف دگنا متوجہ ہوا ہے"

رہبر ترکی لکھتا ہے "جس وقت کہ وسط ایشیا اور سوڈان کے معاملہ کی سرگرمی تھی جو سلطنت روم کی۔ روس و انگریز دونوں خوشامد کرتے تھے۔ ان کو تصفیہ بھی ہونے نہیں پایا تھا کہ ایک دم سے دونوں بے رومیلیا والبانیہ باغی ہو گئے، ایک طرف سے یونان نے جنگ دی اور دوسری طرف سے سرویا نے انتقام لیا۔ سلطان معظم نے صبر و تحمل سے کام لیا اور یورپ کی سلطنتوں سے ان بغاوتوں کے فرو کرنے کی درخواست کی۔ انگلستان نے یونان اور رومیلیا ۔ اور روس کی رومیلیا کی لیکن یونان نے ور د نیز بر دن کی دعوت دی ہے۔ سب سلطنتوں کے اتفاق سے رومیلیا کے بارے میں ۔ مجلس مشورہ منعقد ہونے والی تھی، ابھی تک اس کے نتیجے کی اطلاع نہیں آئی۔" مدینہ

اخبار انڈین اسپیکٹیٹر لکھتا ہے: "ہندوستان کو ترکستان سے جو کچھ تعلق ہے اس کو سلطنت بغدادیہ کے انفعال میں نظر انداز کر دیا ہے یہ تعلق نہ صرف مذہبی ہے بلکہ ہندوستان کے مسلمان خلیفہ ۔ سے ۔ ۔

مسلمان باشندوں کے ساتھ ہے... اگر سلاطین یورپ سلطنت عثمانیہ کی تباہی کے درپے ہوں گے تو مسلمانوں کو بڑا صدمہ پہنچیگا۔ یہ خطرہ روسی حملہ کے خطرے سے بہت زیادہ ہے۔"

(۷) افغانستان: روس کے اقدام کی وجہ سے ۱۸۸۵ء میں افغانستان کو کافی اہمیت حاصل ہوگئی تھی۔ امیر عبدالرحمٰن نے راولپنڈی میں لارڈ ڈفرن سے ملاقات کی تھی؛ ان کے متعلق ہندوستان میں متضاد خبریں شائع ہوا کرتی تھیں، کبھی یہ کہ در اصل وہ روس سے ملے ہوئے ہیں ؎ اور کبھی یہ کہ وہ دل سے انگریزوں کے ساتھ ہیں ؎۔

؎ "رسالہ ... سردار ... فیض خان کی جگہ پر کابل میں انگریزی سفیر مقرر ہوئے ہیں"

؎ "پیسہ اخبار" لکھتا ہے: کرنل اسٹیورٹ کی پارٹی ہرات میں پہنچی تو ہرات کے لوگ خوش ہوئے ... امید ہے کہ ان کا آنا ... باعث برکت ہو ... ہمارے طرف دار ہو جائیں تو افغانستان ایک ... رفیق ثابت ہوگا"

؎ پہلے لوگوں کو خیال تھا کہ انگریزوں کا ارادہ راولپنڈی میں امیر کو بہکانے کا تھا، بہت سے لوگ تو لُٹ اور نئی نئی عورتیں لے کر افغانستان واپس جانے کی بہت عمدہ ترکیب بولے۔ (یہ خبر کچھ عجب نہیں کہ پنجاب ہی سے لی گئی ہو" اور وہ سب سے پہلے ... ہمارا ہے۔

؎ کابل کی وحشیانہ سزائیں۔ سزاؤں کے نام یہ ہیں: قیس ثانا، کنڈا شتہ، غوغا ... دست کشیدن، ... کردن، برلوب پر ادن

تیسری قسم سزا ''اقرار جرم کے لیے دی جاتی ہے.. زمین میں ایک بڑی ہوئی میخ گاڑ دیتے ہیں یہ درمیان سے شگاف دار ہوتی ہے' اس کو بیلے.. کھولتے ہیں پھر اس کے اندر مجرم کا پاؤں دیا جاتا ہے۔ تمام انگلیوں سے خون کے فوارے چھوٹنے لگتے ہیں'.. اس پر بھی جو اقبال نہ کیا تو اسے.. تو پھر پلٹ دیتے ہیں۔ اس تعذیب سے اکثر مجرم مرجاتے ہیں شکنجہ کی سزا کا جو کہ زنجیر در دروازے میں دی جاتی ہے تو خاص اسی کام کے لیے.. ہے۔ اس دروازے کے درمیان ایک آہنی زنجیر لگی ہے.. مجرم کو اس زنجیر سے لٹکا دیا جاتا ہے اور دو تیز گھوڑوں کو ایک رسی سے باندھتے ہیں اور اس رسی کو مجرم کی کمر سے لپیٹ دیتے ہیں اور پھر ایک گھوڑے کو ایک طرف اور دوسرے.. کو دوسری طرف چابک مار کر دوڑا دیتے ہیں کہ جس سے مجرم کا بدن شق ہو جاتا ہے' اور اس سے اس کا نام کنڈا (کذا)۔ کاٹھ مارنے کی سزا ہے جو کسی زمانے میں یہاں بھی جاری تھی۔ بندی کی سزا قید ہے مگر قیدیوں کو اندھیرے کوٹھے میں ڈال دیتے ہیں اور پھر ان کی کوئی خبر گیری نہیں کی جاتی۔ غرغرہ کی شکل انگریزی پھانسی سے ملتی ہے.. مجرم کو زمین پر کھڑا کرتے ہیں اور اس کے گلے میں ڈال کر کھینچ لیتے ہیں''

مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ امیر کے خزانے سے جو دس کروڑ چوری گیا ہے یہ روپے کہاں سے آئے؟ خیال ہے کہ روسیوں سے رشوت ملی ہوگی۔

امرت بازار پترکا نے حال میں دربار راولپنڈی کے متعلق ایک مکالمہ درج کیا ہے جو خالی از لطف نہیں:

وائسرائے: آپ مینہ برسنے میں آئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے خوش طالع ہیں، جیسے کہ پیاسی زمین بانی پی کر سرد ہو گئی ہے اسی طرح سے آپ کے دوست بھی۔

امیر: لیکن کل رات کو میرے بلاد میں نمک بہت زیادہ پڑ گیا، میں اپنے ملک میں اس شخص کو مار ہی ڈالتا کہ جو اس طرح سے بد ذائقہ بنوا تا۔ میں چاہتا ہوں کہ روسی میرے واسطے اس سے اچھا بلاؤ پکوائے۔

وائسرائے: لیکن مجھ کو بہت سے دقیق امور پر آپ سے بحث کرنا ہے، آپ کو بلاؤ کی سب سے زیادہ فکر ہے معاف کیجئے ہندستان میں ہم لوگ زیادہ نمک کھاتے ہیں، آیندہ سے بہت کم نمک آپ کے کھانے میں ہوا کرے گا۔

امیر: تو ہم کو نمک کھلا کر اپنا وفادار بنانا چاہتے ہیں، میری ۲۱ ضرب کی سلامی آپ نے کیوں کی؟ کیا میں نظام اور مہاراجہ کشمیر کے برابر نہیں ہوں؟ کیا میں سلطان سے دوسرے رتبے پر خود مختار بادشاہ نہیں ہوں؟

وائسرائے: اگر آپ کو توپوں کی زیادہ پرواہ ہے تو جس قدر کہیے داغا کریں۔

امیر: اچھا آیندہ سے ایک سو ضرب توپ کی سلامی ہوا کرے اب ہم کو اتفاق کی بابت گفتگو کرنا چاہیے۔

وائسرائے: اب حالات بیان کیجیے اور اتفاق کی بابت امور کا کچھ ذکر کیجیے۔

امیر: ہمارا اور آپ کا اتفاق دائمی رہے۔

وائسرائے: آمین۔ آپ کا مزاج شکل بہت بڑے سمندر کے ہے کہ اس میں تھاہ ہی نہیں۔

امیر: قیصرِ ہند۔۔ کا سن بہت ہو لیا ہے میں نے سنا ہے کہ ان کی لڑکیاں بہت سی ہیں۔ دو یا تین حوریں میرے حوالے کی جائیں۔ قیصر میری ساس ہوں اور میں۔۔ ان کا لڑکا۔

وائسرائے: قیصرِ ہند تو بے شک اس میں خوش ہوں لیکن شاہزادیوں کی شادیاں ہو گئی ہیں۔

امیر: یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔۔ ملا فتوی پڑھ دیں گے اور طلاق ہو جائے گی۔

وائسرائے: شاہزادیاں خود مختار ہیں اور ان کے خاوندوں کو قیصرِ ہند سے کوئی تعلق نہیں اور علاوہ اس کے ہمارے یہاں کا قانون طلاق بالکل آپ کے یہاں سے جداگانہ ہے

امیر: میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو اس میں عذر ہے۔ اچھا صلح پیام لکھ کر ہند سے کابل بھیج دیجیے۔

وائسرائے: بس آپ [illegible] کے وقت روسیوں کو ہرات پر قابض دیکھیے گا۔۔ ہر صاحب کو [illegible] اور دو بے ہوش گر پڑے۔ عرق گلاب تھوڑی [illegible] ہوش میں آئے [illegible] قیصر سے [illegible] [illegible] غلط [illegible] کرنا چاہیے کہ
[illegible] وہ اشتہار۔۔ ناظرین دیکھ چکے ہیں جو [illegible] کابل سے آئی

وقت اجنگ روس کے متعلق اپنے ملک میں دیتے ہیں۔ آج ایک مدعا علیہ وہابی
نے دوسرا اشتہار اسی بارے میں دیا ہے جو امیر نے دیا ہے اور جس میں
لکھا ہے کہ آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی کو دور کریں اور سب متفق ہو کر
خواہ روسیوں سے یا انگریزوں سے ہیں ان میں سے جو کوئی افغانستان
پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس سے مقابلہ کریں۔ جو قومی قبیلہ بوقت جنگ
امیر کے ساتھ ہو گا اس کو ہتھیار اور آذوقہ امیر کی سرکار سے ملتا رہے
گا۔ ... صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سیاح کا بیان ہے کہ امیر کے
وزیر کا قول ہے کہ امیر کو راولپنڈی کے دربار سے خوشی اور تسلی حاصل
نہیں ہوئی۔ ... کے بارے میں ان کا یہ قول ہے کہ جس قدر زیادہ
قومیں اتنے ہی بخیل بھی ہیں۔ ان کو یہ امید بھی نہ تھی کہ لاکھ روپیہ اور لاکھ رائفل
سے کم نہ دیویں گے۔" اخبار عام ...

۶ اشخاص | پرنس آف ویلز: ... مولف اخبار ... لکھتے ہیں کہ
پرنس آف ویلز ... کرنا چاہتے ہیں ... دراصل ... تھا۔

... حکیم صادق ... مرزا اشرف علی ... شاگرد
رشید حکیم ... مرحوم ... کیا ... ہیں ۲
سال سے مطب ... اڈیٹر ... بھی
اشتہارات دیے تھے۔ ... اشتہار
از جانب مدیر

آزاد: ... کو ... لکھتا ہے: اس ہفتے میں مولوی محمد حسین

... آزاد بہ حصول رخصت بہ نیت زیارت عتبات عالیات و سیاحت دیار عربستان روانہ ہونے والے ہیں: غالباً آج شام کو روانہ ہوں۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ .. اس سفر میں تو تصنیف کتب علوم و فنون کی بہم پہنچائیں گے۔ اور قدیم .. بھی تلاش فرما کر .. ہمراہ لائیں گے۔ مولانا .. نے ایک مقصد یہ ٹھہرایا ہے کہ بیس کل اپنی عمر کو دانش ایسے خیر محض کاموں کے لیے وقف فرمایا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ بر وقت مراجعت لاہور میں ایک کتب خانہ آزاد کھولیں گے۔" ۱۱۴ آزاد پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور ۱۰ اکتوبر کو بوشہر پہنچ گئے۔

شہ امجد حسین سجادہ نشین منیر: ۱۲۹ اکبر دانا پوری کا شعر ہوا قطعہ تاریخ وفات ۱۳۰۷ھ

سنہ ... از دست قضا ... شد فسوس — ان شاہ بے مثل زمانہ بہ دسر حق
شکست یک چشم و دل نقشہ ... — منصوبہ خود درست کند یافت ...
زگردش ... شیخ گشت یک سو — چون ... گوشہ شطرنج بہ خلوت
اکبر چو ... حالت این واقعہ تحریر — شاہ ... مات شدہ شد سن رحلت

حسن الدین احمد ۱۲۶ مولوی احسن الدین احمد پسر مولوی نواب امیر علی خان بہادر جو اس وقت .. سول سروس میں ... اسسٹنٹ کمشنری کا عہدہ ... امتحان مقررہ قانون میں کامل ... رکھتے تھے ... درا ... ہے کہ عرصہ تک یہ لوگ ان کو عہدہ جو ... ملتا ... ہی پر ... دیکھا کر ... نہیں کریں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ سب ... وجہ ... اس منصب عالی شان پر ترقی ہے۔

ارنن اور لکٹ: کرنیل اور اکٹ ٹیچو سونسٹ تھے، اور دوسرے
مقامات کے علاوہ پٹنہ میں بھی ان کا لیکچر ہوا تھا۔ انھوں نے پٹنہ میں
اپنی تقریر میں کہا تھا کہ میں ہندوستان کا دوست ہوں، اور میں نے
اس کو اپنا گھر بنا لیا ہے۔"

تانتیا بھیل: "آج کل تانتیا بھیل کی شرارت نے انگریزی پولیس
کو حیران رکھا ہے۔ تانتیا بھی اور رنگ بوجھ جیسا مشہور ہے۔ تانتیا بولا
پولیس پر ہنسے گا۔ اب بھی ہندوستان کی عقل ... پیٹ پر رکھ ... ہاتھ پوسی دیا تو
میں ... چوری کا وہ اتنا مزہ ہے کہ بادشاہ پر، مگر ہماری گورنمنٹ
نے مجبوری سے ... الغرض پولیس کی دم ... کے بھروسے رکھی ہے جس
میں اکثر ذلیل لوگ ہوتے ہیں۔ جب وقت پڑتے ہیں ... غائب ہو جاتے
ہیں، چنانچہ تانتیا نے عجب ڈھنگ نکالا ہے، کبھی تو پولیس انسپکٹر
بن جاتا ہے اور کبھی سب انسپکٹر کا سانگ بناتا ہے، بہت سے اہلکار
پولیس کو [illegible] چھوڑ دیا۔ ابھی خوب [illegible] ہوا کر رہتک کے
علاقے میں [illegible] پولیس کی دم میں [illegible] باندھ دی گی۔
[illegible] مشہور [illegible] گرفتار کر دیتے تھے
[illegible] ہنگاموں سے [illegible]
[illegible] مرغوب [illegible]
[illegible] مشہور [illegible] تانتیا بھیل [illegible]
[illegible]
[illegible]

امیروں کو لوٹتا ہے؟! ایک مرتبہ ایک ہیڈ کانسٹیبل کے بارے میں اسے معلوم ہوا کہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں تانتیا کو گرفتار کرلوں گا۔ انجام کے روپیہ اس کی حجامت بناتے ہوئے اس کی تصدیق کرلی اور وہیں استرے سے ناک کاٹ لی اور یہ کہتا ہوا بھاگا کہ میں ہی تانتیا ہوں گرفتار کرو۔

از دورِ السلطنت: ۱۸۸۹ء تانتیا نے کھنڈوا کے ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دی تھی کہ میں خزانہ لوٹنے آؤں گا (یہ ذکر نہیں کہ پھر کیا ہوا)

جمال الدین افغانی: ۱۸۸۹ء ۱۸۸۱ء میں ہم نے اخبار عروۃ الوثقیٰ پر ریویو لکھتے وقت شیخ۔۔ کا کچھ تذکرہ کیا تھا۔ مگر وہ صرف قیاسی تھا۔ اسی زمانے میں صاحب ایڈیٹر کوہ نور نے ان کی نسبت لکھا اور ذاتی تعارف کا ذکر بھی کیا جو۔۔حیدرآباد دکن میں ایک معقول عرصے تک ان کو حاصل رہا۔ اب پال مال گزٹ کے کارسپانڈنٹ نے پیرس سے ان کا کچھ حال لکھا ہے جس کا ترجمہ ہم سول سے ہدیہ قارئین کرتے ہیں: شیخ جمال الدین حسینی الافغانی جو آج کل پیرس میں ہیں ۱۸۳۴ء میں۔۔ دہلی کے درمیان ایک معزز خاندان سادات میں متولد ہوئے۔ سال (۔۔ کے بعد ہندسہ غائب) کی عمر میں انہوں نے عربی زبان کی تحصیل شروع کی اور علم فقہ و اخلاق، فلسفہ وغیرہ میں کمال مہارت پیدا کی۔ جب ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کا مفسدہ ہو چکا، تو شیخ نے ہندوستان میں، اگرچہ اس کے ہر ایک حصے کی سیر کی ہو، نہ ان مکہ معظمہ کو حج کو گئے اور وہاں سے براہ بغداد، دو فرس اپنے وطن افغانستان کو واپس آئے یہاں اس وقت۔۔شیر علی خان۔۔اور۔۔عبدالرحمٰن خان۔۔کے درمیان لڑائی جھگڑا ہو رہا تھا۔ شیخ نے۔۔ عبدالرحمٰن خان، کی طرف داری کی عبدالرحمٰن

خاں کو شکست ملی تو شیخ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا۔۔ اس کے علم و فضل کا شہرہ پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔ علمائے قسطنطنیہ نے اس کو بڑی عزت و تعظیم سے قبول کیا اور کوشش کرکے اس کو قسطنطنیہ کے محکمۂ تعلیم کی جماعت منتظمہ کا ممبر مقرر کرا دیا۔ کچھ عرصے کی سکونت کے بعد شیخ کو سلطنت ترکی کی بدنظمی و بے انتظامی کا حال معلوم ہو گیا۔ انھوں نے ترکی کے خلاف مضامین لکھنے اور وعظ کہنے شروع کر دیے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کو حدود سلطنت عثمانیہ سے ۱۸۷۱ء میں بدر کر دیا گیا۔ اس کے بعد یہ مصر گئے۔ وہاں مصر اور سوڈان کے بڑے بڑے علما ان کے شاگرد ہوئے۔ ان شاگردوں میں ایک۔۔ نامی گرامی شاگرد شیخ محمد احمد تھے جو بعد کو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ نے قاہرہ میں اسمٰعیل پاشا کے برخلاف حملے کرنے شروع کیے اور اس کو۔۔ اسلام اور مصر کا ویران کرنے والا قرار دیا۔ شیخ نے اسمٰعیل پاشا کی معزولی میں سخت کوشش کی تھی، جب توفیق پاشا خدیو حال تخت نشین ہوئے تو ان کے برخلاف بھی شیخ نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور بیان کیا کہ یہ۔۔ عیسائی سلطنتوں۔۔ کے ہاتھ کا تیر ہے۔۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۷۹ء میں۔۔ مصر کی حدود سے بدر کر دیا گیا اور ان کا کل اسباب ضبط کیا گیا۔ اس کے بعد شیخ ہندوستان میں آئے اور یہاں تین سال اقامت کرکے پھر پیرس کو گئے۔ اب دو سال سے پیرس میں مقیم ہیں۔ شیخ اوقات کے بنا پر [illegible] مصباح [illegible] کی ملاقات کرتے ہیں۔ بعد اس کے انگریزی و فرنسیسی اخباروں کا مطالعہ کرتے ہیں اور تحقیق مضامین کے رسالے دیکھتے ہیں۔ یہ [illegible] ہیں۔ ایک رسالہ عروۃ الوثقی

جاری کیا تھا۔ روس و انگلستان کی نسبت ان کی قطعی رائے ہے کہ اگر یہ جنگ ہوئی تو۔ اس کو سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اس معاملہ میں جس قدر دیر ہوگی اسی قدر روس کو فائدہ ہے۔ مہدی کی نسبت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ جبوتی کی نسل نہایت ذہین ہے اور علوم فقہ فلسفہ اور اخلاق وغیرہ میں مہارت تام رکھتا ہے۔ مذہب اسلام کی تاریخ میں وہ مستند استاد خیال کیا جاتا ہے۔ عروۃ الوثقیٰ کے بہت تھوڑے پرچے ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ اس سے ان کے اعلیٰ درجے کی فضیلت کا اندازہ ہو سکتا ہے معلومات کے نہایت وسیع ہیں، علی الخصوص اسلام کی حمایت میں ان کے مضامین نہایت۔۔ پرزور ہوتے ہیں۔ شیخ۔۔ بڑا اولوالعزم آدمی ہے' ترکی اور مصر کی رعایا کی نسبت ان کی خدمتیں قابل تحسین ہیں۔ ترکی کی نسبت ان کی رائے ہے کہ یہ سلطنت جمہوری ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ سلطان اہل حل و عقد کی رائے سے منتخب ہو۔ مصر کی نسبت ان کا خیال ہے کہ یورپین سلطنتیں اس میں مداخلت نہ کریں' (پنجابی لاہور سے ماخوذ)

مرزا داغ: ۲۵ "یہ مشہور و معروف شاعر آج کل نہایت علیل ہیں۔ ان کی پشت پر ایک پھوڑا نکلا ہے۔۔ شگاف ہوا قریب ایک سیر کے مواد نکلا۔ بعدہ چند مسہل ہوئے۔۔ نواب رامپور کی جانب سے معالجے کے لیے نہایت تاکید ہے۔ خدا حضرت داغ کو صحت بخشے۔۔ ان کے سبب سے اردو کی شاعری کو زیادہ عروج ہو رہا ہے' اردو نور

رام پال سنگھ: ۳ ' راجہ رام پال سنگھ تعلقدار رام پور اودھ جو کہ پہلے انگلستان میں مقیم تھے اور ایک اخبار کبھی ہندوستان نکالا تھا' اب

انگلینڈ سے۔۔ مدراس میں ٹیپو صاحب پہنچے۔۔ وہاں سے وطن جائیں گے"[۲۲]

سٹی وائے: "بٹلر" سٹی وائے بھی اتفاق سے اسی وقت مر گیا جب کرنل برڈل نے وفات پائی (ڈل ہرادو قند ۱۸۸۴ء[۲۳]) افریقہ کی ایک وحشی قوم کا بادشاہ تھا لڑائی میں انگریزی فوج پر فتح پائی۔ اور آخر کار نہایت حیرت انگیز عجلت سے قید ہو گیا اور پھر اسی حیرت انگیز عجلت سے لندن میں ایک شریف عورت کا محبوب بنا اور پھر فوراً ہی بادشاہ بن کر شان و شوکت کے ساتھ اپنے ملک میں واپس آیا"

سلطان نواز جنگ: "سلطان نواز جنگ جن کے لیے ایک مہینے کے عرصے میں حیدرآباد سے پچاس میل کے فاصلے سے نکل جانے کا حکم ہوا ہے ریاست پچاس ساٹھ لاکھ روپے کے اوسط میں ان کی قرض دار ہے علاوہ اس کے اور بھی متفرق لوگوں پر قریب چالیس لاکھ کے ان کا بقایا ہے۔ درباری۔۔ بالفعل ایک کمیشن مقرر کی ہے۔ کہ قرضے کی تحقیقات کی جائے سنا ہے کہ گورنمنٹ نظام۔۔ باون لاکھ قرضہ باقی کر دے گی تو وہ۔۔ اپنے خاص وطن میں جو بحر احمر پر ہے چلے جائیں گے "زمزم" میں ہے کہ گورنمنٹ نظام ۷۵ لاکھ کی مقروض ہے اور دس کروڑ کے قریب ان کا شہر میں پھیلا ہوا ہے")

سید احمد خاں: ۲۸ نومبر کے اسٹیٹسمین میں کرنل گراہم نے سید احمد خاں کے حالات زندگی پر جو کتاب لکھی تھی اس کا تبصرہ چھپا تھا۔ کرانکل نے اس کے بعض حصوں کا ترجمہ بھی دیا تھا: "جس مسرت و دلچسپی کے ساتھ ہم نے کرنل گراہم کی کو، ان متعلقہ سوانح عمری و تصانیف قابل تعظیم

وزیر سلطنت۔ یہ ہے اس کا اظہار کرنا بجائے اس کے کہ مبالغہ آمیز زبان کے ستون کا شبہ ہو مشکل ہے۔۔ کوئی کام جو ایک انگلش مین ہندوستان میں کر سکتا ہے اس سے زیادہ قیمتی نہیں جو کرنل۔۔ نے کیا ہے یعنی ایک ہندوستانی کی صحیح و زندہ تصویر عوام انگلستان کی نظروں کے سامنے رکھنا۔" سید صاحب کی زندگی کے ابتدائی حالات جو اس میں ہیں کم لوگوں کو معلوم ہیں۔ غدر کے صحیح حالات کا ہندوستانی نقطہ نظر سے لکھنا تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا فرض ہے کہ "تاریخی صداقت کا پلہ برابر ہو جائے" (کرنل کی کتاب میں اسباب بغاوت ہند مصنفہ سید احمد خاں کے بہت سے مطالب کا خلاصہ دیا ہے۔ اسٹینسبیں نے اس میں سے کچھ نقل کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے) "لیکن اینگلو انڈین کی حالت کبھی بدلنے والی نہیں ۱۸۵۷ء میں جیسا کہ ۱۸۵۸ء ان ۔۔ کا یہی اصول توضیع قوانین میں ہے کہ حکام۔۔ کی ایجاد کی ہوئی باتیں فطرت انسانی سے بھی زیادہ پر امن راہ نما ہیں اور یہ لوگ اس خیال کو کہ قوانین جو اپنے سے پیدا ہوں ان واقعات اور ان لوگوں کے عادات کے جن کے لیے وہ بنائے جائیں مطابق ہونا ضروری ہے اپنی شان کے خلاف سمجھ کر رد کر دیتے ہیں" تبصرے میں سید نے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کو مقبول بنانے کے لیے جو کوشش کی تھی اس کی طرف بھی اشارہ ہے' اور آخر میں ہندوستان کے زرعی نظام کے متعلق سید صاحب کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "ہمارے کی بڑی بھاری آخری کوشش اب یہ ہونے والی ہے کہ جو باتیں ان اضلاع میں ۱۸۵۹ء کے قوانین کی رو سے عموماً محفوظ رکھی گئی تھیں وہ کل جماعت کے اختلاف پر بھی معدوم کر دی

بہ ہیں جو لوگ اس حماقت میں گرفتار ہیں۔ وہ ایسے ہی اندھے ہیں جیسے
ان کے معتقدین تھے، اور اس وقت سے ۵ یا ۱۰ سال بعد طوفان آپہنچے گا"

سید حسین بلگرامی: ۱۸۷۳ء مولوی سید حسین مخاطب بہ علی یار خان بہادر معتمن جنگ، پرائیوٹ سکریٹری نظام پٹنہ میں دورہ پر نواب سید احمد علی خان بہادر کے مہمان رہے۔

سید علی شوستری: ۱۸۸۲ء مولوی سید زین الدین حسین خان بہادر مرحوم کے صاحبزادے۔ بیس سال سے زیادہ انگلستان میں رہ کر بہت سے علوم و فنون حاصل کیے۔ علم نباتات کے بڑے ماہر ہیں۔ اب یہ حیدرآباد دکن میں کمشنر ہیں۔ نواب حیدر یار جنگ نے ان کو انگلستان روانہ فرمایا تھا۔ ہمارے پٹنہ کو ممدوح نے اس سے رونق بخشی کہ اپنے والد بزرگوار کی برسی کر دیں۔ اپنے بھتیجے کو ہمراہ لے کر آج حیدرآباد روانہ ہوئے۔ کالج کے طلبہ نے اپنی ینگ مینس ایسوسی ایشن کی طرف سے جو کہ تھا اور وہاں ایڈریس بھی دیا گیا۔ موصوف نے بھی بہت ہی پاکیزہ انگریزی میں اس ایڈریس کے جواب میں اور نیز تہذیب مغربی پر جو اس روز مقررہ بحث تھا، تقریر فرمائی۔ مستقل ارادہ ہے کہ اس سال سنسکرت میں ایم اے اور قانون میں بی ایل کا امتحان دیں۔"

ڈاکٹر شاہ: ۱۹۰۲ء میں ڈاکٹر شاہ سول سرجن پٹنہ کی مرگ ناگہانی کی خبر ہے

حافظ عبدالکریم: ۱۹۰۳ء میں حافظ عبدالکریم کے متعلق مرقوم ہے کہ پہلے موجی پور ضلع پٹنہ (کلاں) میں منصف تھے، پھر صدر اعلیٰ ہو کر حیدرآباد گئے۔ بعد ازاں حیدرآباد چلے گئے اور وہاں وفات کے وقت ۱۹۰۳ء روز دوشنبہ اپیل

کے حاکم اعلیٰ یعنی "چیف جسٹس" تھے۔

محمد عبید اللہ: [illegible] مولوی محمد عبید اللہ ڈھاکہ کے بڑے لائق و فائق عالم و فاضل مصنف مفتاح الادب وغیرہ کتب درسیہ عربی کی وفات۔

غلام حیدر خاں: [illegible] غلام حیدر خاں نے پریسیڈنسی کالج سے انگریزی میں ایم اے پاس کیا۔ بی اے کے بعد قاضی رضا حسین انھیں چالیس روپے ماہوار وظیفہ دیا کرتے تھے (یہ بعد کو گیا کے سربرآوردہ وکیلوں میں ہوئے)

ڈاکٹر فرنچ: [illegible] میں ہے کہ چند ماہ قبل ڈاکٹر فرنچ سول سرجن پٹنہ بہت دنوں تک بیمار رہنے کے بعد انتقال کر گئے تھے۔

پروفیسر فوسٹ: [illegible] "پروفیسر فوسٹ کی وفات نے، جو ہندوستان کا سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور انگلینڈ میں قانون سیاست مدن کا سب سے بڑھ کر عالم اور زمانہ حال کے مدبروں میں سب سے برآوردہ تھا، انگلینڈ اور ہندوستان کو کچھ کم رنج میں نہیں ڈالا۔" اس ہند کے جانب دار مجر نے ہندوستان کی جو خدمت پارلیمنٹ میں انجام دی تھی اس کی عزت مجلاً اشارہ) پہلے یہ ملکہ وکٹوریا کی خدمت میں پیش ہوئے تو اپنا ہاتھ بڑھا دیا، ملکہ نے خوشی سے ہاتھ ملایا، ان کی بی بی نے بتایا کہ یہ غلطی ہوئی اور پرنس آف ویلس کی وساطت سے اس کی تشریح کی گئی۔ ملکہ نے پیام بھیجا کہ آپ سے ہاتھ ملانا میں بڑی عزت سمجھتی ہوں

مرزا قادر بیگ: [illegible] مرزا قادر بیگ نے جو حیدرآباد کے بڑے تعلقدار اور لائقوں میں شمار کیے جاتے تھے قضا کی یہ "مولوی مہدی علی... نظام کے سکریٹری کے سالے تھے۔

گوپال راؤ: "یہ سرکاری ملازم تھے، مگر غالباً برطرف ہوئے۔ ان کے مقدمے کا ذکر اخبار میں آیا ہے (غالباً ۱۸۶۶ء سے پہلے) ان کا ارادہ ۱۸۶۶ء سے غریب طالب العلموں کے لیے بکی پوری بورڈنگ ہاؤس قائم کرنے کا ہے۔ جو کچھ یہ امرا سے وصول کرتے ہیں اسے نادار غربا کو دیتے ہیں (کراچی کل یہ ان کی طرف سے اشتہار شائع ہوا کرتا ہے کہ کوئی کلکتہ یا انگلستان سے کچھ منگوانا چاہے تو وہ کمیشن ایجنٹ کے طور پر منگوا دے سکتے ہیں)

سید محمد حسین لطیف: "مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع گیا نے مضمون ذیل بھیجا ہے... اردو کی زینت جیسی.. انیس.. کی زبان سے ہوئی احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے.. بالفعل القوات.. سے سید محمد حسین صاحب لطیف.. از ارشد تلامذہ.. انیس صاحب گنج میں وارد ہوئے۔ ایک مجلس میں ایسا کلام کچھ ایسا پڑھا کہ سبحان اللہ۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کچھ ایسے الفاظ فرمائے جس کی . میر صاحب.. کو خبر ہوئی اس لیے انھوں نے... دوسرے روز میں گویا فی البدیہہ ایک مرثیہ... کا تصنیف فرما کر پڑھا اور بعدہ غریب خانے پر تشریف لائے اور مجھ سے مصر ہوئے کہ کوئی روایت ایسی تھی کہ جس کو کبھی تو نے منظوم نہ سنی ہو لکھ دے کہ میں نظم کروں۔ ہر چند میں نے.. انکار کیا لیکن موصوف.. نے نہ مانا بہ درجۂ مجبوری میں نے خلاصۃ المصائب کی روایت شہادت ذبیح.. جس میں.. مضامین بہت کی گنجائش نہیں تھی عرض کی.. موصوف.. نے چار دن کے عرصے تک میرے غریب خانے پر گویا میرے سامنے پوری روایت کو نظم فرمایا۔ دو چار روز میں موصوف ایسا

عظیم آباد تشریف لے جا رہے ہیں.. شائقین کلام سن لیں .. ۱۸۷۶ء

حاجی مرزا انشتری: ۱۸۷۶ء اس ایرانی شاعر کو شاہ ایران نے حسام الشعرا کا خطاب دیا ہے۔

سر ولیم میور: ۱۸۷۵ء - وفات بہ عمر ۸۶ سال۔

۱۸۹۳ء مسٹر جسٹس سید محمود: ایک برس کی رخصت لینے والے ہیں.. ان کا ارادہ ہے کہ تا اختتام رخصت اپنی کتاب محمڈن لا کا خاتمہ کر دیں"

نواب بہاول پور: ۱۸۸۵ء شحنۂ ہند دہلی کی خبر کا ذمہ دار ہے: نواب بہاول پور راول پنڈی کے دربار میں حسب دستور سرکار اونچا جامہ اور مرصع سر پیچ باندھ کر شامل ہوئے جس میں چار طرف لاکھوں روپے کے سونے کے زیور مرصع بہ جواہر لگے تھے۔ امیر کابل نے ان کا زرق برق دیکھ کر ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ انچارج افسر نواب.. کو امیر کے ڈیرے میں لے گیا۔ نواب.. کا چہرہ زرد ہو گیا ہوائیاں اڑنے لگیں.. امیر نے کہا السلام علیکم جواب ندارد۔ امیر نے کہا بسیار خوش جواب میں خاموش۔ امیر نے کہا حالت انتظام مملکت شما چیست جواب میں خاموش۔ امیر نے کہا نواب! چہ گونہ وجہ حال داری؟ ترا چہ شد؟ جواب میں وہی سکوت.. پھر تو امیر جھلا گئے اور بہ آواز بلند اس قسم کے الفاظ کہے کہ ایں بیچارہ را نگاہ باید کرد تا بالطفلاں یا زناں بازی و ملاعبت نماید یا بجوئے وچوگان مشغول شود.."

نواب مرشد آباد: ۱۸۹۴ء دار السلطنت سے منقول ہے کہ ناظم بنگالہ حال (نواب مرشد آباد) اپنی سوتیلی بہن وحید النساء سے جس کی عمر ۱۰ سال کی

ہے مجروح کرنا چاہتے ہیں اور اس کی یورپی ماں نے اس کے روکنے کیلیے
انگلستان میں مقدمہ دائر کیا ہے۔ نواب سابق کے بارے میں لکھا ہے ان کی
"۷۰ اولادیں تھیں۔"

ڈاکٹر ہیوگو: ۲۴/۲ "معلوم ہوا ہے کہ مشہور شاعر ڈاکٹر ہیوگو دو لاکھ پونڈ
کی بیداد چھوڑ کر مرے کہ جس میں وہ بہت سا غربا کو دے گئے"

شاہ محمد یحییٰ ابجی: ۱۲/۵ "شاہ محمد یحییٰ۔ کامل تاریخ گو۔ صوفی بجودہ نقشبندی
درویش متوکل۔ صاحب علم و فضل شاد کی اہلی (یہ قدیم شہر پٹنہ کو ایک محدث تھے)
میں تشریف رکھتے تھے، دو شنبہ گذشتہ کو ۱۰ ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ مرض
فصلی میں مبتلا ہوئے اور دو پہر کے عرصے میں قضا کی:"

صاف کہہ دو یہ مصرع موزوں — آہ یحییٰ نے کی قضا ؛ اے سرد

۱۳۰۲ھ۔ راقم شیخ محمد علی شمشاد تلمیذ جناب شاد ۶ ستمبر ۱۸۸۵ء"

(۸) متفرقات

اس باب میں کچھ باتیں ایسی بھی درج ہوگئی ہیں جو
دوسرے ابواب میں شامل ہو سکتی تھیں:

۹/۲ "مقام یوسا میں ۷۰ سالہ مسلمان عورت نے ۱۱ سالہ بچے سے شادی کی"

۱/۵ "وائنا کے کتب خانے میں ایک عربی نسخہ تین ہزار برس کا لکھا ہوا موجود ہے
یہ کتاب حضرت عیسیٰ کے ۱۰۵۸ برس پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کا نام الف لے ہے
جس میں علم فلاحت کا بیان ہے" (یہ کسی طرح صحیح نہیں)

۹/۱ "پونا کے اسکول میں نو سو طلبہ پڑھتے ہیں جن کا سن ۱۴ اور ۱۸ کے
وسط میں ہے، اس میں سے ۴۰۰ کی شادی ہو چکی ہے"

۲۲/۲ "کوئی شاعر تعزیرات ہند کو نظم کر رہے ہیں۔"

۲۴/۱ "ہندوستان سے جاتے وقت لارڈ رپن مہاراجہ ہلکر سے مشرقی طور پر بغل گیر ہوئے"

۲۶/۲ "انگلستان میں ہندوستانی طالب علموں کی تعداد مجموعی ۲۰۰ ہے"

۵/۲ "ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت کے پیٹ سے تین برس میں مردہ لڑکا ہوا ہے جس کے پاؤں گردن میں لپٹ کر جسم خشک ہو گیا تھا"

۱۵/۵ "بمبئی میں ایک مسلمان حاجی کو غلام خریدنے کے سبب ۴ سال کی قید ہوئی"

۲۹/۹ "آشام کی آخری شہزادی اور حکام کی زبردستی" (اس کا نتیجہ موت تفاصیل درج ہیں)

۱۱/۱ "امرتا بازار پتریکا کا بیان ہے کہ بنارس کے مجسٹریٹ نے ایک پردہ نشین شریف عورت کو اس جرم میں جیل خانے بھیج دیا کہ اس کے مختار اور کارندوں نے کچھ جعل یا دروغ بیانی اس کے مقدمے میں اس کی جانب سے کی تھی"

۱/۴ "میرے کلیپٹو منیا کا ترجمہ دزدی خو یہ تجویز کیا ہے"

۱/۶ "ولایت کو جو پارسی تھیٹر کمپنی گئی ہے اس میں ۲۴ تماشا گر ہیں"

۵/۱۰ "ایک تصویر قیمتی ۶ روپے اور کچھ جائداد کے لئے جس کی قیمت کچھ زیادہ نہیں فریقین نے دو لاکھ ... سے زیادہ صرف کیے"

۱/۱۲ "ایک ہندو نے اپنی بی بی کو مہر پور اودے پور میں نو پیسے پر نیلام کیا"

۱۱/۱۲ بارہ بنکی کے ایک برہمن صاحب نے اپنی بی بی کو نکال دیا اور ساٹھ سالی سے جو تھی شادی کر لی۔ ایک دن برہمن باہر گیا ہوا تھا کہ عورت نے اپنے آشنا کو بلایا لیکن قبل اس کے کہ کوئی فعل سرزد ہو یہ برہمن لوٹ آیا

اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو دیکھ کر۔ تلوار سے عورت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ مقدمہ عدالت تک پہنچا 'عورت کے آشنا نے ۵ گواہ اپنی بریت کے پیش کیے مگر عدالت سے اس کو حبس دوام کی سزا ہوئی اور خاوند کو دس سال کی سزا کہ اس نے عورت کو مارے جانے سے پہلے [illegible] دی تھی" (اس خبر میں کچھ غلطی ہے)

۱/۲ "کنور سرنام سنگھ اہلووالیہ (کے۔ڈی) کو دربار سرکاری میں پرائیوٹ انٹرسٹ کا اعزاز ملا ہے (؟)

۹/۷ انڈین لٹریری ایسوسی ایشن لاہور کا قیام سکریٹری ایڈیٹر بہادر مولوی شمس الدین سالک "زمیندار" سابق اڈیٹر/

۹/۱۱ نیر اعظم مراد آباد سے منقول ہے کہ جامع مسجد دہلی کی مرمت کا چندا ہو رہا ہے۔ شرکت کی درخواست جب مرزا داغ کے ذریعے نواب رامپور کے پاس گئی تو انھوں نے کل رقم مرمت ایک لاکھ ۲۰ ہزار خود ادا کرنی منظور کی

۱۴/۱۱ سلطان المعظم نے اس سال جو پوشش کعبے کے لیے بھیجی ہے اس کے بنوانے کا خرچ ایک لاکھ ۵ ہزار روپے ہے اور خدیو نے جو بھیجی ہے وہ ایک لاکھ ۲ ہزار روپے کی ہے۔

۲۳/۱۲ "لکھنؤ کی نمائش گاہ میں جس دن پردہ نشین عورتیں سیر کرنے آئی تھیں اس کی کیفیت ایک لیڈی نامہ نگار نے لکھی ہے کہ تمام دیسی عورتیں بڑے ٹھاٹھ اور تزک سے آئی تھیں۔ زرق برق پوشاکیں پہنے زیور سے لدی۔ لیڈی ڈفرن بھی موجود تھیں ان کو دیکھ کر عورتوں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ جب معلوم ہوا بہت متعجب ہو کر کہنے لگیں۔ غالباً ان کی سادگی

بہ حیرت ہوئی"

۱۸۷۲ء مدراس کی عدالت مدالت خفیفہ میں ایک نالش دائر ہوئی مدعی نے ۵۰ روپے کا دعویٰ کیا۔ مدعا علیہ نے جواب دہی کی کہ صرف دس یا بیس روپے تھے۔ یہ طے نہ ہو سکا کہ دراصل کس قدر رقم ہے اس لیے قرعہ سے اس کا فیصلہ ہوا۔ کاغذ کے ۳ ٹکڑوں پر تینوں ہندسے لکھے گئے اور یہ خلط ملط کر دیے گئے۔ مدعی سے کہا گیا کہ ان میں سے ایک اٹھالے۔ اتفاق سے اسے وہ ٹکڑا ملا جس پر ۵۰ لکھا تھا

۱۸۹۴ء مدراس میں ایک بار کے سزا یافتہ چور کو جو آخری مرتبہ دریائے شور سے ۔ برسوں کی بعد جیل کر آیا تھا دوبارہ چوری کرنے کی عدالت میں عبور دریائے شور حبس دوام کی سزا دی ہے۔

۱۸۹۵ء ۔ جناب عام ۔ اس اخبار کو ایک نامہ نگار نے لکھا تھا کہ ایک بھولے بھالے آدمی کی رائے ہے کہ جنگ میں وہ بہادر بھیجے جائیں جنہیں رائے بہادر اور خان بہادر کا خطاب ملا ہے ۔ آپ کیا کہتے ہیں ؟ اڈیٹر کا جواب: " اگر ایک دفعہ بھی سرکار دولت مدار اپنے بہادروں کو جنگ میں بھیجنے کا منشا ظاہر کرے تو پھر سوچ سمجھ کوئی بڑے ذی لوگ اس خطاب کو خریں سلامتی بیچ لیا ہوتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کو پھر خوش آمدی کہاں سے نصیب ہو اور اس لیے ہماری سرکار کیوں ایسا کرنے لگی ہے "

۱۸۹۵ء بمبئی کی طرف ۔۔۔ کے طور پر انگریزوں اور ہندوستانیوں کے باہم جھگڑوں کا تماشا نظر آ جاتا ہے کہ جس پر پایونیر معترض تھا

مسٹر رام نرائن جو عارضی طور پر لاہور ہائی کورٹ کے جج ہوئے

زبان کے مستقل ہو جانے کی امید ہے۔ بنگالی وکیل و بیرسٹر اس تقرر سے
بہت ناراض ہیں)۔

۱۹ شیرانی بادھو راؤ کو آج کل عورتوں کے سنگار کی بہت فکر ہے۔ آپ
کہتے ہیں کہ مستی لگانا جرم ہے کیونکہ یہ موتیوں کے سبب دانت سیاہ کرتا ہے
نیز کمربند کے بجائے کاسٹازونا چاہیے۔ سخت گرمی یا پولیس کی کنگھی نہ کرنا
چاہیے۔ گھونگھر والے بال رکھنے چاہئیں۔"

۲۰ نواب عبداللہ خاں ساکن بجنور کے مکان میں ۲۵ روز کامل ہوئے
کہ اینٹ پتھر بہت زیادہ گر رہے ہیں اور دوسرے عجیب و غریب واقعات
بھی ہو رہے ہیں (تفصیل درج)۔ راقم خبر کہتا ہے کہ اس کی تصدیق مالک
مکان اور متعدد اشخاص سے ہوئی اور ایک بار سنگ باری میرے سامنے
ہوئی ہزاروں اینٹ پتھر کا ڈھیر میں نے خود دیکھا از کوہلور

۲۱ "کراچی سے اس سال کی ماہ ششماہی میں ایک کروڑ ۰۰ کا مال باہر
سے آیا اور دو کروڑ ۰۰ کا گیا"

۲۲ ایک شخص نے اپنے مخالف پر قتل کا الزام لگانے کے لیے
اپنے بیٹے کو مار ڈالا تھا۔ اس کا مقدمہ مدراس ہائی کورٹ میں تھا
دیکھیں کہ نتیجہ کیا ہوا

۲۳ "حبیب یونیورسٹی کے سالانہ جلسے میں لفٹننٹ گورنر نے
بالکل اردو میں سپیچ دی"

۲۴ مسلم لوگ کے عملی اوقات سے متعلق تحقیقات کے لئے لفٹننٹ
گورنر بنگال نے ایک کمیشن زیر صدارت بی سی پال مقرر کیا تھا ارکان

نواب عبداللطیف، نواب محمد علی خاں، مسٹر امیر علی، مسٹر ڈونلن ـ

۴/۱ میڈم بلوٹسکی ہند میں آگر بدمعاش پادریوں پر نالش کریں گی"

۱۵/۲ "مسٹر اولسٹن انڈیا آفس کی شاخ مال کے ملازم.. فارسی ڈکشنری بنا رہے ہیں.. جو.. موجودہ لغتوں سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ انھوں نے بہت سی فارسی کتابیں بنائی ہیں"

۱/۱۱ "میونسپلٹی بنارس نے اردو ہندی کی دونوں عرضیاں لینی منظور کیں"

۹/۱۱ "انگریزی اخبار خصوصاً پانیر کشمیر پر ہاتھ پھیلا رہے ہیں" ۲۳/۱۱ "کشمیر میں رزیڈنٹ کے تقرر سے عام گھبراہٹ ہے"

۲۶/۱۱ "پنجاب کے ایک ڈپٹی کمشنر کا قول ہے کہ انگریزوں کو فرنگی کہنا ہتک کرنا ہے"

۲۳/۱۱ "انڈین ڈیلی نیوز مسلمانان ہندوستان کو مبارکباد دیتا ہے کہ میر محمد حسین ممالک مغرب و شمال کے حیذ تجارت دکشتکاری کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر مقرر کیے گئے.. اور نصیحت کرتا ہے کہ.. وہ اپنے تئیں محمد ڈاے جلیل کے.. قابل بنائیں"

۱۵/۱۲ "مہاراج کو تیجہ رشتو میں انگریزی ناچ خوب ناچتے ہیں"

۲۶/۹ سنہ ۱۸۸۶ء میں ایک شخص مسمی لال گھوش بھی پارلیمنٹ کی رکنیت کا امیدوار تھا اور انگریزی اخباروں نے اس کے چال چلن کی برائی کی تھی، لیکن لاہور کے ٹریبیون نے لکھا تھا کہ یہ شخص اس شخص سے جو معترضین کے ذہن میں ہے مختلف ہے۔ یہ پتا نہیں کہ یہ آخر آخر تک امیدوار رہا یا نہیں۔

۱/۱۲ "ایک دیسی اخبار مدراس کا تجویز کرتا ہے کہ شاہی خاندان

انگریزی کے رکن شادیاں یہاں کے امرا سے کیا کریں اس طرح بہت جلد اتفاق قائم ہو سکتا ہے۔"

لارڈ ڈربن کا بیان ہے کہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ روس ہند کے بہت قریب آ رہا ہے، میں اسی لیے ہندوستانیوں کو دوست بنا رہا تھا۔

جنرل گورڈن کو مارنے کے قبل مہدی نے انگریزوں سے بطور فدیہ کے بارہ لاکھ فرانک مانگے تھے۔

ترکوں کو اندیشہ ہے کہ اطالوی طرابلس الغرب پر حملہ کرنے والے ہیں۔

"صاحبان یورپین نے چند جلسے کیے۔۔ عرضداشتیں بغرض ارسال ہوس لکھی ہیں کہ کیوں انہیں بھی صاحبان یورپین کے مساوی حقوق نہیں دیے جاتے۔۔ اڈیٹر کوہ نور اس پر منصفانہ بحث کرتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے آبائی حقوق کا دعویٰ کریں۔۔ لیکن یہ ضرور ہونا چاہیے کہ پہلے دوسری کشتی سے پاؤں اپنا اتار لیں یعنی یہ ان کی شان یوروپین کے ہرگز شایان نہیں کہ وہ ڈیڑھ سو روپے کی نوکری جو دیسیوں کے واسطے مخصوص ہوئی تھیں وقت پر وہ اس میں بھی حصہ بٹانے کو آ کودتے ہیں اور اس وقت اپنی آبائی یوروپینیت سے انکار کر کے دیسی بن بیٹھتے ہیں۔"

"پشاور میں افواہ مشہور ہے کہ یہاں کل سادات نے مسلمانوں سے عہد لیا ہے کہ وہ لوگ جہاد کے واسطے تیار رہیں کیونکہ ان سے اور سوڈانی مہدی سے خواب میں گفتگو ہوئی ہے۔"

اردو بہار ہیرالڈ و انڈین کرانکل

اردو [illegible] میں شائع ہوا ہے۔ اس میں
اردو بہار ہیرالڈ [illegible] کا ذکر کیا گیا ہے [illegible] جیسا کہ ہو رہے ہیں [illegible]
[illegible] ۲۶ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۹ جنوری [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible] اور آرہ میں کے اسسٹنٹ پروپرائٹر تھے۔
[illegible] کا [illegible] مرزا [illegible] حیدر
[illegible] حیدر [illegible]
[illegible] کے خبریں درج کئے جاتے ہیں۔

۸ جنوری: [illegible] جانب [illegible] الدین [illegible]
[illegible] سید احمد خاں کی تفسیر کا جواب تھا۔

۵ جنوری: [illegible]
(۲) جلسہ انجمن [illegible] زیر صدارت [illegible] حیدرآباد

کے "اہل اسلام" کو [illegible] پڑھ کر سنایا جس میں کانگریس کے مقاصد سے "لاتعلقی" اور کلکتہ کے "اہل اسلام کی کنارہ کشی پر افسوس ظاہر کیا گیا تھا [illegible] کانگریس اور اہل اسلام" ماخوذ از کوہ نور۔ مسٹر امیر علی اور نواب عبد اللطیف خاں خود کانگریس سے [illegible] رہے [illegible] اور [illegible] انڈین [illegible] ایسوسی ایشن [illegible] کی سوسائٹی نے [illegible] ملکہ [illegible] رکن ایسوسی ایشن نے [illegible] میں ایک چٹھی شائع کی ہے جس [illegible]:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسوسی ایشن [illegible] سید امیر علی نے [illegible] مشورہ نہیں لیا، اور [illegible] چٹھی [illegible] ایسوسی ایشن ذمہ دار نہیں۔ اہل اسلام [illegible] باعث شرم سمجھتے ہیں [illegible] ہندوستانی [illegible] تعلیم یافتہ [illegible]"

(۳) انڈین نیشنل کانگریس [illegible] متعلق [illegible]

[illegible]

ہیں تھے۔

۲۲ جنوری: (۱) مسٹر نور الہدیٰ، ایل ایل بی، کینٹ بیرسٹر کا اسپیڈوری سول سروس میں جہدۂ اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر تقرر ہوا۔ (۲) مسٹر ہیوم اور آنریبل سید احمد خان (یہ ایک طویل خط ہے بنام آنریبل سید احمد خان کی مخالفت کانگریس سے متعلق، اس کا ایک ٹکڑا نقل کیا جاتا ہے:) "اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ ہندو اور مسلمانوں میں عداوت اس سے بڑھ کر ہے جو انگلستان میں مختلف مذہبوں میں نظر آتی ہے ہو گی یا ہو سکے گی۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ دس میں نو ہندو مسلمانوں میں کوئی عداوت نہیں ہے، گو یہ۔۔ چھوٹا سا فرقہ۔۔ یہ ایک کوشش [illegible] کرنے کی کر رہا ہے۔۔ مجھے یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ [illegible] پارلیمنٹ میں سب ہندو ایک جانب ہوں گے اور مسلمان ایک جانب۔ میں [illegible] گورنمنٹ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ [illegible] اور نہ خیال [illegible] جہاں تک [illegible] ہندوستان میں [illegible] گورنمنٹ کا ذکر ہے۔ (۳) غضب کی دھمکی [illegible] سے تار آیا ہے کہ [illegible] گزٹ نے [illegible] اگر ترکی [illegible] دوستی پیدا کرے گی تو برٹش گورنمنٹ ان کو دھمکی دیتی ہے کہ [illegible] تو یورپ سے [illegible] جائے گا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ خبر کہاں تک [illegible] ترکی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ اس کا [illegible] روس [illegible] خیال ہو۔"

۱۵ فروری: (۱) [illegible] اخبار [illegible] گذشتہ [illegible] ہندو [illegible]

اعلیٰ سلطنت ہند کے حق میں عمل انتظام میں کیا جائے۔ اس سے مناسب مثل قیمت
رعایت دوسری نہیں ہو سکتی کہ جسے دو علاقوں کو خوف میں [illegible] کیا
جائے۔۔ دوسرا کام مناسب۔۔ یہ ہے کہ انگریزی فوج برہمنات [illegible]
اور برہمنات [illegible] کو واپس دی جائے۔ [illegible] کیفیت تھی۔ [illegible]
کے ایک عاشق [illegible] [illegible] اگر شدید
کبھی [illegible] [illegible] کو [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] پس
جس قدر مختلف [illegible] اسی قدر [illegible] (۲)
جو [illegible] [illegible]
خاں بہادر [illegible]

۲۶ فروری: (۱) [illegible] مرزا
بیگ حیدرآباد ریزیڈنٹ [illegible] کو قتل کرنے کا [illegible] ان کے مقدمہ کی
سماعت کے لیے ایک کمیشن مقرر ہوا۔

ماہنامہ ادیب پٹنہ

[illegible]

وغیرہ وغیرہ تو ممالک ایران [illegible]
[illegible]

[illegible]

لالہ دہکا ہے جوش میں یا دل
کشتہ ہوں چمن پہ ارغوانی

[illegible]

[illegible]
وہ جلتی ہو جیسے گھڑی ناسترکی
تر پانی ہو پیاسے دمبدم کی

[illegible]
[illegible]

شرمندہ ہوں میں گلوں کو پیہم
ہو جاتی ہو تازہ روح عالم

مشہور ہو میرے گل آبیاری
دیکھے کوئی رنگ سوکاری

جان دیتا ہوں تکے میں چمن میں
خوشبو گلوں سے یاسمن میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طوفان سے جلال ہوں دکھانا
موتی دانوں سے ہوں لٹانا

[illegible]

یہ بھی تیرا ہے حکم الٰہی

[illegible]

پر حق کسی قدر غلط اور مبتذل ہو گیا ہے۔ میر اور سودا نے بھی مرثیے
لکھے۔ یہ حضرات صرف شاعر کامل ہی نہیں بلکہ مرثیہ گو بھی تھے۔
ان بزرگوں نے مرثیہ گوئی [illegible] کی [illegible]
[illegible] جس کی تصدیق [illegible]
[illegible] کلام سے ہو سکتی ہے۔
[illegible] مرثیے [illegible] مخمس [illegible] مسدس [illegible]
میں کہے جاتے تھے [illegible] کسی نے [illegible]
[illegible] دلگیر [illegible]
خلیق اور ضمیر [illegible] نے اس فن کو [illegible] ترجیع بند۔
مثلث اور قطعے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] سلام [illegible] مختلف بحروں
میں لکھے جانے لگے [illegible] قطعے [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible] مسدس [illegible]
[illegible] بعض [illegible] مثنوی [illegible]
کے گئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دلگیر نے [illegible] تھے
سلام [illegible] فصیح نے سلام [illegible] تھے [illegible]
[illegible]
[illegible] فصیح [illegible]
[illegible]
[illegible] ضمیر نے [illegible]
کا بیان گھوڑے [illegible]
لکھے ہیں [illegible] کی تصدیق کرتے ہوں
[illegible] کہوں [illegible] ضمیر [illegible] کے شاگرد ہو گئے

[illegible] ضمیر کے [illegible] شاگرد تھے [illegible] خلیق
کے بڑے صاحبزادے تھے [illegible] کے جیسے اور [illegible]
[illegible] علاوہ [illegible]
[illegible] کی حالت [illegible] گھوڑے کی جست
[illegible]
[illegible] کی حقیقت [illegible] مراحل [illegible] کو
[illegible] کے ساتھ نظم فرمایا ہے اور
[illegible] کی تصویر کھینچی [illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان
میں [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بعض محققین [illegible]
[illegible] کے اعتبار سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اہل بیت [illegible] امام حسین [illegible] امام حسن [illegible]

[illegible]

اللہ رے اب دماغ تیرے | یہ نالے کیے کہ کو کو کی تجھ سے
تو کیا ہو تیری سما گیا ہے | تجھ کو کچھ خبط ہو گیا ہے
گر تجھ سے یہ نالے کرنے کی تھی | ابھی یہ کہ ابھی ہو سیدھی
تو بادِ سحر ہو یا صبا ہو | چل دور ہو یہاں سے اب ہوا ہو
مل ہوں میں اور تو ہی ہی | ایسوں کو رہا ہے تو نگاہ
ستے میں سیا … | مائل ہوں بیچ میں یہ پردہ
دونوں میں اسی نے کی منافی | بڑھتے بھی نہ دیں نہ یہ رہائی

سجاد کے ناول کا نام "پھولوں کی ڈالی" ہے اور اس کے دیباچے کا آغاز شاعر کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

چمن میں جا کے میں نے غور سے اوراقِ گل دیکھے
قیامت حسن کی تحریر تھی جن ان رسالوں میں

ناول کے صرف ۳۲ صفحے ہیں۔ اس ناول کا عنوان "ایپ یسی کا حال" ہے۔

سید … دو رشید جو ساتھ … ادیب تھا … اور اس … سجاد کے شاگرد … کا مفصل حال … نقاب … کہ کب تھے … لکھا تھا … وقت … میں … حسرت مرحوم کی دوستی میں شامل ہو کر … جاوید … میں … نے ترجمہ کیا ہے … حسن بہار … کے مشہور رسالے مخزن میں

یلدرم کے نام سے جو مضامین نکل چکے ہیں وہ آپ ہی کے قلم کا نتیجہ ہیں۔ اب ان مضامین کا مجموعہ خیالستان کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ … خلل ہے۔ ان کا ایک ناول بھی … ہے یا وہ چھپ چکا ہے۔ دوسرا … بھی ہو چکا ہے لیکن یہ مکمل شائع نہیں ہوا … ہو کر اس کا دوسرا حصہ … معتقد کی … کے پاس تھا۔ سجاد کے … شعر … جاوید میں بھی … شہرت رکھتے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ لکھے … مروت کی … وقتال جو اسسٹنٹ سکریٹری تھے اور ادیب … شاعر کے حقیقی بھتیجے تھے۔ شاعر کے سیرت نگار … نے … ذکر نہیں کیا لیکن ان کے والد … کے ترجمے میں … سجاد کا بیٹا لکھا ہے … شاعر کے حقیقی بھائی تھے۔

سنہ … سے قبل … صاحب … اور ان میں … کی مدت تک جو ذکر کی ہوگی … جہاں تک میرا علم ہے … کی ایک تحریر میں نے دیکھی تھی … اس کی بڑی تعریف کی تھی … سبب … ہو سکتا ہے۔

الپنچ ۱۹۰۲ء

الپنچ ۱۹۰۲ کے کل شمارے میری نظر سے نہیں گزرے، مگر پٹنہ جو یک جا مجلد میں کتب خانہ [illegible] دست سے ادارہ تحقیقات اردو کی نمائش کے لیے آئے تھے موجودہ شماروں میں پہلا ۴ فروری اور آخری [illegible] دسمبر کا ہے، ان میں سے بعض ناقص بھی ہیں۔

(۱)

۴ فروری [illegible] پٹنہ [illegible] کی اشاعت ہوئی [illegible] ہوگا، پہلا متن [illegible] سے معلوم ہوا [illegible] متین کی اشاعت اپنی طرف میں روک دی [illegible] نقل کیا کرتا تھا [illegible] ہے کہ پچھلے ہفتے کے حبل متین میں [illegible] گورنمنٹ [illegible] کا شکریہ ادا کیا تھا [illegible] جس میں ایک [illegible] کے [illegible] شائع ہو [illegible] لیکن [illegible] سید نظیر حسین [illegible] حیدرآباد میں [illegible] کی موت۔

۲ فروری [illegible] حسین [illegible] وقار [illegible] وزیر حمید [illegible]

[illegible] فروری [illegible] طبیب [illegible]

۱۸ فروری [illegible] حسین [illegible] قیام کو [illegible] موضع [illegible] میں [illegible] سالانہ جلسے کی [illegible]

۴ مارچ [illegible] بیتیس [illegible] حافظ [illegible] زبان [illegible] حسین [illegible] بہار [illegible] پی [illegible] ایک [illegible] کیا ہے۔

۲۲ مارچ [illegible] صوبہ بہار میں [illegible] ہندی اردو کا جھگڑا [illegible] بہار [illegible] کمشنری

کے ہندؤوں کا "ارگن" ، میں ہندی بھاشا پرچارنی سبھا لکھنؤ کا میموریل بنام لفٹننٹ گورنر بنگالہ شائع ہوا تھا۔
"اتیچ" نے سبھا کے مطالبات کی مخالفت کی تھی (۲)، "اردو ہندی کا جھگڑا" از سرفراز حسین خاں (۳)، "اردو لٹریری کمائی"۔

۲۹ مارچ "دیباچہ سنبھلتے ہندی" از سرفراز حسین خاں

۵ اپریل "ہندی زبان سے اردو خارج کی جاوے" ہیں "ہندو کے مذہبی اور اخلاقی پرچے، دھرم دیو، آریہ بندھو، آریہ سماچار، دنگ جھنکاری وغیرہ... سب اردو میں نکلتے ہیں... [illegible] کی زمین [illegible] ، رامائن، بھاگوت گیتا، گیان پرکاش، پریم ساگر وغیرہ... اردو کی بھی عجیب رنگ ہیں اور [illegible] ہے۔ [illegible]

مسلم [illegible] مسلمانوں کی [illegible]... [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] جہانگیری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مضمون [illegible] تمام [illegible] [illegible] اردو کے [illegible] اور ایک قضیہ طلب بحث [illegible] [illegible] [illegible] وقت [illegible] خاں [illegible] تھا۔ [illegible]

۲۴ مئی [illegible] قادیانی... [illegible] [illegible] قادیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیان سے معلوم ہوا کہ [illegible] تک خاص قادیان میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شمس [illegible] [illegible] [illegible] ثبوت [illegible] کے بیان [illegible] بحث۔

۷ جون "مسلمان [illegible] [illegible] ایک اخبار مسلمان [illegible] [illegible] نکالتے ہیں۔

۹ جون "خاتونوں کی تعلیم" از مس مس [illegible] [illegible] دار العلوم لکھنؤ کی [illegible] شمارہ ۵، جولائی میں [illegible] از مس مس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ [illegible] خیال ہے کہ [illegible] مضمون [illegible] [illegible] کا ہے۔

۲۸ جون [illegible] [illegible] حضرت [illegible] علیہ الرحمۃ [illegible] [illegible] [illegible] کلکتہ میں دلچسپ [illegible] از ابو الکلام محی الدین احمد آزاد دہلوی یہ مضمون [illegible] [illegible] [illegible] ہوا تھا۔

۵ جولائی "حافظ شوکت علی [illegible] کی وفات بعمر ۸۶ برس [illegible] [illegible] یادگار چھوڑے" [illegible] تلخ پوش کلکتہ میں دلچسپ مشاعرہ" از ابو الکلام محی الدین احمد آزاد دہلوی یہ مضمون بھی اس میں [illegible]

کے آزاد نمبر میں شائع ہوا ہے۔)

۹ جولائی (...) مسوری میں [illegible] حافظ نظامی علیہ الرحمۃ [illegible] سید رحیم الدین مالک منیجر ایڈیٹر [illegible]
دس بارہ برس سے عارضۂ ضیق النفس میں مبتلا تھے [illegible] اسسٹنٹ ایڈیٹر [illegible] جب [illegible] تھے [illegible]
ابو الظرف اور قلم نگار [illegible] کے نام سے نامہ نگاری کرتے تھے سید رحیم الدین [illegible]
کے وقت ۵۴ برس سے زیادہ کے نہ تھے۔ وفات ۲ جولائی [illegible] ربیع الثانی [illegible]

۲ اگست [illegible] مسوری میں [illegible] علیہ الرحمۃ۔

۱۶ اگست [illegible]

۲۳ اگست [illegible] آپ کا مضمون [illegible] اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اس لیے اب پنچ میں شائع نہیں ہو سکتا"

۲۳ اگست نیاز احمد [illegible] نے مدرسہ [illegible] کے لیے ایک لاکھ روپے کی جائداد وقف کر دی ہے۔

۳۰ اگست [illegible] برگزیدہ [illegible]
[illegible] احمد [illegible] خاں کے [illegible] اس مضمون میں [illegible] والد
بھی [illegible] مرحوم نے ندوۃ العلماء کی مخالفت کی تھی [illegible]
سے بڑی عقیدت تھی [illegible] مضمون میں [illegible] [illegible] ہیں۔

۶ ستمبر [illegible]
اپنی تحریر [illegible]
[illegible]

[illegible]   [illegible]

[illegible]

خبر موت [illegible]

مار ڈالا مجھے [illegible]   [illegible]

۱۳ ستمبر [illegible] سید [illegible] نواب [illegible] ایک [illegible]

کرنے کی ٹھانی۔ خط یہ ہے:

"جناب سید بادشاہ نواب صاحب تسلیم۔ سنا ہوں [illegible] آپ [illegible] ہو کر شعر کہنے [illegible] [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوں [illegible] کر دیں [illegible] کا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۱۹۰۰ [illegible] :

[illegible] قافیہ آغوش، بیہوش، [illegible] دھوپ

[illegible] قافیہ [illegible]

موت کا پیغام [illegible] قافیہ تسخیر، تدبیر، تحریر

[illegible] قافیہ [illegible]

[illegible] قافیہ [illegible]

[illegible] قافیہ [illegible]

[illegible]

۵ اکتوبر [illegible] [illegible] کلام آزاد [illegible] [illegible] سید بادشاہ نواب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] چاہیے"

۲۰ اکتوبر [illegible] [illegible] سید [illegible] [illegible]

۲۵ اکتوبر [illegible] [illegible] [illegible] عبدالحمید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آرہ سے جناب ہاشم، جناب [illegible] اور میاں محمد وغیرہ [illegible] سے ملاقات [illegible] اور جناب [illegible] تشریف [illegible] [illegible] [illegible]

نذیر حسن بعمر ۱۱ سال۔

[illegible]

[illegible] وہاں کے دیکھے ہیں [illegible]

آپ کی [illegible]

قدر نہیں شوق [illegible]

کو معاف [illegible]

[illegible]

[illegible] موجود تھی۔

۵ نومبر [illegible] کی کیفیت

۲۲ نومبر [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۷ دسمبر [illegible]

[illegible]

۲۱ فروری [illegible]

نعمت [illegible] تیغ گردوں قیاب　　　دل [illegible] دیدۂ آفتاب

۲۸ فروری [illegible] مثنوی موسم بہار کی ترنگ [illegible] بیت دل:

کب [illegible] ساقی پر جمال　　　[illegible] پر تکال

۲۰ مارچ [illegible] افضل حق [illegible] بیت دل:

[illegible] جنت [illegible] بست　　　[illegible] بست

۲۹ مارچ [illegible] دیدہ [illegible] حفیظ
علیم [illegible]:

[illegible]　　　گلشن [illegible]

[illegible]　　　[illegible] فصل بہار ہے

[illegible] چیت　　　[illegible] چیت

۲ اپریل [illegible] مثنوی مشرح [illegible]

۳ مئی [illegible] مراد [illegible] لکھنوی [illegible]
[illegible] خورشید لکھنوی تھے.

[illegible] دولتیق　　　[illegible] لئیق

[illegible] خورشید [illegible] شفیق　　　[illegible] حق

[illegible] خرشد　　　[illegible] خرشد

۹ مئی [illegible] دو شعر:

[illegible] فن　　　[illegible] وطن

[illegible]　　　[illegible] خشن

[illegible]

ہائے اب دین کا چراغ بجھا ۱۳۴۹

۲۰ مئی [illegible]

۲ غزلیں تمہید نثر کے ساتھ:

ہے ابر و باد و درد سے سینہ پھٹا پھٹا
بدلی ہے جب سے چشم محبت گھٹا گھٹا

ہر روز اس کو وعدۂ فردا دیا کریں
جوں کشت زیرہ رکھتے ہیں دل کو بٹا بٹا

آب حیات خضر کا [illegible] سامنے مرے
میں زندگی سے سیر ہوں سب جی گھٹا گھٹا

تیر نگاہ و تیغ دو ابروئے یار کی
[illegible] دل کو لیا ہے بٹا بٹا

شمشیر [illegible] کی [illegible]
خود شرم سے وہ جا [illegible]

[illegible]
تسکین دل کی کرتے ہیں لو ہو چٹا چٹا

[illegible]
مشتاق [illegible] کو دو [illegible] ہٹ ہٹ

کیونکر نہ [illegible] پوچھنے سے تنگ ہو
بیٹھے رقیب [illegible] اس کے سٹا سٹ

[illegible]
کیا تنگ تو نہ تھا یہ آخر [illegible]

ہنستی تھی [illegible] دیکھ [illegible] گئی
دانتوں تلے انگلی کاٹ شرم سے دبک گئی

[illegible]
چھٹ پٹ پلٹ جھپٹ کے کمر سے لپٹ گئی

سوز و گداز [illegible] زندگی [illegible]
مانند شمع سر سے پا تک بہت گھٹی

مانند اشک تو نے نظر سے گرا دیا
[illegible] آنکھوں میں تو [illegible] گئی

بس [illegible]
ہے وقت تنگ فکر بھی سو طرف بٹ گئی

جو صحبت میں [illegible]
تری خو [illegible] مجھے معلوم [illegible] نکلے

یہ وہ در ہے جسے سجدہ کریں جن و بشر [illegible]
جو تیرے آستانے میں سو چوکھٹ چوم کر نکلے

[illegible]
نفس [illegible] نکلے تو یا قیوم کر نکلے

[illegible]
چمن سے اس کے [illegible] لوگ [illegible] کر نکلے

[illegible]
اگر نہ خون [illegible] شام سے تا روم کر نکلے

[illegible] شعرا کو فرخندہ [illegible]

[illegible] ہیں

[illegible] کی تمہید ہے [illegible]

[illegible] بیت آخر۔

حق سے [illegible] کی یہی اب ہے دعا　　دولہا دولہن کو [illegible] ہو دولہا کو دولہن

[illegible] مسدس [illegible] تو صبح ہے بیاں شان سے [illegible]

۷ جون [illegible] فارسی مسدس بعنوان [illegible] تصویر مع تمہید [illegible] (معرع)

[illegible] بند میں بیت ذیل کی تضمین ہے :

[illegible] میں [illegible] باشم　　کہ [illegible] کم [illegible] باشم

[illegible]　　[illegible] ہم [illegible] تجھے کی قدر

۳ جون [illegible] مثنوی بعنوان [illegible] ۵ [illegible] ۱۹ [illegible] ۵ مارچ

[illegible] تمہید [illegible] زبردست آخر [illegible] کھینچی گیا دی

مع تمہید از [illegible] :

[illegible]　　[illegible] انجمن میں ہے

[illegible]　　[illegible] کس منہ میں ہے

[illegible]　　[illegible] چمن میں ہے

[illegible]　　[illegible] چمن میں ہے

[illegible]　　[illegible] ہے

۹ جون [illegible] مخمس [illegible] بعنوان [illegible] سلطنت کو [illegible] کمال [illegible] قطعہ از [illegible]

[illegible] ایک طرح سے [illegible] مثنوی [illegible] نام [illegible] سے نام [illegible]

[illegible] قطعہ تاریخ وفات [illegible] سید محمد حسن نعمتی [illegible] بتاریخ ۲۲ صفر [illegible]

[illegible] حسن [illegible]

۲۸ جون مثنوی از [illegible] بعنوان قدم میں [illegible] کی آمد [illegible] کی آمد [illegible]

[illegible] میں لالہ لے"

۵ جولائی [illegible] ولادت [illegible] خلف حفیظ [illegible] سید علی خاں جناب

(۲) نظم برسات [illegible] سہرا۔

۱۹ جولائی [illegible] عنوان [illegible]

قطعہ تاریخ وفات سید [illegible] الدین [illegible] داخل در جناب [illegible] (۳۲)

۹ اگست [illegible] سے گھر کی [illegible] تماشہ سونے [illegible] نہیں
مگر سید [illegible] الدین نام [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] قطعہ تاریخ [illegible] متعلق سید [illegible]

۹ اگست [illegible] قطعہ تاریخ [illegible]
[illegible] تہنیت [illegible]
[illegible] شہنشاہ
فلک [illegible] قطعہ تاریخ وفات سید [illegible]
[illegible] متعلق سید [illegible]

۳۰ اگست [illegible]

۳ ستمبر [illegible]

۷ [illegible] تمہید [illegible] کاہش فخر تلامذہ [illegible]۔
آج گیا میں گمنام رہیں مگر [illegible] دوست۔ [illegible] موجود ہیں [illegible]
ان کا کلام [illegible] کاہش کے دیوان [illegible] ضائع [illegible]
کنویں میں ڈال دیا (کذا)۔

کچھ بات [illegible] کی	تب ہم نے [illegible] بیکسی کی
[illegible]	[illegible] کی
[illegible]	[illegible] کی
پہلو میں نہیں ہے دل ہمارا	[illegible] کی
کاہش کا یہ فیض دیکھو کیفی	[illegible] کی

[illegible]

۲۵ اکتوبر [illegible]

[illegible] کا

[illegible]

چھوڑی جو اس نے زعفران و آس سے پڑوں تک [illegible]

نومبر [illegible] مثنوی فارسی [illegible] محمد لطف اللہ [illegible] حیدرآباد دکن

۱۵ نومبر [illegible] قصیدہ ندوۃ العلماء کے جلسہ امرتسر میں پڑھا گیا [illegible]

۲۲ نومبر "[illegible]" کے متعلق [illegible] منتخب [illegible]

اب ملک سخن کی آبرو ہے پٹنہ	مشہور زمانہ [illegible] ہے پٹنہ
شائق [illegible] کا [illegible]	[illegible] لکھنؤ ہے پٹنہ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] دیکھیے
[illegible]	[illegible]

(۳)

۲۹ مارچ [illegible]

[illegible]

۴ [illegible]

۱۹ جولائی [illegible] کتاب لائے گئے ہیں۔

[illegible] اگست [illegible]

۲۳ اگست [illegible]

پلیڈر آرہ اللمعان صاحب الفرقان و تبیان حسن البیع وبو محمد بن فصیح از عبدالغفور دانا پوری ریلوے مدرسہ و مشن اصلاح المسلمین سلطان گنج پٹنہ ۱۹۰۸ ۱۳۲۶ھ رسالہ پیک از سید محی الدین مدرس مشن کی کاوشوں کا تبصرہ مشمس العلما امداد امام کی کتاب کا ذکر اس کو تبصرہ از سید محب الحق،

۳۰ اگست پنچ تعطیل کرنے ... پیدل شائع ... ہندوستان افسوس چالیس برس تک القواعد دہلی کی پکار ... تبصرہ ... ہوگا۔

۲۰ ستمبر خبر ... سید ... پنچ ... ۲۰ برس سے نکل رہا ہے۔

۸ نومبر ذی ... انگریزی کا مقدمہ ... حسن خاں پٹنہ ضلع کل ... گورکھپور کی آمدنیت ... اس کا اشتہار ۱ نومبر کے اخبار میں ہے، ایک پیسہ قیمت، ایک پیسہ میں چھ سات اشتہار ... سید ریاض احمد سب جج ضلع کل ... پرنٹنگ کمپنی منیجر تقویم ... ابو محمد ... ریاست بھوپال۔

۱۵ نومبر جلد اقیم از محبوب عالم ... جغرافیہ پتا ... گھاس چارہ طبع اسبزی ترکاری طبع ... عروج طبع ... امریکی ناول کا ترجمہ۔ ان سب کا پتا امپیریل بک ڈپو بازار چاندنی چوک دہلی۔ ثالث بالخیر ترکی ناول کا ترجمہ مترجم سید سجاد حیدر ... دوست ... پتا منشی ممتاز علی و وزیر علی محلہ ... بازار ...

۲۹ نومبر خورشید عرفان دیوان ... ناول ... گورکی ... ۱۹۰۲ء بچوں کے والدین اور محافظوں کو نہایت ہی قیمتی ہدایت ... بجاز ... دہلی ...

۲۷ دسمبر ... شیکسپیر کے ... منظوم ترجمہ از ... کا کور دی محمد بیگم اور انمول موتی ... محمدی بیگم ... ممتاز علی ... ممتاز علی ... بازار دہلی

(۳)

اشتہار کتب و اخبارات ... الشرف از سید ... مہ قلم و غریب دیوان حافظ عظیم آبادی ... عبدالرحمانی حصہ اول کا ترجمہ چھپ چکا تھا، دوسرا زیر طبع ہے ... محمود حسن ... شرح ... المدینہ ... از عباس حسین ہوش لکھنوی ... کا اخبار لاہور، انتخاب لاجواب لاہور، ... مرادآباد، فتح اندلس از شرر ... جواب کی سوانح عمری از ... دار العلوم دہلی ... اخبار کتاب التعزیہ، اس میں شعرا کے لطائف بھی، سودا، میر، ... جرات، ناسخ، آتش، مومن، ذوق، غالب وغیرہ پتا: دفتر خیر خواہ عالم دہلی۔

اپنچ پٹنہ (جنوری تا جون ۱۹۰۳ء)

پنچ کے بارے میں اردو انڈین کرانیکل کے ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء میں مرقوم ہے:

"اس ہفتے میں ایک اور ظریف اخبار "پنچ" کی آمد سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ یہ [illegible] پنچ پٹنہ سے جاری ہوا ہے۔ مہتمم منشی محمد اعظم ہیں۔"

اردو انڈین کرانیکل بابت [illegible] ۱۹۰۳ء، اپنچ کے متعلق لکھتا ہے: "اس وقت تک اس کے چار پرچے شائع ہو چکے [illegible] چند تعلیم یافتہ نوجوانوں کی کوشش کا نتیجہ ہے [illegible] نہایت معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ [illegible] پرچے سے اشاعت [illegible] تک پہنچ گئی ہے۔"

شاد عظیم آبادی کا قول تھا کہ پنچ کے اجرا کی علت حالی [illegible] یہ درست ہے کہ کئی برس تک ان کے خلاف مضامین نکلتے رہے [illegible] اس وقت [illegible] صورت [illegible] چھپ چکی تھی [illegible] محمد اعظم [illegible] یہ دراصل ان کی کمی [illegible] لوگ [illegible] زمانے میں ان سے [illegible] اس سے کچھ [illegible] ارشاد میں [illegible] ہو چکی تھی [illegible] ۱۹۰۲ء [illegible] سید [illegible] جو قطعات تاریخ کہے تھے موجود ہیں۔ آج کل جو [illegible] اس کے بارے میں کچھ [illegible] نہیں مگر یہ مسلم ہے کہ جو [illegible] ان میں سب سے پہلے طویل [illegible] اپنچ [illegible] اس کے نام سے ظاہر ہے [illegible] اخبار تھا [illegible] مضمون کی وجہ [illegible] کی [illegible] اس اخبار کا [illegible] گیا تھا۔

[illegible] مضمون کا جو [illegible] تھا اور پٹنے کو [illegible] اس [illegible] کلام [illegible] ذیل [illegible] کرتے تھے

جاں نثار حضرت شاد [illegible] تاج [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خبریں اور نوٹ ہوا کرتے تھے۔

[illegible]

[illegible] انگریزی حکومت پر [illegible]

[illegible] کل دربار دہلی سے متعلق ہے۔

[illegible] کے تحت میں [illegible] [illegible] صاحب [illegible] کرتے ہیں حضرت [illegible] کلام [illegible] نہیں کرتے [illegible] کلام کو [illegible] پیش کرتے ہیں [illegible] حقیقت لکھیں گے

[illegible] آغاز غزل کا اس مطلع سے ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جناب شاہ [illegible] صاحب [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

[illegible] دہلوی اور [illegible] کی کتابوں [illegible] مطبع [illegible]

گلشن ناز صبح کھلا اور چمن (اخبار) اور زہرہ کی ناول کا ترجمہ زبیدہ بیگم حیدر کی تعریف۔

۲۸ خالق باری انگریزی از جلال الدین مراد آبادی اور ماہنامہ کاشف العلوم کا تبصرہ۔ یہ ماہنامہ محمد یعقوب بیگ دہلوی کے اہتمام سے نکلتا تھا۔ پہلے شمارے میں تعلیم نسواں کی بابت ... ترغیب و ترہیب (عبدالعلیم صمدی) مسائل ... ابو العلوم عبدالعلی) رسالہ ابہین فی الدین (غزالی) کے اردو ترجمے بعض قصص کا ترجمہ ہوگا۔ علاوہ مثنوی روم کی اردو شرح بعد از شرف علی تھانوی نکلا ہے کہ اس کا ایک مختصر حصہ ہوگا اور کچھ ادھر ادھر کی ہیں

۲۵/۴ ۔ لیجئے حضرت پر گیست لائے کلوٹ ہندوستانی قلیوں نے شکارگاہوں میں آپ سے گورے جلاد شکاریوں کی گولیوں کا نشانہ بنکر ان کو بدنام کرنے کی ٹھانی ہے۔ بنگلور میں ایک قلی سے غلطی ہوگئی کہ وہ شکار بن گیا۔ ادھر لکھنؤ میں بھی قلیوں سے ایسی ہی گستاخی ہوئی ہے۔ شکارگاہوں کے درمیان ایسا جانوں کو بیچ میں لے کر نا ہی اور تھا۔ بات ترقی کی۔ قسمت ہماری ہی برا ہے۔ ہمارے وائسرائے کیا کہتے ہیں۔ آپ سا مغرور پروردگار شاید ہی کوئی ہو۔ وائسرائے سابقین میں سے کوئی بھی ایسا مغرور نہ تھا۔ رعایائے ہند کو اپنے پیارے نائب سلطنت کی میٹھی باتوں کے سننے کا بڑا اشتیاق رہا کرتا تھا وہ ان کے وقت میں خوب ہی حاصل ہوا۔ واقعی ہندوستانیوں کے کل حقوق کا از سر نو یاد کرنا ایک وائسرائے ہی کا کام تھا جہاں گئے ایسی اسپیچ میں آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوستانیوں کے حقوق یہ ہیں اور وہ ہیں۔ یہ پیارا زمانہ کسی وقت بھی نہ بھولے گا مگر دست اتنی ہمدردی کیا کم ہے۔ ہندوستانیوں کو اس وقت کی قدر نہ ہو مگر ہاں آپ کے بعد آپ کی قدر ہوگی۔ جب کوئی زبانی ہمدرد بھی نہ ہوگا۔

۲۹/۱ سوانکھ کے اندھے خوش ہو جاؤ سنا ہے فرض کیا جائے دو آنکھیں۔ فرانس کے ایک ڈاکٹر صاحب نے آج کل کی جگہ ایسی مصنوعی آنکھیں ایجاد کی ہیں جس سے بیسو سال لوگ سوجھتا ہے ڈاکٹر صاحب کی آنکھیں تو کل کا کانوں سے بھی بڑھ کر ہیں

۳۰/۵ اکسیر علاج از ڈاکٹر ملک صفدر حسین مطبع ایچ کی تعریف۔ اس کا تعلق ہومیوپیتھک سے ہے

۲/۶ ۔ یہاں یہ معلوم ہوا انگریزی اخبار دل کی گپ شپ کر کے محصول میں تخفیف ہوگئی۔ محمود آباد کے خلف ... سعید الملک آنریبل راجہ سر ... خاں صاحب کے سی ... یف سی یونیورسٹی کی ... ربیع الاول شب ... کا جرادہ کی کتز

۲/۱۳ ۔ سیالکوٹ ... کے شہر میں ... سو جگہیں ... سفر پر سب سے ... آپ نے صرف عورتوں کو تو ... کے شہر میں بکھر ... اور ۵ مختلف ... کے محلے میں ... عورتوں کو حکم ہوا ...

ڈاکٹر نکلس صاحب فرماتے ہیں کہ پاؤں پر دن بھر میں کئی بار ٹھنڈا پانی ڈالنے سے دماغ کو تقویت ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب کو تجربے کے مطابق مسلمانوں کا بیشمار وضو بھی اس فائدے سے خالی نہیں۔ مگر کبھی چاہیے دماغ کو تقویت ہو یا روح کو یہ ہر وقت پاؤں دھونے سو جتنے بھی ہوئے ... ہے۔

شاہ کھلاڑی [illegible] بیان ہے کہ آپ کو مینڈھوں سے بڑا شوق ہے [illegible] اس وقت [illegible] آپ کے محل میں پلی ہوئی ہیں [illegible] کے لیے ایک [illegible] مقرر ہیں۔ جب شاہ کھلاڑی کہیں سوار ہوتے ہیں تو یہ [illegible] بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر [illegible] میں [illegible] کے ڈر سے [illegible] کریں یا [illegible] کریں [illegible] شوق [illegible] [illegible] کا شعر [illegible] [illegible] زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا [illegible] دے دیا۔ [illegible] جیسا کہ [illegible] حیاں دولت [illegible]

[illegible] شاہ جہاں پناہ [illegible] اس کے بعض اشعار یہ ہیں:

قدرت کی طرح مستقل [illegible] ہیں
بعد از خدا فقط ترا دنیا میں اعتبار

[illegible] سلطنت میں رعایا [illegible]
حکام والی ملک [illegible] آنے کو اختیار

حسن ملک [illegible]
موسم بہار کے فصل خزاں کو کیا [illegible]

[illegible] سلطنت [illegible]
تب سے [illegible] استقلال [illegible]

[illegible]
مشہور [illegible] ہیں [illegible]

[illegible]
چالیس سال سے [illegible]

[illegible]
[illegible] لطف و کرم کا امیدوار

[illegible] کا ایک [illegible] درج ذیل ہے:

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ہم دوستوں کے دل کو خوشی کیوں نہ [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] کرے [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] قوم کو [illegible] اعتبار
اقوام مختلف میں ہے [illegible] اتحاد

[illegible]
[illegible]

بہار

[illegible]

سرفراز سید حمیدالدین احمد۔

[illegible] خواجہ محمد شاہ [illegible] سید مہدی حسن [illegible] شاگرد شاد [illegible]

[illegible]

[illegible] بعض اشعار بہت خوب کہے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

مصرعِ ثانی کی بندش نہایت دلچسپ ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک لفظ وقار نے اس شعر کو شعر بنا دیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس قسم کی شاعری کا [illegible] ہے۔

[illegible] پہلا مضمون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صفحہ مثلاً میں، زبان خلق کے تحت ریاض الاخبار و مخزن کی رائیں ہیں۔ دونوں نے اس کی تعریف کی ہے

شمارہ ۹ میں پہلے دامن بہار کے تحت طرحی غزلیں ہیں [illegible] شاعر [illegible] محمد حسین ہیں۔ بہار کے تحت حسب ذیل [illegible] ہیں، [illegible] گلگشت نظم [illegible] حیات [illegible]

شمارہ ۱۰ میں حسب ذیل خبریں ہیں [illegible] الدین [illegible] موجودات عالم کی تلاوت [illegible] اتفاق [illegible] ہوا کرتی ہیں اور [illegible] کے [illegible] وجود۔ طلب ہوتا ہے [illegible] احمد، گلدستہ بہار [illegible] دامن بہار میں طرحی غزلیں۔

شمارہ ۱۱ بہار معصوں سید ضمیر الدین احمد سید عبد المجید [illegible] کی مدح میں شعر ہے۔

دور چرخ گردان ہر چہ دید تم در جہاں عالم
پیر من از من کرسر چشمہ لال جہار [illegible]

دامن بہار: صرف طرحی غزلیں۔

شمارہ ۱۲ دامن بہار میں طرحی غزلیں ہیں [illegible] شاعر [illegible] جوش [illegible] برکات نبوی [illegible] بہار معصوں سید ضمیر الدین احمد بے زبانوں کی صدا [illegible]

مختلف شعرا کے چند منتخب اشعار درج ذیل ہیں

۱ دل بھی کریں گرہ فدا کرنے والے
دل بلا کر لیا تجھے دعا کرنے والے

۱۴ حسین اور یہ دوا کرنے والے
جفا کرنے والے دعا کرنے والے

۱۰ کدھر اٹھ گئے بزم سے آج ساقی
ترسے دور کا بند کرنے والے

۱۹ بال بھی تم سے گلیاں کھل گئیں
عندلیبوں کی مرادیں مل گئیں

۱ عشق آدم : محو ہیں کوئی ہوس ہم ہر کہیں
بت جینے یہ تو ہرے کو مقدر کریں

۱۳ سحر ہوئی کہ ادھر یاد آئی منزل کی
کسی نے تھام لی [illegible] دل کی

[illegible] حباب کی محنت
ہوا [illegible]

۲۴ اڑتی ہوئی جو فصل خزاں کی خبر گئی
گل کی گلستان [illegible]

۲۰ آج ساقی خوش ہے وہ میخانے میں
بند مست ہوئے [illegible]

بلا کے یہ گرنے تجھ تو نے نام لیا
اس قدر جوش [illegible] دیوانے میں

۱۱ لے چلے دل جان کو لے چلے
اس کے تیر کے تو [illegible] نام ہے

[illegible] — سب سے شمع [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] عشق [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] میں

جب [illegible] ہے کشتی میں [illegible] — [illegible] میں

[illegible] ہے [illegible] کی [illegible] — [illegible] میں رنگ [illegible] میں

[illegible] کے دیباچے میں [illegible]

لسان الصدق

لسان الصدق [illegible] کے سرورق میں [illegible] رسالے کے مقررہ اوراق میں شامل نہیں [illegible] ذیل [illegible] ہیں۔

[illegible] لسان الصدق [illegible] معاشرت [illegible] اردو زبان [illegible]

[illegible] العدق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بہتر نہیں ہو سکتا [illegible] جو تھے مقصد کی مدت میں مسلمانوں کی بہتری اور ہندوؤں کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے [illegible] کسی
رسالے [illegible] نہیں نکلا۔ مذاق ہے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] معتقد [illegible] پیدا کر دیا۔
رکھوں تو تاریخ متعلق رسالہ معتقد [illegible] گلستان کا دلی [illegible] کے دار [illegible]
کی رسم [illegible] اور اس موقع پر [illegible] سے انگریزی [illegible]
جو بر [illegible] ترقی اردو کی مدد کی درخواست [illegible] تصنیف [illegible] کے وقت شبلی [illegible]
ہم [illegible] کے [illegible] حیات جاوید کے متعلق [illegible]
[illegible] مضمون نگاروں سے علمی
[illegible] معلومات کی [illegible] مل ہے اور
[illegible] رسالہ [illegible] گئی ہیں۔

شمارہ دسمبر [illegible] کانگریس کا اجلاس [illegible] مضمون میں [illegible]
[illegible] تصنیف [illegible] کتاب [illegible] شادی [illegible] مسلمان کی؟
[illegible] کا پہلو [illegible] کلکتہ کی وفات [illegible]

شمارہ [illegible] نیشنل کانگریس کے متعلق لکھا ہے۔

[illegible] ہندوؤں نے نیشنل کانگریس قائم کی تھی [illegible] سید [illegible]
[illegible] گورنمنٹ [illegible] دھوکا دینے والا ہے [illegible] قومی
[illegible] ہندوؤں کے [illegible] شریک ہیں [illegible] ہندو [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] سرسید کو مسلمانوں کا [illegible] گورنمنٹ پر
ثابت [illegible] مسلمانوں [illegible] کوئی تعلق نہیں ہے [illegible] کانگریس [illegible] ہندوؤں [illegible]
ہے [illegible] سرسید [illegible] کانگریس [illegible] قوم
[illegible] کانگریس [illegible] مضمون میں لکھتے ہیں [illegible] کانگریس [illegible] نیشنل کی تعریف
[illegible] مسلمان [illegible] کانگریس کو قومی
[illegible] ہے؟

[illegible] حالی [illegible] حیات سعدی اور [illegible] کے بعد حیات جاوید کی نسبت لکھا ہے کہ [illegible]
[illegible] انگریزی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] اعتراض [illegible]

شمارہ [illegible] ترقی اردو [illegible] حالی کی شاعری پر جو اعتراضات [illegible] محمد [illegible]
[illegible] حیات جاوید [illegible] مطلب [illegible]
[illegible] شمارہ [illegible]
[illegible] معتقد [illegible] ہماری [illegible] قوم [illegible] ستائش [illegible]

[illegible] ادارہ [illegible] اردو کی [illegible] کے [illegible] ابو [illegible] اور مدیر
[illegible] معتقد [illegible] ہیں۔

بتادیا ہے کہ اگر مشرقی کی تنقیدی نظر سے کام لیا جاتا ہے تو وہ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اس کا ثبوت بھی مل گیا۔ اور ریاض الاخبار کے فاضل ایڈیٹر بھی اس طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ وہ اصلاح کے ریاض الاخبار میں فرماتے ہیں کہ ہمارے سابق ایڈیٹر لسان اور فاضل علامہ شروانی (حسرت حسین حالی) پر ہمیں کوئی گورج کی جو حملہ ہوا ہے شاید یہ طریقہ استدلال جدید تہذیب و شائستگی کے اصول کا مسلم ہے کہ جواب دینے کے وقت جنسیلوں کی زبان استعمال کی جائے۔ ہم ایسے لوگوں کو مخاطب کرنا بھی ہم مناسب نہیں خیال کرتے۔ ہم ہے ہم۔ ایڈیٹر صاحب کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ لسان الصدق طلبہ کا جواب دینے سے معصومی اختیار کریں گے۔ دیوے مناسب ہے کہ لسان الصدق میں ان کی تنقید سے مستحق نہ ہوں۔ جسے جو ہمارے یہ کی حاجت ابھی تھی۔

اول صدیاں۔ حالی تذکرہ و تاریخ پر ایک مسبوط کتاب لکھ رہے ہیں۔ وہ تین مہینوں میں مکمل ہو جائے گی۔ شبلی میر انیس کے کلام پر مفصل ریویو لکھ رہے ہیں۔ وحید حسن عظامی۔ میر خسرو کے حالات لکھ رہے ہیں۔ عبد اللہ عمادی معارف ابن قتیبہ کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے لئے حسب ذیل کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ کارلائل کے ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ ترجمہ از عبد الغفور شہباز، ہسٹری آف چانٹ کا ترجمہ از محمد اکبر۔ نائن دستوروں کا ترجمہ از ریاض الحسن، رنج ریاض حسن ہی کا تنقیدی خیال تھا، بیکن جرمن کے ہوٹ ہلکر کا ترجمہ از عبد القادر۔ اس شمارہ میں ابو صبر کی یہ منتخب حیام کا اشتہار ہے "اردو کا دلفریب ادبی نگار" از آہ، اس مسودہ میں ممالک کے حسب ذیل اخباروں کے نام آتے ہیں۔۔ دار السلطنت، عرب، آم واسپی، الصلاح، انوشہ لیڈر و گزٹ جسٹس تنظیم، ریاض الاخبار۔

شمارۂ اپریل۔ حیات جاوید کا ریویو۔ حالی نے اردو کو جدید بائیوگرافی سے آشنا کیا۔ حیات سعدی، یادگار غالب کی تصنیف کے بعد لکھی ہے۔ حیات جاوید ان سے زیادہ قابل تعریف ہے۔ چراغ دہلی اردوئے دہلوی اور دہلی منشی کا ریویو مسئلہ لسان الصدق سے متعلق معاصرین کی رائیں۔

شمارہ مئی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اس سال کے جلسے میں مدیر لسان الصدق نے شرکت کی تھی۔ شمارہ جون و جولائی سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد بھی دو جلسے میں گئے ہوتے تھے۔

نوائے کیمبرج

تھی وہ [illegible] کیمبرج [illegible] شاعری [illegible]
ترقی [illegible] ایک [illegible]
[illegible] اکتوبر میں [illegible] تحریک کی [illegible] ایک سال کی [illegible]
[illegible] گذشتہ موسم [illegible] میں [illegible]
کی [illegible] ترتیب بندی کا [illegible]
[illegible] کیمبرج کو [illegible] کیمبرج [illegible]
[illegible] جماعت کا نام [illegible]
[illegible] مجلس [illegible] کیمبرج [illegible]
مشاعرہ [illegible]
اردو میں تقریر کرنے کی مشق ہو جائیگی۔

[illegible] کیمبرج [illegible]
[illegible]
[illegible] کیمبرج یونیورسٹی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی ضرورت نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اردو زبان ہے

[illegible]
[illegible] لیکن ہندوستان کو ایک قدرتی [illegible]
سے حاصل ہے جو یورپ کی [illegible]
کیمبرج میں اردو [illegible] خیال کا مضمون [illegible]

[illegible] اکتوبر کی شام کو [illegible]
[illegible]
[illegible] لندن سے کیمبرج [illegible]
زیادہ نہیں مگر [illegible]
[illegible]
[illegible] کیمبرج [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible]

خیال بالکل درست ہے، لیکن [illegible] حصول معرفت پر [illegible] ہے

[illegible]

[illegible] تاریخ میں [illegible] (اسلام یا مذہب) کے نام سے یاد کی جاتی ہے

ہندوستان کے بہت سے آزاد خیال اشخاص کا یہ عقیدہ ہے [illegible]

[illegible] دوبارہ زندگی اور خوشحالی [illegible]

[illegible] اس زندگی کے بعد اور زندگی [illegible]

اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔ مختلف مذاہب کے پیشواؤں نے [illegible]

قوم کی ضروریات [illegible] کے مطابق مختلف طریقے [illegible]

[illegible]

[illegible] مذہب سیکڑوں برس [illegible] ابتدائی تعلیم اور [illegible]

[illegible]

[illegible] مذہب کی جان نہیں ہوتی تاہم [illegible]

[illegible]

[illegible] ابتدائی تعلیم کے اثرات اور [illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستانیوں کی تعداد [illegible] میں [illegible]

[illegible] ہندوستان میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ہندوستانی [illegible]

[illegible] ایک ہندو [illegible]

[illegible]

[illegible] کرکے [illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] سب

[illegible] سبب سے

[illegible] ایک ایک [illegible]

[illegible] کی غزل

[illegible] ہو گیا

ہم جو سے [illegible] مسلماں ہو گیا

[illegible] حضرت یوسف کی تھی

کیا کہیں پھر کس کی خاطر چاک داماں ہو گیا

[illegible] سب کچھ [illegible]

[illegible] ہو گیا

[illegible] زخم جگر کی کوئی لذت کیا کہے

کس مزے میں شوق سے [illegible] نمکداں ہو گیا

[illegible]

خاطر [illegible] ہو گیا

[illegible]

[illegible] مسلماں ہو گیا

[illegible] ہے خیال

[illegible] کی شب [illegible] ہو گیا

[illegible]

[illegible]

کیا [illegible] آئینہ [illegible]

آئینہ نے کیا [illegible] کی بات

[illegible]

[illegible] کی بات

[illegible]

[illegible] کی بات

[illegible]

[illegible]

نوائے کیمبرج کے بارے میں قاضی صاحب کی تحریر کا عکس

وہ کیمبرج کے نام سے جب میں ہندوستان میں رہتا تھا اپریل ۱۹۲۳ء میں کیمبرج پہنچا تو اس کا شمارۂ دوم نظر سے گزرا، اور خبر ملی کہ ایک شمارہ جلد شائع ہوگا، لیکن وہ انجمن جس کی جانب سے جاری کیا تھا، اس وقت برائے نام زندہ تھی اور میرے زمانۂ اقامت انگلستان (۶ برس) میں نہ اس کا کوئی شمارہ نکلا، اور نہ انجمن کا کوئی جلسہ ہوا۔ [illegible] شمارۂ دوم، تو اس وقت پیش نظر نہیں، شمارۂ اول جو جناب [illegible] کی مہربانی سے [illegible] ہے، اور یہ مقالہ اسی پر مبنی ہے۔

شمارۂ اول لنٹ ٹرم جنوری فروری مارچ ۱۹۲۱ء کا ہے، اور دوم بھی ہے۔ رسالہ ہر ٹرم میں ایک بار نکلنا قرار پایا تھا اور اس کی ترتیب کا نام انجمن اردو کیمبرج یونیورسٹی (اسی کو [illegible] اردو سوسائٹی [illegible]) کی [illegible] انتظامیہ کام دیتی تھی۔ یہ [illegible] مطبع [illegible] لاہور میں چھپا تھا، ہندوستان میں بذریعہ "نواب نصیر حسین خاں خیال" شائع ہوتا تھا اور انگلستان میں آنریری سکریٹری اردو سوسائٹی [illegible] پوسٹ [illegible] کیمبرج کو ملتا تھا۔ سکریٹری جیون لال [illegible] تھے۔ [illegible] ص ۱ تا ۳۶ صفحہ ہوتا ہے۔

'افتتاحیہ' ص ۳ تا ۹ میں ہے، اور اڈیٹر کی طرف سے لیکن صراحتہً یہ مرقوم نہیں کہ ادارت کے فرائض کون انجام دیتا تھا۔ اقتباسات افتتاحیہ: ص ۹

طِبُ

مقدمہ معدن تجربات

پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

تحفۂ عدن مجربات

تصنیف ۱۹۵۶ء

حکیم شہ محمد کی ربانی

مرتبہ

از فقیر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

١

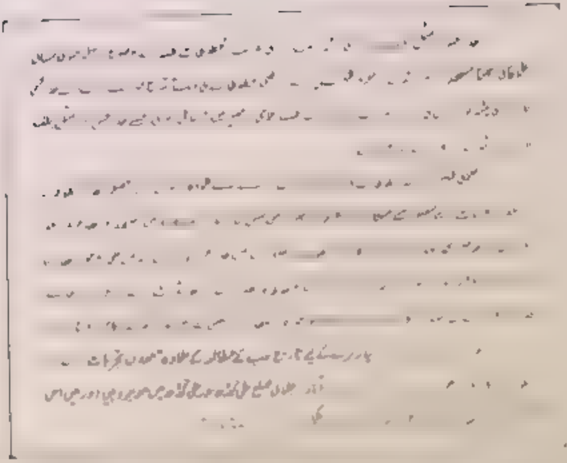

اکثر مورخین کا خیال ہے کہ قدیم مصریوں نے قدیم بابلیوں سے علم طب سیکھا تھا لندن کے عجائب خانہ میں جو اسوریہ کی ایک منقش کتاب اچھی حالت میں موجود ہے اور جو حضرت مسیحؑ سے سات سو سال پہلے لکھی ہوئی ہے وہ ایک قدیم اور مستند کتاب کی نقل ہے جسے بابلیہ کے طبی مدرسہ کے بعض اساتذہ نے مرتب کیا تھا۔ اس کتاب

[illegible] اکثر طویل [illegible] ایک ایک [illegible] کے [illegible] سے لکھے ہوئے ہیں۔

مصر میں بعض قدیم شہروں کے دبے ہوئے کھنڈرات [illegible] سے ایسے [illegible] دستیاب ہوئے ہیں جن سے کہ قدیم مصریوں کے تمدن و معاشرت اور علمی ترقی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ چند قدیم مصری پیپی رس (PAPYRUS) [illegible] کاغذ پر لکھی ہوئی کتابیں بھی [illegible] ہیں۔ [illegible] پیپی رس جو حضرت مسیح سے ایک ہزار چھ سو برس پہلے لکھی ہوئی ہے نہایت اہم اور مکمل تحریر ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک قدیم مصری بادشاہ تھوسس نے جس کا زمانہ حضرت مسیح سے [illegible] سال قبل کا ہے۔ علم طب پر ایک کتاب لکھی تھی۔

عربوں نے فن دواسازی کو فروغ دینے کے ساتھ مختلف قرابادینیں بھی تالیف کیں۔ [illegible] ابن ماسویہ نے ایک جامع قرابادین مرتب کی جس کو سرکاری حیثیت حاصل رہی۔ عباسی دور کے آغاز میں سابور بن سہل متوفی ۲۵۵ ہجری نے ایک مختصر قرابادین لکھی جو سترہ ابواب پر مشتمل تھی صدیوں تک شفاخانوں میں اس سے [illegible] کام لیا جاتا رہا۔ [illegible] کی کتاب "الاصول [illegible] فی الطب" نجیب الدین سمرقندی کی کتاب "اصول ترکیب الادویہ" جس کا نسخہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے اور جو ۹۹۳ھ کا مکتوبہ ہے، [illegible] کتاب [illegible] سے متعلق [illegible] کتاب "[illegible] الادویہ [illegible] ایک قدیم تصنیف ہے [illegible] کی کتاب "منہاج الدکان و دستور الاعیان فی اعمال و تراکیب الادویہ" [illegible] ایک مشہور کتاب ہے۔

فارسی زبان میں بھی متعدد قرابادینیں تصنیف و تالیف ہو چکی ہیں مثلاً قرابادین [illegible] مصنفہ محمد [illegible] جس کا نسخہ [illegible] کتب خانہ [illegible] میں موجود ہے۔ قرابادین [illegible] محمد حسن [illegible] (جس کا نسخہ [illegible] میں موجود ہے) احمد شاہ کے عہد میں حکیم [illegible] ڈیڑھ سو کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایک قرابادین موسوم بہ قرابادین [illegible] تالیف کی [illegible] سے بیان [illegible] کلیات [illegible] وغیرہ۔

[illegible] تمہید کے بعد علم [illegible] کا [illegible] حسب ذیل ہے

صیدلہ یا فارمیسی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ یہ ایک فن اور سائنس ہے ان دواؤں کی تیاری اور تقسیم کرنے کا جو تقدم بالحفظ و علاج امراض کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ ابتداء علم طب ہی سے فن دواسازی (PHARMACY) معالجہ سے متعلق رہا ہے۔

علم طب اور دواسازی کے فن نے عہد جدید میں جو ترقی کی ہے اس کا اصل ماخذ قدیم یونانی اور عربی معالجین بقراط، دیسقوریدوس، جالینوس، رازی، جابر بن حیان اور ابن سینا وغیرہ کے طبی کارناموں میں پنہاں ہے۔ عہد حاضر کی اصطلاح فارمیسی یونانیوں نے قدیم مصریوں سے اخذ کی تھی جو لفظ "فارما" PHARMA کا استعمال دوائی تاثیر کا حوالہ دیتے وقت کیا کرتے تھے اور بمعنی "عنایت کرنے والی" سمجھتے تھے یونانی فارماکی PHARMAK کو دوا یا زہر سے منسوب کرتے تھے اور اس طرح دنیائے طب میں انگریزی میں فارمیسی PHARMACY کی اصطلاح رائج ہوئی۔

تقریباً پانچ سو سال قبل مسیح قدیم مصری عطار یا دواساز متعدد لکڑی پتھر اور شیشے سے بنے آلات دواسازی کا استعمال کرتے تھے اور مختلف طریقے دواسازی مثلاً جوشاندے، عصارات، محلول، لعوق، مرہم اور حبوب وغیرہ کے علم سے بخوبی واقف تھے۔ قدیم مصریوں کے دوا تیار کرنے کے طریقے عہد موجودہ کے طریقوں سے بڑی حد تک مطابقت رکھتے تھے۔ قدیم مصریوں نے اولاً لعوق لیڈ آکسائڈ سے تیار کیا۔ منوم حقنہ خشخاش کے ڈوڈوں سے اور زہیلی ڈوش ایک نباتی جوشاندے سے تیار کیا۔ وہ حلق و دہان کے تعدیہ کی صورت میں لعوق اور غرغرے سے بخوبی واقف تھے۔ انھوں نے سب سے پہلے بدن کی جلد کیلئے خوشبودار یا معطر مرہموں کا استعمال کیا۔ قدیم مصریوں نے اکثر معدنی نباتاتی اور حیوانی دواؤں کا استعمال کیا جو اٹھارویں صدی عیسوی تک یورپی قرابادین میں شامل رہیں اور عہد حاضر میں بھی عوامی معتقدات سے متعلق دواؤں FOLK MEDICINE کے طور پر مستعمل ہیں۔

قدیم یونانی معالجین خود اپنی ذاتی فارمیسی رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر بقراط (۴۶۰-۳۷۰ ق م) نے اپنی دوائیں خود تیار کیں اور یہ بجا طور سے کہا جا سکتا ہے کہ علم الصیدلہ کا آغاز بقراط ہی کے دور سے ہوا۔ بقراط ان متعدد دواؤں کی تاثیرات سے واقف تھا جن کو آج ماڈرن ڈاکٹر استعمال کرتے ہیں۔ اس نے کوکنار سے حاصل شدہ افیون کا استعمال دافع وجع (درد دفع کرنے والی دوا) کی حیثیت سے کیا۔ مارفین جو افیون کا

جوہر ہے۔ آج بھی درد کو تسکین دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بقراط جلاپا سے بھی باخبر تھا جس سے جلاپن اخذ کیا جاتا ہے۔ یہ بڑی مقدار میں زہر ہلاہل ہے، لیکن اس کی قلیل مقدار سوء ہضمی کی اصلاح میں بہت ہی موثر ثابت ہو سکتی ہے۔

بقراط کی تحریروں میں تقریباً چار سو مفردات ادویہ کا علم دوائی حیثیت کے ساتھ ملتا ہے۔ اس نے تکمید، پلستر، مضمضہ، شیافات، فتائل، حبوب، بخورات، مرہم، سفوفات، قطورات وغیرہ تیار کیے اور ان کو علاجاً امراض میں استعمال کرایا۔

عہد بقراط کے بعد پہلی صدی عیسوی میں علم الصیدلہ کے ایک اور اہم مصنف کورنیلیس سیلسس CORNELIUS CELSUS کا دور آیا۔ اس کا ایک نسخہ دانتوں کو درد سے روکنے کے لیے سوری (SORY) کے نام سے معنون کیا گیا جو تخم خشخاش، فلفل اور کاپر سلفیٹ کو اُشق کے ساتھ شامل کر کے ایک ضمادی صورت میں تیار کیا گیا تھا۔

۹۰۰ سے ۱۰۰۰ سال قبل مسیح سکندریہ اور روم دونوں میں ہی معالجین نے جسننہ، جوشاندہ، ضماد، مرہم، فرزجہ، سفوف، نسوار وغیرہ کا استعمال کیا تھا جو عہد حاضر میں بھی مستعمل ہیں۔

پہلی صدی عیسوی میں روم کا ایک مشہور یونانی معالج "دیسقوریدوس" تھا جو کئی صدیوں تک قرابادین MATERIA MEDICA اور صیدلہ PHARMACY پر مستند تسلیم کیا جاتا تھا۔ دیسقوریدوس کی کتاب الحشائش سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں جملہ قرابادینات کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کا ایک اقتباس حسب ذیل ہے:

> جیسا کہ معلوم ہونا چاہیے کہ سفید خربق، سیاہ خربق وغیرہ کی قوت کئی سال تک قائم رہتی ہے اور دوسری دوائیں تین سال تک صحیح حالت میں رہتی ہیں۔ مثلاً وہ جڑی بوٹیاں جو شاخدار ہوتی ہیں جیسے اسطوخودوس، اکلیل، تتوث، اکلیل ثعلب، مدی، افسنتین اور ہیولہ وغیرہ۔ ان کا ذخیرہ کر لینا چاہیے۔ جو جڑی بوٹیاں پھولدار اور تخم والی ہوں، ان کے پھول اور تخم جھڑنے سے پہلے ذخیرہ کر لینا چاہیے۔ پھل جب پختہ ہو جائیں اور بیج جب خشک ہونا شروع ہو جائیں تو ان کے گرنے سے قبل انھیں حاصل کر لینا چاہیے۔ سبز بوٹیوں کا رس نکالنے کے لیے ان کو اس وقت حاصل کرنا چاہیے کہ جب ان میں کونپلیں پھوٹنا شروع ہو جائیں اور اسی طرح پتوں کا رس بھی تب

ہی نکالنا چاہئے لیکن اوزارات حاصل کرنے کیلئے نیم خشکی حالت میں تنے میں شگاف دینا چاہئے جڑوں کا ذخیرہ کرنے کیلئے یا ان کے عصارات حاصل کرنے کیلئے اور ان کی چھال حاصل کرنے کیلئے اس وقت کا تعین کرنا چاہئے جب پونے سے پتیاں جو تازہ ہو جائیں تو جو صاف ہوں ان کو خشک مقام پر خشک کرنا چاہئے ورنہ پتی جو گیلی ہوتی ہو ان کو پانی سے دھونے کے بعد سکھانا چاہئے پھول اور خوشبودار چیزیں لکڑی سے بنے شدہ بکس میں رکھی جاتی ہیں لیکن بعض عقاقیر ایسی ہیں جو صحیح حالت میں رہتی ہیں، اگر ان کو بوتلوں میں بند کر کے رکھ دیا جائے۔ تر دواؤں کی حفاظت کے لئے چاندی یا شیشہ یا سنگ کے برتن بہتر ہیں۔

مذکورہ بیان دیسقوریدوس کے صحیح مشاہدہ اور اس کے وسیع مطالعہ کی غمازی کرتا ہے۔ دیسقوریدوس کے زمانے تک صیدلہ معالجہ کے ساتھ منسلک تھا اور معالجات سے جدا اس کی حیثیت نہیں تھی۔ عہد روما کا پہلا معالج جالینوس ہے جس نے فن صیدلہ کو ایک جداگانہ حیثیت بخشی اور قابل قدر کارنامہ اس فن میں انجام دیا اور اسی بنا پر صیدلہ (PHARMACY) کا موجد جالینوس تسلیم کیا جاتا ہے۔ صیدلہ کا کثیر الادویہ ترشہ کی انتظام اولاً جالینوس نے مرتب کیا اور طبی دنیا کو اس سے متعارف کرایا۔ اس فن پر اس نے متعدد کتابیں تصنیف کیں اس نے پودوں سے تیار کی جانے والی سیدوں اور دوا کی ترکیب تیاری کے بارے میں ہدایات درج کیں۔ ماڈرن میڈیسن میں جو ایک دوا نباتات سے اخذ کی جاتی ہے ہنوز گلیسیکل کے نام سے موسوم کی جاتی ہے جس طرح طب یونانی میں ایک جوارش جو رشی جالینوس کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ ادویہ کے بارے میں جالینوس کے مسلمات تیرہ سو سال تک یورپ میں تسلیم کئے جاتے رہے۔ جالینوس نے ہمیشہ معالجہ کے لئے خالص ادویات کی اہمیت پر زور دیا اور ان کے صحیح طریق استعمال کا خیال رکھا۔ وہ اپنے قارئین کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"دواؤں کو جانچنے کے لئے۔ کا نہ صرف ایک دو بار بلکہ بار بار نظری معائنہ کرنا چاہئے۔ باہم مماثلت رکھنے والی دوائیں یک صنفی ہوں تو ایک جیسی لگتی ہیں لیکن ایک شناسا کے ذریعہ ان میں تفریق بآسانی کی جاسکتی ہے۔"

صیدلہ کی تاریخ میں جالینوس کی پہلی منظر قرابادین DECOMPOS T ON ME… AMENT… … R JM ہے۔ اس طرح تقریباً پانچ سو سال تک یونانیوں نے صیدلہ (فارمیسی) کے میدان میں قابل ذکر ترقی کی لیکن

پانچویں صدی سے لے کر بارہویں صدی تک صیدلہ کے میدان میں جو ترقی ہوئی وہ عرب کی رہین منت تھی۔ علم النباتات، علم الصیدلہ و کیمیا سے تعلق سے عرب معالجین و محققین کی تحقیقات نویں صدی سے تیرہویں صدی عیسوی تک تعداد وسیع تھیں۔ ان کی بنیاد پر ترتیب دی گئی قرابادین اور اعمال کیمیا، صدیوں تک عروج پر رہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج بھی مشرقی شمالی افریقہ، ہندوستان، پاکستان، بلکہ دیگر اور برّاعظم ایشیاء کے دوسرے حصوں میں معالجات کے نقطۂ نظر سے معتبر کئے جاتے ہیں۔

سرل ایلگڈ کے مطابق صیدلہ اعادمی، کافی اس قدر ترقی یافتہ اور صحیح شکل میں نہیں اور موجود نہ تھا جیسا کہ خلیفہ کے شہروں میں عروج پر تھا۔ دواؤں کے ذخیروں کے مالک عطار، محتسب (ڈرگ انسپکٹر) کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔ جن کے فرائض میں داخل تھا کہ وہ اس بات پر نظر رکھیں کہ صرف وہی لوگ جو دواؤں کا صحیح علم اور تجربہ رکھتے ہیں دواؤں کو تیار کر سکیں۔ محتسب نہ صرف دواؤں کا معائنہ کرتے تھے بلکہ ان کو مرکب دواؤں کے طریق تیاری کے معائنہ کا حق بھی حاصل تھا۔ خاص طور پر وہ معائنہ کر کے یہ حکم دیتے تھے کہ وہ برتن کہ جن میں ماء الشعیر اور عرق گلاب وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں، وہ صاف اور قلعی دار ہیں کہ نہیں۔ پرانے اور بدبودار برتن محتسب کے حکم سے برباد کر دیے جاتے تھے

دواؤں کی معیار بندی سے قبل دواسازوں کے ذریعہ دھوکا دھڑی عام تھی۔ وہ قیمتی دواؤں کے ساتھ ارزاں اور کم قیمت ادویہ کو شامل کر دیتے تھے۔ یا اسی جیسی کاتّل دواؤں کو اصل دواؤں کے ساتھ مرکب میں شامل کر دیتے تھے۔ اس خامی کو دور کرنے کی کوشش سرکاری سطح پر شابور بن سہل کی قرابادین کی مدد سے کی گئی اور اس کے بعد دواؤں میں ملاوٹ کا خاتمہ ابن بیان داؤد بن التلمیذ کی قرابادین کی معاونت سے کیا گیا۔

سرل ایلگڈ

عربی دور میں دواساز تین درجات پر منقسم تھے۔

پہلے درجہ میں وہ لوگ شامل تھے جو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور مہذب دواساز تھے یہ لوگ الصیدلانی کہلاتے تھے۔ پیشہ صیدلہ معالجات سے الگ نویں صدی کی ابتداء میں شروع ہوا۔

دوسرے درجہ میں وہ لوگ شامل تھے جو مستقل ادویہ فروخت کرتے تھے یہ لوگ العطارین کہلاتے تھے اور یہ لوگ عربی عہد سے قبل بھی پائے جاتے تھے اور موجودہ دور میں بھی موجود ہیں۔

تیسرے درجے میں وہ لوگ شامل تھے جو ادویہ حاصل کر کے [illegible] سے فروخت کیا کرتے تھے [illegible] ایک اندازے [illegible] دواسازوں کا کام بڑھتا گیا کیونکہ بعض مریضوں کے کامیاب علاج اور اچھی شہرت [illegible] کی خاطر دواؤں کی شناخت اور ان کا [illegible] ضروری تھا بقول [illegible] میں [illegible] تحقیق، وہ طریقے محفوظ ہیں۔ دواسازی کے [illegible] دواؤں کی شناخت سے متعلق ہیں نیز ان کے اثرات سے ایسی اور بڑی دواؤں کی تمیز کرنے کے [illegible] طریقے [illegible] نے ادویہ میں دھوکا دھڑی کو روکنے کے لیے ایجاد کیے تھے۔

اکثر مصنفین نے [illegible] تصنیف کیں جو "کتاب القراباذین" کے عنوان سے معنون تھیں۔ ان کتابوں میں عام طور پر مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے مرکب دواؤں کو بیان کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی مخصوص [illegible] وقت [illegible] مختلف [illegible] تصنیف [illegible] ان کتب کی خاصی بڑی تعداد ہے۔

جندیشاپور کے شفاخانے کے [illegible] سہل [illegible] مرکبات [illegible] مشتمل [illegible] کتاب "القراباذین" [illegible] ایک مستند [illegible] حیثیت [illegible] کا ترجمہ طبی [illegible] کتاب [illegible] حیثیت سے تسلیم کی گئی [illegible] رشید کا [illegible] تھا [illegible] تصنیف [illegible] فارماکوپیا کے [illegible] حیثیت [illegible] درجہ بندی وغیرہ کو متعارف کرانے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔

ایک مشہور طبی فارماکوپیا "[illegible] المیان" کی تصنیف ہے "الدستور [illegible]" ہے جو انگریزی میں [illegible] کہلاتا ہے۔

نفس کتاب میں ایک جداگانہ باب [illegible] جداجدا فہرست مرکبات [illegible] معجون، سفوف [illegible] معجون، جوشاندہ وغیرہ مرتب کی گئی ہے اور ادویہ قطور، سفوف [illegible] میں سفوف اور ادویہ برائے [illegible] مرتب کی گئی ہیں اور [illegible] مدر بول، مدر حیض، مفید برائے بانجھ پن، مقوی باہ، معدہ اور مقوی [illegible] ہیں

[illegible] علمی تصانیف ہیں [illegible] دیکھنے پر واضح ہو جاتا ہے [illegible] میں بہت [illegible] مشتمل تھی [illegible] تصنیف [illegible] اور [illegible] سب سے پہلے جابر بن حیان (شاگرد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) [illegible] عطر [illegible] ترکیب اور [illegible] کے تمام مسائل بھی موجود ہے اور [illegible] علم کیمیا سے متعلق ایجادات میں [illegible] عظیم حاصل کیا۔ [illegible] تصنیف کئے ہیں جن میں سے اکثر ہندوستان میں [illegible] میں محفوظ ہیں۔ [illegible] بھی جابر بن حیان [illegible] ہے۔

[illegible] کے [illegible] سالانہ جلسہ میں جو ۲۳ مارچ ۱۸۹۹ء میں منعقد ہوا نواب محسن الملک نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا:

"جابر بن موسیٰ [illegible] قوم و ملت کا تھا جس نے آٹھویں صدی عیسوی میں [illegible] ترکیب کشید وغیرہ کو جاری کیا جن سے یونانی بالکل ناواقف تھے اور [illegible] پہلے وہ [illegible] اگر وہ نہ ہوتیں تو یورپ کے بڑے [illegible] بھی کچھ نہ کر سکتے تھے اس کی کتاب [illegible] کا ترجمہ [illegible] میں فرانسیسی میں ہوا [illegible] یورپ کو بہت بڑی مدد ملی۔ [illegible] سات سالہ [illegible]

[illegible]

[illegible] سے علمی دنیا کو متعارف کرایا اس نے [illegible] بیاض [illegible] ایک [illegible] تصنیف [illegible] کے متعلق میں [illegible] فہرست پیش کی ہے

[illegible] فتح [illegible]
[illegible] سیسہ [illegible]
[illegible] مسواک [illegible] TAMMER [illegible] KHATAR [illegible]

[illegible] (...ACES) قینچے (SHEARS) حمام رملی (SAND BATH) حمام مائی (WATER BATH) قرع انبیق (ALEMBIC) [illegible] (ALUDELS) قیف (FUNNELS) اور [illegible] موجود تھے۔

اس کے فرنس کی الماری میں نہ صرف جملہ اجساد کے نمونے موجود تھے، بلکہ دیگر ادویہ مثلاً حجر ازرق، حبس، شنگرف، جست سفید، جست سرخ، مردار سنگ، پھٹکری، سہاگہ، نمک طعام، چونا، پوٹاش، زنگار اور سرکہ وغیرہ کا بھی ذخیرہ موجود رہتا تھا۔

قرون وسطیٰ میں بوعلی سینا (۹۸۰-۱۰۳۷ء) کی مایہ ناز تصنیف القانون فی الطب، معالجات پر سب سے زیادہ مقبول کتاب تصور کی گئی جس کے حوالے بعد کے مصنفین نے عام طور پر دیے ہیں اور یہ کتاب یورپ کی یونیورسٹیوں میں سترہویں صدی عیسوی تک داخل نصاب رہی ہے۔ ابو علی سینا وہ پہلا حکیم تھا جس نے صیدلہ کی تاریخ میں حبوب داؤں پر شکر، چاندی اور سونے کے ورق چڑھانے کی تدبیر متعارف کرائی، نیز اس نے قانون میں ایک جامع قرابادین مرتب و مدون کی۔

یونانی عربی طبی نظام کے عروج نے صیدلہ (فارمیسی) کی ترویج و ترقی کے لیے بھی راستہ ہموار کیا۔ دواسازی سے متعلق تیار شدہ اشیاء جیسے سفوف، محلول، شربت، معجون، جوارش، عرق اور بہت سی دوسری اشکال ادویہ تعداد میں سو (۱۰۰) سے زائد تھیں۔ اس دور میں کچھ پیچیدہ تجرباتی آلات و ادوات (APPARATUSES) بھی ادویہ کی تیاری کے سلسلہ میں وضع کیے گئے۔

ہندستان میں بابر کے عہد میں (جو ہندستان میں مغل بادشاہت کا موجد تھا) میر نظام الدین علی خلیفہ اور ابوالبقا دو عظیم معالج گزرے ہیں۔ ہمایوں نے خواجہ خاوند کو اپنے دربار میں رکھا جو شاہ کے ایک قابل ذکر معالج تھے۔ اکبر نے بہت سے حکماء کو تمام ہندستان میں مقرر کیا تھا اور صیدلہ کی طرف خصوصی توجہ دی تھی۔ حکیم علی گیلانی نے روغن دیودار (DEODAR) کا فارمولا دریافت کیا جو دور جدید میں بھی یونانی و ایلوپیتھی طریقہ علاج میں مستعمل ہے۔

عہد مغلیہ میں امراء اپنی لطافت طبع اور نازک مزاجی کی بنا پر تلخ و بدمزہ دواؤں کے استعمال سے احتراز کرتے تھے اس بنا پر اطباء نے خمیرے ایجاد کیے جو خوش ذائقہ بھی ہوتے تھے اور خوشبودار بھی۔ اس عہد میں ایک قابل ذکر اضافہ طب میں یہ ہوا کہ [illegible] مختلف دھاتوں کے کشتے بطریق ایورویدک تیار کیے جاتے تھے، استعمال کیے گئے اور اس طرح فولاد، سونا، ابرک وغیرہ کے کشتے

[illegible]

[illegible] تحقیق ہوئی

آیورویدک دواسازی

[illegible] مستند [illegible] لودعوت دی گئی [illegible] میں منتقل [illegible] سے بڑی حد تک استفادہ کیا گیا اور بالآخر آیورویدک [illegible] ساتھ [illegible] گئے لہذا آیورویدک دواسازی (فارمیسی) کا تعارف بھی ضروری ہے

آیورویدک دواسازی کی تاریخ بھی اتنی پرانی ہے جتنی کہ خود آیوروید کی تاریخ [illegible] عقاقیر اور دھاتوں کا معالجاتی طور پر استعمال بصورت بھیشجیہ کلپنا (BHAISAJYA KALPANA) [illegible] اصطلاح فارماکولوجی (PHARMACOLOGY) سے مشتق ہے۔ آیورویدک میں دواسازی چار [illegible] حصوں میں تقسیم [illegible]

۱۔ [illegible] (… KALPANA) [illegible] سے متعلق ہے

۲۔ سنیہا کلپنا (SNEHA KALPANA) (روغنی مرکبات)، یعنی یہ ان مرکبات سے متعلق ہے جو گھی، تیل و دیگر چکنی اشیاء سے بنائے گئے ہوں

۳۔ [illegible] (SANDHANA KALPANA) خمیری مرکبات، یہ قسم ان مرکبات سے تعلق رکھتی ہے جس میں ارشٹا، آساوا، سورا، کنجیکا وغیرہ مرکبات شامل ہیں۔

۴۔ متفرقات (MISCELLANEOUS GROUP) اس میں حبوب، شربت، ضماد، مرہمات اور [illegible] وغیرہ شامل ہیں۔

مذکورہ اقسام کے مرکبات کا انتخاب مریض کی بدنی و نفسانی ضرورت اور اس کے طبی [illegible]

منحصر ہے۔ قدرتی طور پر ایک معالج کے لیے بے شمار مرکبات ہیں جن میں سے اُسے حالات کے مطابق انتخاب کرنا ضروری ہے۔ معدنیات کا استعمال بھی آیورویدک کا ایک اہم پہلو ہے اور معدنی مرکبات کی تیاری سے متعلق بہت سے طریقے آیورویدک میں بیان کیے گئے ہیں۔ دھاتوں کو معالجاتی نقطۂ نظر سے قابلِ استعمال بنانے کے لیے آیورویدک میں مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً بھسم (کشتہ) بنانے کے طریقے یا تصعید کرنے اور جوہر بنانے کے طریقے تاکہ ان کی قوت جاذبہ ([illegible] ABS[illegible]RP[illegible]) یا جسم میں تحلیل پذیر ہونے کی قوت ([illegible]) بڑھ جائے اور اس طرح وہ زیادہ مفید ثابت ہوں۔ دواسازی سے متعلق اعمال جڑی بوٹیوں اور معدنیات دونوں کے ضمن میں بیان کیے گئے ہیں۔ بیشک یہ طریقے معالجین اور دواساز دونوں کے ذریعہ کام میں لائے جا سکتے ہیں۔

کسی دوا یا معالجاتی اہمیت رکھنے والی شے کی معیار بندی بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود آیوروید قدیم ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل اصول مرتب کیے گئے:

"کسی دوا کے بارے میں یہ جاننا چاہیے کہ اس کا مزاج ([illegible]) کیا ہے؟ اس کی خصوصیت کیا ہے؟ کس حد تک وہ دوا افادیت رکھتی ہے؟ وہ کس خطہ یا ملک میں پائی جاتی ہے؟ کس موسم میں اگتی ہے؟ کس طریقہ پر حاصل کی جاتی ہے؟ کس طور پر وہ دوا محفوظ کی جا سکتی ہے؟ کس خوراک میں مستعمل ہے؟ کس کس بیماری میں قابل استعمال ہے؟ اور کس خلط کو جسم سے نکالتی ہے؟ یا اس میں کس قسم کی تبدیلی پیدا کرتی ہے؟ اور اگر اس طرح پر کوئی اور بھی دوائی اہمیت کی حامل ہے تو اس کی بھی جانچ پڑتال ایسی ہی کرنی چاہیے۔" (چرک سمہتا [illegible])

[illegible] SAMHITA [illegible] ENGLISH [illegible]

[illegible] GULAB KUNUARABA AYURVE[illegible] JAMNAGAR)

قرابادین

قرابادین یونانی لفظ ہے اس سے مراد وہ کتاب یا مجموعہ ہے جس میں ہر قسم کے طبی مرکبات کے نسخے اور ترکیب تیاری مذکور ہو۔ بقول بعض یہ معرب ہے گرابادین کا۔

حکمائے قدیم نے اکثر قرابادینات تصنیف و تالیف فرمائی ہیں جن میں سے چند اہم قرابادینات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قرابادین قانون یعنی "القانون فی الطب" مصنفہ شیخ الرئیس ابو علی سینا جلد پنجم۔

۲۔ "کامل الصناعت" مصنفہ ابوالحسن علی بن العباس کا جزو قرابادین۔

۳۔ "ذخیرہ خوارزم شاہی" مولفہ اسمعیل جرجانی کا جزو قرابادین یعنی جلد ہفتم۔

۴۔ "قرابادین سمرقندی" مصنفہ علامہ نجیب الدین سمرقندی، جس کا نسخہ کتب خانہ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔

۵۔ "قرابادین الموافق الطبیب" مولفہ اسمعیل بن حسن الحسینی الجرجانی۔

۶۔ "قرابادین معدن تجربات" حکیم محمد صدیق بن محمد تقی بن محمد حسن طبیب دستانی

۷۔ "قرابادین معصومی" مولفہ معصوم الدین شیرازی

۸۔ "قرابادین کبیر" یا "مجمع الجوامع" مولفہ حکیم محمد حسین خاں۔

۹۔ "قرابادین قدیم جدید" مولفہ حکیم سید حسن علوی بن حکیم محمد حسین بھوپالی۔

۱۰۔ "قرابادین شریف خانی" مولفہ حکیم شریف خاں دہلوی۔

۱۱۔ "قرابادین لقمانی" مولفہ حکیم محمد اسمعیل مخاطب بہ لقمان خان

۱۲۔ "قرابادین ذکائی" مولفہ حکیم ذکاء اللہ ابن اسحٰق۔

۱۳۔ "قرابادین شفائی" مولفہ مظفر بن محمد الحسینی الشفائی۔

۱۴۔ "قرابادین قادری" مولفہ حکیم محمد اکبر ارزانی، برہانپوری

۱۵۔ "قرابادین جلالی" مولفہ حکیم جلال الدین امروہی۔

۱۶۔ "قرابادین اعظم" مولفہ حکیم محمد اعظم خاں ناظم جہاں۔

۱۷۔ "قرابادین احسانی" مولفہ حکیم احسان علی خاں۔

۱۸۔ "قرابادین کوکبی" مولفہ حکیم نیاز محمد خاں کوکب۔

۱۹۔ "قرابادین نجمی" مولفہ حکیم عبداللطیف۔

۲۰۔ "قرابادین حاذق" مولفہ حکیم محمد حسن میرٹھی

۲۱۔ "قرابادین نجم الغنی" مولفہ حکیم نجم الغنی رامپوری۔

۲۲۔ "قرابادین رضائی" مولفہ حکیم محمد رضا خان

۲۳۔ "بیاض کبیر جلد دوم" مولفہ علامہ حکیم محمد کبیر الدین

۲۴۔ "قرابادین ہمدرد" شائع کردہ ہمدرد دواخانہ (وقف) دہلی

علم المفردات

[illegible] ۴۶۰ ق م [illegible] طب [illegible] ہونے کی حیثیت سے [illegible] طب کہلاتا ہے۔ لیکن طب یونانی میں [illegible] مفردات [illegible] کی حیثیت سے [illegible] نباتات سے جدا ایک مستقل فن کی حیثیت سے [illegible] ماہر نباتات کے [illegible] کیا جاتا ہے۔

[illegible] ق م [illegible] تحقیق [illegible] مختلف ممالک کے سفر [illegible] مختلف مقامات بھی [illegible] کا مشاہدہ کیا اور مفردات [illegible] معلومات حاصل کیں اور [illegible] ایک مختصر کتاب [illegible] پیش کی [illegible] ایک مستند تسلیم کی گئی۔ اس میں تقریباً پانچ سو جڑی بوٹیوں کا [illegible] اس کتاب میں [illegible] کے علاوہ [illegible] دواؤں کا بیان بھی [illegible] نباتات [illegible] نباتات [illegible] مستقل [illegible] ۱۹۰۱ [illegible] اطالوی [illegible] حسین [illegible] نباتات [illegible]

[illegible] نمبر ۷۱۴۹ پر موجود ہے۔)

[illegible] نے [illegible] طبیعیات لکھی جس میں علم الحیوان، علم [illegible] حوادث [illegible] کے علاوہ ایک باب نباتات کا بیان موجود ہے۔ [illegible] اسکلاپیوس [illegible] نام [illegible] ملتا ہے جس نے ایک جامع کتاب دواؤں کی تاثیر کے بیان میں لکھی ہے۔

جالینوس [illegible] ق م [illegible] پر بڑا کام کیا [illegible] دواؤں کا حال معلوم کیا اور ادویہ کی تحقیق [illegible] ممالک کا سفر کیا [illegible] ایک مدت تک قیام کر کے دواؤں کی تحقیق کرتا [illegible]

[illegible] ۸۲۶ء میں عربوں نے [illegible] اطبا [illegible] جالینوس کی علمی تصانیف کے ترجمے زبان عربی [illegible] یونان کا علمی سرمایہ [illegible] میں منتقل ہوا۔

عربی طب میں مفردات کا بیان سب سے پہلے علی بن ربن طبری کی کتاب فردوس الحکمت میں ملتا

ہے۔ اس کے بعد محمد ابن زکریا رازی نے الحاوی کبیر میں [illegible] کو بیان کیا

ابن بیطار [illegible] رشید صوری مفردات کی تاریخ میں [illegible] حیثیت رکھتے ہیں۔ ابن بیطار کی [illegible] جامع فی [illegible] ہے جس میں [illegible] مستند تسلیم کی گئی۔ رشید صوری نے بھی مفردات کی تحقیق کا حق ادا کیا [illegible] بھی رکھتا تھا [illegible] بوٹیوں [illegible] کے مختلف [illegible] مفردات پر ایک مشہور کتاب [illegible] جس کا مخطوطہ [illegible] فزیشنز کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

گیارھویں صدی عیسوی میں [illegible] شخصیت بھی [illegible] ایک [illegible] کتاب [illegible] سولھویں صدی عیسوی تک [illegible] سلطنت کے شاہی طبیب [illegible] تاریخ [illegible] تھی۔

چوتھی صدی [illegible] شیخ الرئیس بو علی حسین بن عبداللہ ابن سینا ایک [illegible] عظیم کتاب "القانون فی الطب" [illegible] ایک جامع کتاب [illegible] تصنیف کی جو سولھویں صدی عیسوی تک [illegible] یونیورسٹیوں میں علم طب کے [illegible] کے لیے داخل [illegible] رہی۔ اس کتاب کی دوسری جلد علم مفردات پر مشتمل ہے۔ [illegible] مفردات کا [illegible] ایک خاص [illegible] رکھتا ہے۔

سولھویں و سترھویں صدی عیسوی میں [illegible] حکومت میں [illegible] دہلی اور قطب شاہی دار الحکومت دکن میں طب نے خاص [illegible] حکیم [illegible] کی شرح کے علاوہ سب سے پہلے [illegible] پر کام کیا [illegible] شکوہ کے عہد میں حکیم [illegible] ایک جامع کتاب [illegible] لکھی جس میں [illegible] معلومات کو [illegible] دوسری کتاب "[illegible]" کے نام سے مشہور ہے [illegible] تحقیقات کا جو [illegible] جمع کر دیا [illegible] کتاب [illegible] کہی جا سکتی ہے۔ [illegible] کے عہد میں معتمد [illegible] سید [illegible] ایک جامع کتاب [illegible] جوامع [illegible] سے متعلق [illegible] اس میں پیش کر دیا [illegible] حکیم محمد [illegible] تصنیف کی۔ اور دکن میں حکیم سید [illegible] مشہور کتاب "اختیارات [illegible]" کی تنقیح و تصحیح [illegible]

مفردہ پر تحقیقی کام کیا جسے سلطان محمد قلی قطب شاہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ قطب شاہی عہد کی تالیف کی اسی دور میں حکیم تقی مدین نے مفردات کے مزاج اور مقدار پر نادر تحقیقات کتاب "میزان الطبائع" میں پیش کیے۔ حکیم سید محمد مومن حسینی نے "تحفۃ المومنین" میں ادویہ کو تحقیقی انداز میں بیان کیا جو اس دور کا شاہکار ہے۔ حکیم میر عبدالحمید نے محمد حکیم سید علوی خان اور حکیم سید محمد حسین کی تحقیق کا شاہکار "مخزن الادویہ" ہے جو ادویہ اس دور کی یونانی ادویہ کے بیان میں ایک منتخب و مستند کتاب ہے۔ اس کے بعد حکیم محمد شریف خاں نے علم الادویہ پر "تالیف شریفی" اور حکیم عبدالعزیز نے "مفردات عزیزی" تصنیف جو قابل قدر ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی میں حکیم محمد مظفر حسین نے ادویہ پر "محیط اعظم" جیسی ضخیم جامع کتاب فارسی میں تصنیف کی۔ اس کے بعد حکیم کرم غنی رامپوری نے مفردات پر ایک جامع مستند اور جامع کتاب بزبان اردو "خزینۃ الادویہ" تالیف کی نیز ہندوستانی ادویہ پر تحقیقی نقطہ نگاہ سے حکیم رفیع علی خاں دکنی نے "تذکرۃ الہند" لکھی۔ "تاریخ ادویہ" مؤلفہ حکیم سید محمد تقی الدین حسینی مددی۔

۲

معدن تجربات

حکیم محمد مہدی نے معدن تجربات میں حکمائے متقدمین کی تصنیف کردہ طبی کتب اور مجربات و ادویہ سے استفادہ کر کے "معدن تجربات" مرتب کی۔

معدن تجربات طب کی ایک جامع اور مستند کتاب ہے اور مجربات طب کے لحاظ سے ایک نہایت مفید کتاب ہے اس لیے کہ اکثر یہ قدیم مستند طبی تصانیف کا ایک بہترین خلاصہ اور بے نظیر انتخاب ہے جس کا مطالعہ اکثر قرابادینیات کے مطالعہ سے طبیب کو بے نیاز کر دیتا ہے چنانچہ اس کے مؤلف حکیم میر محمد مہدی طبیب فاضل اس کتاب کی تعریف میں اس طرح رقمطراز ہیں:

"اما بعد فقیر حقیر محمد مہدی بن محمد جعفر طبیب بن محمد حسن طبیب عرض می دارد کہ اکثر نسخہ مطبات وغیرہ از کتب معتبرہ و مجربات حکمائے قدیم و جدید متفرق بود خواست کہ یکجا جمع کردہ در سلک تحریر در آورد تا خلائق از و متمتع شوند محنت جمع نمودن از کتب و مجربات ... ما را صورت انتظام یافت الخ۔"[1]

---

[1] مخطوطہ معدن تجربات، حیدرآباد ...

حکیم میر محمد مہدی [illegible] معدن [illegible] کی تصنیف کے بارے میں [illegible]

[illegible] یہ کتاب موسومہ معدن [illegible] [illegible]

پس اس کتاب کا [illegible] تصنیف و تالیف [illegible] معدن [illegible] [illegible]

[illegible] میں یہ کتاب مصنف نے مکمل [illegible]

حالات مؤلف

حکیم [illegible] محمد [illegible] کے حالات کی تحقیق [illegible] [illegible] تذکرہ میں

جو مشہور کتب [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] آپ کا تشخص [illegible] [illegible]

حکیم گذرے ہیں۔

[illegible] میں [illegible] حکیم [illegible] [illegible]

اس طرح درج فرمائے ہیں :-

حکیم [illegible] میر محمد مہدی [illegible] ہندوستان [illegible]

[illegible] حکیم [illegible] [illegible]

[illegible] سال جلوس عالمگیری میں اصل و

اضافہ [illegible] کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

[illegible] محمد [illegible] [illegible]

[illegible] حکیم الملک

[illegible] شاہزادہ [illegible]

[illegible] شاہزادہ

[illegible] تھی

حکیم الملک [illegible] بادشاہ کے حضور [illegible]

[illegible] منصب [illegible]

[illegible] ہوگئی [illegible]

[illegible]

[illegible] ۵۹۵، ۵۹۲

ڈاکٹر [illegible] لکھتے [illegible] عالمگیر [illegible] کہا تھا کہ [illegible] بہت تھی اور لوگ [illegible] ہو گئے تھے [illegible] خصوصیت [illegible] ختم [illegible] توفیق) دی ہے، شفا جلد ہو گی۔[illegible]

[illegible]

[illegible] اعتبار سے معتبر و مستند ہے۔

[illegible]

[illegible] عالمگیری [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے جو جنوبی ہند میں [illegible]

[illegible] کے منصب پر فائز کیا گیا۔

[illegible]

حکیم الملک میر محمد مہدی کی حذاقت کی تعریف عالمگیر نامہ میں بھی کی گئی ہے کہ آپ نے حکیم محمد امین شیرازی کے ساتھ اورنگ زیب عالمگیر کے علاج میں نہایت محنت اور دلچسپی کے ساتھ کیا اور مناسب تدبیر علاج اختیار کی جس کے نتیجہ میں بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی۔

عالمگیر نامہ میں یہ عبارت ہے۔ " شرح بلیغے [illegible] عبارت [illegible] شہنشاہی [illegible] جلوس میمنت مانوس [illegible] [illegible] بدو سعت [illegible] [illegible] دست یافته صحت کلی یافته [illegible]
و در صلہ این مساعی حکیم محمد امین شیرازی و حکیم محمد مہدی اردستانی ہر یک منصب [illegible] سوار [illegible] [illegible] گردیدند "

مذکورہ تاریخی روایات کی روشنی میں واضح ہے کہ حکیم الملک میر محمد مہدی اردستانی اورنگ زیب کے ساتھ [illegible] [illegible] رہے [illegible] ان کا وطن اصلی اردستان تھا۔

حکیم محمد مہدی اکبر آبادی بھی زبان فارسی میں اعلیٰ معیاری کتابیں تصنیف و تالیف کرنے کے باعث کسی تعارف کے محتاج نہیں [illegible] انہوں نے کتاب "معدن قربت" بزبان فارسی [illegible] ۱۰۵۶ھ میں اور "کتاب [illegible]" [illegible] ۱۰۵۹ھ میں تالیف فرمائیں [illegible] حکیم محمد مہدی اکبر آبادی [illegible] سے حکیم الملک میر محمد مہدی کو [illegible] اورنگ زیب کے [illegible] طبیب تھے۔

حکیم محمد مہدی نے "معدن قربت" کے مقدمہ میں اپنے والد کا نام حکیم محمد جعفر اور دادا کا نام حکیم محمد حسن تحریر کیا ہے۔

حکیم محمد جعفر [illegible] کا تذکرہ [illegible] مستعد خاں سے تاریخ محمدی میں ۱۰۴۹ھ کے ضمن میں حسب ذیل ہے

> [illegible] محمد جعفر الاکبر آبادی الطبیب الحاذق وکان عالما متفننا
> من اعاظم [illegible] شاہجہان آباد وھو فی عشر الثمانین [illegible] تاریخ محمدی ص [illegible]

(ترجمہ) " مولانا محمد جعفر اکبر آبادی طبیب حاذق عالم [illegible] شاہجہان آباد (دہلی) میں [illegible] ان کی وفات کے وقت [illegible] سال کی عمر [illegible] ۸۰ سال کے درمیان تھی "

مندرجہ بالا [illegible] حکیم محمد جعفر کی وفات ۱۰۴۹ھ [illegible] عہد محمد شاہ شاہجہان آباد (دہلی) میں واقع

---

۱ عالمگیر نامہ مؤلفہ محمد کاظم [illegible] ص ۴۹۹

ہوئی اور دہلی [illegible] کا اکبر آباد تھا۔

مذکورہ تاریخی حوالے کے علاوہ مظفر بن محمد بن قاسم بردی نے قرابادین [illegible] اصلاحات میں جو ایک ضخیم فارسی قرابادین ہے، حکیم محمد جعفر کے معتبر نسخے درج کئے ہیں۔

نیز [illegible] کی کتاب [illegible] میں بھی حکیم محمد جعفر اکبر آبادی کے مجرب نسخے شامل کئے ہیں۔

مذکورہ حوالوں کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ حکیم محمد جعفر عہد محمد شاہ کے مشہور [illegible] حکیم تھے وہاں کی سکونت [illegible] اکبر آباد [illegible] میں [illegible] حکیم میر محمد مہدی اکبر آبادی ہوئے۔

حکیم میر محمد مہدی نے "معدن الجواہرات" [illegible] میں تصنیف کی [illegible] اس کے دو سال بعد ہی ایک ضخیم و مستند کتاب کلیات و معالجات کے موضوعات پر "مخزن اسرار الاطباء" [illegible] میں تصنیف فرمائی [illegible] اس کتاب کا [illegible] تاریخی [illegible] تصنیف [illegible] کا استخراج عدد [illegible] "مخزن اسرار الاطباء" سے ہوتا ہے

یہ بات قابل غور ہے کہ "معدن الجواہرات" جیسی ضخیم کتاب جو [illegible] صفحات پر مشتمل تھی اس کی تصنیف سے فراغت پانے کے دو سال کے اندر [illegible] ایک ضخیم کتاب "مخزن اسرار الاطباء" جو بڑے سائز کے [illegible] صفحات پر مشتمل ہے تصنیف فرما دی جو علمی و تحقیقی [illegible] محال ہے

یہ ممکن ہے [illegible] کلیات و معالجات سے متعلق معیاری و مستند کتاب [illegible] تصنیف [illegible] کے بعد [illegible] تصنیف "معدن الجواہرات" اور "مخزن اسرار الاطباء" [illegible] حکیم محمد مہدی [illegible] اولاً تصنیف [illegible] کلیات و معالجات پر مشتمل [illegible] کتاب [illegible] ہیں

مذکورہ معاملات کا غور و فکر کے بعد [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ دونوں کتابوں کا سلسلہ تصنیف و تالیف حکیم محمد مہدی کے والد حکیم محمد جعفر اکبر آبادی [illegible] حکیم محمد [illegible] کے [illegible] جاری ! [illegible] کتب [illegible] حکیم محمد مہدی [illegible] کے قلم [illegible] ہوئی ہو [illegible] انہوں نے دو سال کے وقفے سے ان کتابوں کے تاریخی نام "معدن الجواہرات" [illegible] اور "مخزن اسرار الاطباء" [illegible] رکھ دئے [illegible] ان کی تمہید بھی اپنے قلم سے لکھی ہو [illegible] دونوں کتب کی تمہید ایک ساتھ [illegible] "معدن الجواہرات" اور "مخزن اسرار الاطباء" کی تمہید کی عبارت کا مشترک حصہ ذیل میں [illegible] کر رہا ہوں :-

حکیم محمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

اعلیٰ پایہ کے طبیب تھے۔

حکیم محمد [illegible]

[illegible]

کتاب "معدن [illegible]

۲۲۱ پر حسب ذیل فرمایا ہے:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے صفحہ ۲۲۲ پر حسب ذیل فرمایا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مصادر [illegible] تصحیح کتاب معدن [illegible]

[illegible]

سے استفادہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ [illegible]

وتحفۂ علائی و زبدۃ الطب۔

۲۔ [illegible]

۳۔ نفیسی۔ [illegible]

[illegible] موجود ہے۔

[illegible]

[illegible] میں موجود ہے۔

[illegible]

[illegible] پبلک لائبریری میں موجود ہے۔

[illegible] مطبوعہ ہے۔

۸۔ [illegible] مصنف [illegible]

[illegible] شائع ہو چکی ہے [illegible]

شائع ہوچکا ہے۔

[illegible]

۳۔ [illegible] میں موجود ہے

۴۔ [illegible] کا نسخہ [illegible] میں موجود ہے۔

۵۔ [illegible] مصنف [illegible]

۶۔ [illegible] مصنف [illegible] اس کتاب کا مخطوطہ [illegible]

خدا بخش پبلک لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

۱۷۔ حکیم کمال الدین حسین شیرازی:۔ مصنف رسالہ تریاق فاروق وغیرہ (تریاق فاروقی حکیم سید ظل الرحمن صاحب کے پاس موجود ہے۔

۱۸۔ قادری: "[illegible] قادری" (فہرست مخطوطات فارسی پاکستان، مرتبہ احمد منزوی جلد ۱ ص ۱۴۸ پر درج ہے، احمد کی تصنیف ہے کتاب کا [illegible] ہے۔

۱۹۔ حکیم محمد باقر: [illegible] شمس الدین محمود الشیرازی مصنف "قرابادین و مقاتیس [illegible] وغیرہ

۲۰۔ تذکرہ: تذکرہ [illegible] حکیم [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible] ۱۲۸۰ھ۔

۲۱۔ حنین بن اسحٰق:۔ مترجم جوامع [illegible] وغیرہ کتب طبیہ یونانیہ

۲۲۔ اقلیدسی: [illegible] سمرقندی کی تصنیف [illegible] جسے اس کے مصنف نے قانون [illegible] الصناعات [illegible] قانون شیخ الرئیس [illegible] حکمت وغیرہ سے [illegible] کرکے [illegible] کی لکھی ہوئی [illegible] ہے

۲۳۔ [illegible]:۔ مصنف حکیم [illegible] مترجم اردو حکیم [illegible] حسین [illegible] ادویہ، دکٹوریہ [illegible] لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۴۔ جالینوس: مصنف "[illegible]" [illegible] متعلق جالینوس کے [illegible] [illegible] ہے۔

۲۵۔ شرح [illegible]:۔ مصنف [illegible] [illegible] موجود ہے

۲۶۔ معالجات بقراطیہ:۔ مصنف ابوالحسن احمد بن محمد الطبری متوفی [illegible] [illegible] مخطوط [illegible] دیوبند [illegible] [illegible] یونیورسٹی [illegible] میں موجود ہے۔

مذکورہ مصادر و مراجع کی روشنی میں کتاب "معدن تجربات" کی طبی افادیت واضح ہو جاتی ہے۔ نیز مصنف کتاب میر محمد مہدی کی مہارت فنی اور وسعت نظری بھی آشکار ہو جاتی ہے حقیقت یہ ہے

[illegible] مصنف نے یہ کتاب بزبان فارسی [illegible] تصنیف [illegible] اپنے دعوے کو [illegible]

[illegible] کے مطالعہ [illegible] کر دیا ہے

ترتیب و تبویب "معدن تجربات"

کتاب "معدن تجربات" دو مقالوں [illegible] مشتمل ہے

مقالہ اول: [illegible]

رسالہ اول: [illegible] مقدمات و ترتیب [illegible] و طریق [illegible] و طلیس [illegible]

وکشتن فلزات وغیرہ۔

رسالہ دوم: تحقیقات [illegible]

رسالہ سوم: تحقیقات [illegible]

رسالہ چہارم: [illegible]

مقالہ دوم: [illegible]

خاتمہ: یہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

فصل اول: در اوزان و مکاییل۔

فصل دوم: [illegible]

فصل سوم: [illegible]

[illegible] کی روشنی میں واضح ہوتا ہے [illegible]

[illegible] موضوعات [illegible]

[illegible]

معدن تجربات کے قلمی نسخے

[illegible] متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ معدن تجربات کا ایک قلمی نسخہ [illegible] کتب خانہ [illegible]

علی ہمدانی [illegible] واقع [illegible] باڑہ [illegible] وقف [illegible]

ہے اس نسخے کے کاتب حکیم سید نقی علی صاحب ابن سید ہادی علی صاحب ساکن قصبہ جالی ضلع علی گڑھ ہیں جیسا کہ مخطوطے پر ان کی تحریر سے واضح ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے :۔

تمت تمام شد نسخہ معدن [illegible] بدست عبد المذنب سید نقی علی ابن سید ہادی علی جلالوی غفر [illegible] سید نقی علی صاحب [illegible] ربیع الاول ۱۲۶۰ھ [illegible]

طمع دارم از آنکہ من بندہ گنہگارم"

کاتب صاحب کی ایک دوسری تحریر جو مخطوطے کے صفحہ [illegible] پر ہے حسب ذیل ہے۔

کتاب معدن التجربات مرتبہ حکیم سید نقی علی ابن سید ہادی علی بیاض خاطر سید نقی علی [illegible] بتاریخ ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ ۱۸۴۹ء بمقام [illegible] کردہ صورت اختتام یافت"

اس دوسری تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ حکیم سید نقی علی صاحب [illegible] سید نقی علی صاحب کی طرف [illegible] نقل [illegible] کا لفظ اس مقام پر صحیح نہیں ہے "مکتوبہ" ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے نہ کہ ترتیب دیا گیا ہے۔

اس نسخے کے عنوانات وغیرہ سرخ روشنائی سے اور باقی عبارت سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے قلم جلی اور کتابت عمدہ ہے بعض مقامات پر عبارت پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے یا نہیں پڑھی جاتی اس لیے کہ کہیں کہیں الفاظ [illegible] کرم خوردہ ہو کر غائب ہو گئے ہیں۔ ص ۱۰۰ تا ۱۴۸ [illegible] کا [illegible] لگا دیا ہے جس کی وجہ سے [illegible] عبارت ناقص ہے جسے دیگر نسخوں کی مدد سے مکمل کیا جا سکتا ہے جو ہمدرد [illegible] دیگر کتب خانوں میں موجود ہیں اور جن کا تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ضخامت و سائز: "معدن التجربات" کا یہ نسخہ ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کی لمبائی ۱۱ انچ چوڑائی ۷ انچ ہے۔ سطور فی صفحہ [illegible] ہیں۔

۲۔ "معدن التجربات" کا دوسرا مخطوطہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ (بہار) میں موجود ہے۔ یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد مجلد ہے۔ جلد اول صفحہ ۱ تا ۲۲۴ ورق پر [illegible] جلد دوم صفحہ ۲۲۵ تا ۴۵۲ ورق پر یعنی کل کتاب ۴۵۲ اوراق پر مشتمل ہے یعنی ۹۰۴ صفحات پر۔ یہ نسخہ بھی جا بجا کرم خوردہ ہے اور اس کا نمبر ۲۵۹۳ ہے۔ سطور فی صفحہ سترہ اور سائز [illegible] ۹/۱۲ x ۷ ہے۔

ترقیمہ حسب ذیل ہے :

"تمت بالخیر کتاب "معدن تجربات" بخط بندہ رستم علی بلگرامی؛"

سنہ کتابت درج نہیں ہے

٣۔ "معدن تجربات" کا تیسرا قلمی مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کا ہے جو [illegible] ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد [illegible] میں موجود ہے جو ١٤٢ ورق پر مشتمل ہے۔ اس کے آخر میں [illegible] ہے

تمت [illegible] کتاب "معدن تجربات" [illegible] الی اللہ [illegible]

[illegible]

دیا گیا ہے، دام اقبالہٗ۔"

٤۔ "معدن تجربات" کا مقالہ دوم جو [illegible] پر مشتمل ہے اس کا مخطوطہ کتب خانہ انجمن [illegible] کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔ یہ مخطوطہ [illegible] اوراق [illegible] صفحات پر مشتمل ہے فی صفحہ ١٥ سطریں ہیں [illegible]۔ یہ مخطوطہ بھی کرم خوردہ ہے اور کہیں کہیں سے الفاظ غائب ہیں۔ آخر میں "نسخہ عبداللہ" لکھا ہے آخری عبارت حسب ذیل ہے:

[illegible] جلیل القدر و عظیم المنفعت است [illegible]

اس طرح یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔

اس مخطوطہ کا خط نستعلیق [illegible] ہے۔ عناوین سرخ روشنائی سے اور باقی عبارت سیاہ روشنائی سے لکھی گئی ہے۔

یہ نسخہ "معدن تجربات" کے مرکبات پر مشتمل ہے جس میں ترتیب حروف تہجی مرکبات کے نسخے درج کیے گئے ہیں از الف تا یا [illegible] مرکبات کے نسخے درج کیے گئے ہیں۔ اور معمولات سلف حکمائے قدیم سے کوئی نسخہ ایسا نہیں ہے جو اس میں درج نہ ہو۔ در اصل یہ قرابادین "معدن تجربات" کے مقالہ دوم پر مشتمل ہے اور فہرست "معدن تجربات" میں یہ مقالہ "مرکبات معدن" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کی فہرست جو ابتدا میں مرتب کی گئی ہے حسب ذیل ہے:-

باب الالف :- در نسخہائے ایارج و [illegible]۔

باب الباء :- در نسخہائے [illegible] و [illegible] و [illegible] و [illegible] و [illegible] [illegible]۔

باب التاء :- در نسخہائے [illegible]

باب الثاء :- در نسخہائے ثنا و رطوبس۔

باب الجیم :- در نسخہائے [illegible] و مخلوب و مجفف۔

باب الحاء :- در نسخہائے حب ہا و حشو و حساء [illegible]

باب الخاء :- در نسخہائے خرء و خندیقون و خمر و دوا [illegible] و خل و خشف [illegible]
و خلوق و خشکدار و خشیشہ و خبیث

باب الدال :- [illegible] و دوا ہا و دیگ بردیگ و دبس و دلوک

باب الذال :- در نسخہائے ذرور

باب الراء :- [illegible] و روشنایا

باب الزاء :- در نسخہائے [illegible]

باب السین :- در نسخہائے [illegible] سفوف و سک مسک وغیرہ سفوفات
[illegible]

باب الشین :- [illegible] و شیاف

باب الصاد :- در نسخہائے صابون [illegible] و صوت

باب الضاد :- در نسخہائے ضماد

باب الطاء :- [illegible] در نسخہائے طلاء

باب العین :- در نسخہائے عصیدہ و عطوس [illegible] و عقد سیماب۔

باب الغین :- در نسخہائے [illegible] و غسول۔

باب الفاء :- در نسخہائے [illegible] و فروش و فصوص [illegible]
و فلافلی و فرود می و فندقیون [illegible]

باب القاف :- [illegible] و قوقایا و قمیہ۔

باب [illegible] در [illegible]

[illegible]

باب [illegible]

باب [illegible]

[illegible]

باب [illegible]

باب [illegible]

باب الہا :- در [illegible] .

باب اللام الف :- در لا ذق

باب الیاء :- در [illegible] یا توفیق ویا اللہ .

[illegible] حکیم محمد مہدی [illegible]

[illegible]

کتابت کی ہے ۔

حکیم محمد مہدی کی دیگر تصانیف

[illegible]

پٹنہ اور اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ یہ دونوں نسخے راقم کی نظر سے گذر چکے ہیں

خدا بخش لائبریری میں "مخزن اسرار اطبا" کے مخطوطے کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۰۵ اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۰۰ ہے۔ اس کے سرنامہ پر تحریر ہے :

"قد دخل فی ملک محمد حمدی وانتقل الی الآخر وانا العبد المذنب مظفر حسین علی عنہ بن مسیح الدولہ مرحوم ۲۰ دسمبر ۱۸۹۹ عیسوی"

نیز اس نسخہ کے سرنامہ اور آخری صفحہ پر حکیم مظفر حسین ابن مسیح الدولہ کی ایک مہر ثبت ہے جس پر کندہ ہے۔

"برا عدائے دین شد مظفر حسین ۱۲۷۰ھ"

اس مخطوطے کے اوراق کی تعداد ۱۲۳ ہے [illegible] ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں نیز ناقص الآخر ہے۔ کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے۔

سٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد (افضل گنج واقع [illegible] حیدرآباد دکن) میں "مخزن اسرار الاطبا" مصنفہ محمد مہدی کا مخطوطہ دو جلدوں پر مشتمل ہے موجود ہے۔ جلد اول صفحہ ۱ تا ۷۰۲ اور جلد دوم صفحہ ۷۰۸ تا ۹۹۴۔ ہر صفحہ پر ۲۵ سطریں تحریر ہیں۔ ہر جلد کی پیمائش ۲۷ × ۱۷½ سینٹی میٹر ہے۔ یہ نہایت مکمل نستعلیق نسخہ ہے۔

۲- **رسالہ اسماء ادویہ** : یہ رسالہ سالار جنگ میوزیم لائبریری کے مخطوطات میں شامل ہے۔ یہ بہ ترتیب حروف تہجی ہے۔ یہ رسالہ [illegible] اوراق پر مشتمل ہے [illegible] سطریں فی صفحہ [illegible] پیمائش [illegible] ہے۔

ابتداء : "مقدمہ [illegible] [illegible] موافق [illegible] [illegible] مختلفہ [illegible] مناسب [illegible] خواص [illegible] [illegible] نوشتہ [illegible] بصورت تناقض [illegible] مصنف [illegible] [illegible] [illegible] یافتہ است [illegible] نوشتہ :

خاتمہ : [illegible] تصنیف حکیم محمد مہدی [illegible] [illegible] تالیف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وغیرہ

اس رسالہ کے صفحۂ اول کے بالائی حاشیہ پر رسالہ کا نام "مفردات ادویہ ہندیہ" غلط تحریر کیا گیا ہے اس لئے کہ اس نام کا دوسرا رسالہ نمبر ۶۱۰/۲۳ سبحان اللہ کلکشن مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔ لہٰذا تصحیح ضروری ہے۔

اس رسالہ میں حکیم محمد مہدی اکبرآبادی نے ادویہ کے ہندی ناموں کی وضاحت فرمائی ہے اور ان کے مترادف فارسی نام بھی لکھے ہیں اور اس اعتبار سے یہ ایک نادر رسالہ ہے

۳۔ **مفرداتِ ہندیہ**: یہ مخطوطہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اس میں بھی دواؤں کی ترتیب بہ حروف تہجی ہے۔ حکیم محمد مہدی اکبرآبادی نے یہ رسالہ برائے علاج امراض و دافع قبض وغیرہ لکھا ہے مفردات ہندیہ سے امراض کے علاج سے متعلق یہ ایک مفید رسالہ ہے۔ ادویہ کے خواص سے متعلق حاشیہ میں [illegible] درج ہے سطریں فی صفحہ ۱۵ اور پیمائش ۲۱×۱۶ سینٹی میٹر ہے۔ اس رسالہ کا مخطوطہ عبدالسلام کلکشن مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے۔

حکیم محمد مہدی کی تصنیف "معدن تجربات" اور "مخزن اسرار الطبا" کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ایک عالم و فاضل، ماہر و تجربہ کار طبیب حاذق تھے۔ آپ نے اپنے عہد سے قبل کی بلند پایہ طبی تصانیف سے استفادہ کیا اور ان کا جامع انتخاب دو ضخیم و مستند کتب (۱) معدن تجربات (۲) مخزن اسرار الطبا میں فرمایا [illegible] علم طب حاصل کرنے کے لیے طالب علم طب کو ان کتب کے علاوہ [illegible] رجوع کی حاجت باقی [illegible] ان میں علم طب [illegible] اور [illegible] مستند کتابیں ہیں

وہ اطبا جنہوں نے فارسی زبان میں علم طب کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں حکیم محمد مہدی ممتاز ہیں [illegible] "معدن تجربات" اور "مخزن اسرار الطبا" جیسی ضخیم کتب تصنیف فرما کے علم طب کو [illegible] فارسی [illegible] منتقل [illegible] اس اعتبار سے دونوں کتابیں حکیم محمد مہدی کا قابل قدر سرمایہ ہیں [illegible] اس قابل ہیں کہ ان کا ترجمہ [illegible] اردو [illegible] کیا جائے تاکہ اردو داں طبقہ و اطبا بھی ان معیاری کتب سے [illegible] استفادہ کر سکیں

معدن تجربات کی افادیت

حکیم محمد مہدی نے "معدن تجربات" میں [illegible] واقف [illegible] مرکبات طب کے متعدد

نسخے حکمائے متقدمین کی مستند کتب سے انتخاب کر کے شامل کتاب کئے ہیں جو باعتبار اجزاء باہم مختلف ہیں بعدہٗ مجموعہ اس اعتبار سے مفید ہے کہ مریض کے مزاج اور حالات اور موسم کے اعتبار سے کوئی مناسب مرکب حسب حاجت انتخاب کیا جا سکتا ہے، اور اسی اعتبار سے قرابادین "معدن تجربات" ایک نہایت مفید قرابادین اور ایک جامع فارماکوپیا ہے اور اسی اعتبار سے اس کتاب کی قلمی نقلیں متعدد کی گئیں جو ہندستان کے مشہور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ جن کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔

حکیم محمد مہدی نے اپنی حذاقت کی بنیاد پر متعدد نسخے اختراع کئے اور مشاہیر اطباء نے ان نسخوں سے استفادہ فرمایا۔ حکیم نعیم نعالج خاں [illegible] معمولات میں جو [illegible] مخترعہ حکیم محمد مہدی اکبرآبادی کا نسخہ ایت محمود آبین شامل فرمایا ہے[1]

"معدن تجربات" مصنفہ حکیم محمد مہدی اکبرآبادی کی تعریف پروفیسر حکیم ظل الرحمن صدر شعبہ علم الادویہ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے حسب ذیل فرمائی ہے۔

"معدن تجربات، مولفہ حکیم محمد مہدی بن محمد جعفر اکبرآبادی ۔۔۔ مفرد اور مرکب اور ہندستانی ادویہ مفردہ کے ذخیرہ کی قابل قدر [illegible] کے تفصیلی بیان کے علاوہ [illegible] المومنین اور الفاظ الادویہ کی ان غلطیوں کی جانب [illegible] مصنفین نے [illegible] کی عربی فارسی ناموں نے ہندی [illegible] کے سلسلہ میں [illegible] ہم معنی ناموں کے مطالعہ میں مولف کی کوششیں قابل اعتبار نہیں کی جا سکتی [illegible]"

ملاحظہ ہو ذخیرہ حکیم سید ظل الرحمن [illegible] لکھنؤ میں شامل [illegible] خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں ہیں۔

مدارک

1. "تاریخ الاطباء" مولفہ حکیم ڈاکٹر علاء الدین [illegible] ۱۹[illegible]ء
2. مخطوطہ "معدن تجربات" منسوبہ سید علی [illegible] سید [illegible] ۱۲۶۶ھ ذخیرہ حکیم سید محمد [illegible] الدین [illegible] سید [illegible] قیصر جلال محفوظ علی گڑھ۔
3. "مآثر الامراء" مولفہ صمصام الدولہ شاہنواز خاں [illegible] مترجم [illegible] محمد ایوب قادری [illegible] کراچی

---

[1] معمولات حکیم معالج خاں نمبر ۲۶۵۹ مخطوطہ [illegible] فارسی [illegible] خدا بخش اورینٹل [illegible] لائبریری پٹنہ

اردو بورڈ، ۳۶۱۔جی گلبرگ لاہور، ماہ [illegible] جون ۲۰۰۰ء، ص ۵۹۳، ۵۹۵۔

۴۔ "تاریخ محمدی" مصنفہ میرزا محمد بن رستم ملقب بہ معتمد خان دہلوی تصحیح و تحشیہ امتیاز علی عرشی، لائبریرین رضا لائبریری رامپور، ناشر پروفیسر سید نور الحسن ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات تاریخی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۵۔ "اطبائے عہد مغلیہ" مؤلفہ حکیم کوثر چاند پوری

۶۔ "عالمگیر نامہ" مؤلفہ محمد کاظم بن محمد امین، مطبوعہ کالج پریس کلکتہ

۷۔ "سبحۃ المرجان" مطبوعہ بمبئی۔

۸۔ "مآثر الکرام" مؤلفہ غلام علی آزاد بلگرامی

۹۔ "مآثر عالمگیری" مؤلفہ ساقی مستعد خان، تصحیح آغا احمد علی، ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ مطبوعہ ۱۸۷۱ء

۱۰۔ "علاج الامراض" مؤلفہ اشرف علما حکیم محمد شریف خاں صاحب دہلوی تصحیح حکیم سید فرید احمد عباسی پرنسپل زنانہ طبیہ کالج دہلی، مطبوعہ محرم ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۰ء

۱۱۔ "تاریخ شاکر خانی" مؤلفہ شاکر خان بن شمس الدولہ لطف اللہ خان صادق

۱۲۔ "طب اسلامی برصغیر میں" مطبوعہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۱۹۸۸ء

(13) Pharmacy in traditional Medicine by Hakim [illegible]
[illegible]
govt. of India) New Delhi, December 22, 1986.

۱۴۔ "مخطوطہ معدن [illegible]" خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ [illegible]

۱۵۔ مخطوطہ "معدن [illegible]" کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ یہ مخطوطہ اب اے پی اورینٹل لائبریری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ [illegible] حیدرآباد میں موجود ہے

۱۶۔ مخطوطہ [illegible] "معدن [illegible]" کتب خانہ اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۷۔ "خزانۂ عامرہ" مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۹۲۸ء

۱۸۔ "سرو آزاد" [illegible] مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۹۱۳ء

۱۹۔ "طب اسلامی ہندوستان میں" [illegible] یونیورسٹی کی طرف سے سمینار منعقدہ مارچ ۱۹۸۲ء کے مقالات شائع کردہ خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ

ممالک اسلامیہ کے سفرنامے

جادہ حق

سید عظیم اعظم آبادی

جادۂ حق

سیّد اعظم علی عظیم آبادی

(مصنف ۔ ۱۸۶۸ء)

سید اعظم علی صاحب [illegible] شوال ۲۹۶ھ

مطابق ۱۸۷۹ء کو حج کے سفر کے لیے روانہ ہوئے اور

جمادی الثانی ۲۹۷ھ کو واپس آئے۔ دوسری بار زیارات

عتبات عالیات (نجف و کربلا) سے مشرف ہوئے۔

ربیع الاول ۳۰۰ھ میں سفر کے لیے نکلے اور ربیع الاول

۳۰۱ھ میں واپسی ہوئی۔ سفر کا یہ دوسرا حصہ کسی اور

موقع پر دیا جائے گا۔ سفر حج کا حصہ پیش کیا جاتا ہے

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

[illegible]

جادۂ حق

[illegible]

[illegible]

جب وہ ماہ رمضان گذر گیا اور تاریخ نوین شوال ۱۲۹۶ ہجری تاریخ روانگی
قریب پہونچی بندہ من اتفاقات سے مکان قاضیپور واقع شہر پٹنہ میں مقیم تھا برادرم
میر محمد حسین صاحب بھی مقام مطلوبہ پر ہمارے پاس آ پہونچے اور مولوی
شاہ حسین صاحب بھی تیار ہو گئے اور ان سے تاریخ مذکور آنے کا وعدہ کر
گیا اوسوقت میرے شہر میں تھا جبکہ خسر بندہ سید خیرات احمد مرحوم بوجہ سفر
[illegible] دور دراز ہم لوگون کے خسر صاحب بھی رہتے تھا ہمارے جانے سے زیادہ تر
لگ جانے پر سمجھ کے تعجب کرتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ خود جاتے ہیں
ایسی مریضہ ضعیفہ کو اسواسطے لئے جاتے ہیں شاید ذکر ان کی شی لئے جاتی
ہے مگر وہ باوجود ضعف نقاہت کے اسقدر مستعد تھیں کہ کسی کو مجال ممانعت
نہ تھی اور خلد تو یہ خیال تھا کہ ہرگاہ حکم خدا عورت و مرد دونوں کے لیے برابر
مساوی ناطق و نازل ہے تو بندہ کو ان میں کیا سر تابی ہے جاننا چاہیے کہ مرد

بھون کا ان باپ سے زیادہ نگہبان ہے انشاء اللہ تعالے منزل مقصود
تک پہنچا ہی دیگا اسواسطے بنہایت بشاشت اور خضوع و خشوع سے
نیت ارادہ پر ثابت قدم رہے قبل تاریخ معینہ برادرم سید تفضل حسین معہ
بیت برادران و نور چشم پارۂ جگرم سید خیرات احمد عمرہ و قدرہ بمکان مغلپورہ
محلات شہر پٹنہ معہ دیگر اعزہ و اقارب واسطے وداع ہمارے مجتمع ہو گئے بوقت
وداع ہم لوگون کے فرزند ارجمند سید خیرات احمد سلمہ کی عجیب حالت
تھی کہ بوجہ مفارقت ہم لوگون کے بنہایت پریشان و اشک ریزان تھے اور
بوجہ سفر خیر ہمارے رخصت کرنے مین بھی نہایت سرگرم و مستعد سب پارۂ جگر
و نور چشم رہتے ہم دونون والدین کو لیے کسقدر خوش و خرم و مسرور و مشکور تھے
کہ ہر وقت وہ بخندہ پیشانی رگ و ریشہ سے ہم دونون آدمی ہر ہر عتبات عالیات مین
دل و جان سے ہمارے لئے دعاء ترقیات عمر و درجات و اولاد و اموال کی کرتے
رب خداوند عالم قبول فرماوے الغرض بتاریخ نہم شوال ۱۳۰۹ ہجری مطابق
۲۷ اسن ۱۲۹۸ فصلی یہ گنہگار با جماعۂ زائران اسٹیشن بیگم پور مین قبل دوپہر
پہونچگیا نور چشم نے ایک درجہ گاڑی خاص بلا اختلاط احد زر تعین
مبلغ للعہ معہ اسباب ہفت کسان تا مقام اسٹیشن بمبئی مقرر کرکے و
پاس حاصل کرکے درجہ مذکور مین آویزان کردیا اور پاس اسباب کا ہمارے
حوالہ کیا چنانچہ بعد نواخت چار گھنٹہ روز بعد ودیہ بندہ معہ اہل خانہ و شاکر
خدمتگار و برادرم مظفر حسین صاحب چھوٹے صاحب ساکن عظیم آباد جو میرے
ہمسایہ مکان مین رہتے تھے اور بھائی باونگے میر محمد عظیم صاحب جملہ ہفت کسان

گاڑی مذکور پر سوار ہوئے اور گھنٹی بجی اور گاڑی روانہ ہوگئی سب عزیزان
و سب مسافران سے رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام پر گئے اور ہم لوگون کی
نظرون سے غائب ہوگئے اور دم بھر مین بانکی پور پہونچ گئے وہان عزیزم
مولوی نثار حسین صاحب بھی منتظر تھے فوراً اوسی درجہ مین ہمراہ ہم سبھون کے
سوار ہوئے اور گاڑی روانہ ہوئی دوسرے روز قریب تین گھڑی کے اسٹیشن
[illegible] پہونچ گئی سب لوگ وہین فرود ہوکر حوائج ضروریات سے فرصت کرکے
اکل و شرب مین مصروف ہوئے اور اوس روز شب وہین بازار مین مقیم
رہے جب صبح ہوئی فوراً سب مسافران ٹکٹ جبل پور کا فی کس پانچ روپیہ حاصل کرکے
بتاریخ [illegible] بروز دوشنبہ گاڑی پر سوار ہوئے اور صبح ہوتے
جبل پور پہونچ گئے اور گاڑی سے فرود ہوکر سواری ڈاک گاڑی سرا مین آکر
مقیم ہوئے جیسے سرائے مینی کی تھی ویسے ہی سرائے جبلپور کی بھی بے مرمت
اور ویران پائی گئی ناگزیر ایک کوٹھری تنہا آٹھ آنہ پر کرایہ لیکر شب بسر کی اور
اکل و شرب سب لوگون کا بخوبی ہوا کسی طرح پر کچھ تکلیف نہوئی اور چونکہ اسباب کا
ہمراہ بریک مین لیجانا باعث دیر باری تھا اسواسطے ہم نے اسباب اپنا
اپنا جبلپور سے یکسر بمبئی روانہ کردیا اور رسید لے لیا اور ٹکٹ بھی جبل پور سے
بمبئی تک فی کس مبلغ آٹھ روپیہ مین حاصل کرکے بتاریخ ۱۲ شوال گاڑی پر
سوار ہوئے اور دو شبانہ روز مین بتاریخ ۱۴ شوال اسٹیشن بھائی کلہ
شہر بمبئی مین پہونچکر گاڑی سے فرود ہوئے اور بہ سواری بگھی اسٹیشن
دم باڑہ میر [illegible] علی صاحب مرحوم مین آکر مقیم ہوئے سبحان اللہ کیا

امام باڑہ سہ منزلہ ہے مرحلہ حاجیان وزواران کرایہ دیکر فرود ہوئے تہین
بند شیخ ... نیچے کے درجے مین اور جملہ ہمراہیان بالاخانہ کے درجہ مین
فرود ہوئے بہ انتظار جہاز بیس پچیس روز تک مقیم رہے اس عرصہ مین مرزا
قربان علی صاحب یکے از رفقاے نواب ولایت علیخان صاحب بہادر
بھی مع ... ہمراہ ہوگئے۔ بمبئی عجب شہر عظیم الشان ہے جسکے مکانات
سب عمدہ اور بلند اور سڑکین چوڑی چوڑی ہین دوکانون کی انتہا نہین اور
زبانین بھی وہانکی مختلف ہین مرہٹی۔ سندھی۔ تلنگ۔ ناگپوری۔ پارسی وغیرہ
بولی جاتی ہین مگر اردو ہر شخص بولتا اور سمجھتا ہے روزمرہ ہم لوگ یعنی برادرم
مظفر حسین صاحب و مولوی نثار حسین صاحب واسطے سیر و تفریح کے گشت
کیا کرتے تھے اور باعث عزیزان ہموطن ہونیکے کمال لطف تھا خورد و نوش
کی چیزین ہر قسم کی میسر آتی تھین چونکہ جہاز پر چیزین کھانے پینے کی بکتی نہین ہین
اسلئے ہم لوگون نے بقدر سفر کے انداز سے جنس اور گھی وغیرہ خرید کر لیا اور ایک
تھان ... سنگین سولہ گز عمدہ حسب خواہ واسطے احرام حج کے خرید کرکے
ہمراہ لے لیا بعد مہیا ہونے سامان سفر بانتظار جہاز بہت ایام گذاری ہوئی چند
اشخاص لکھنؤ ... بہ صلاح و مشورہ ان کو سب لوگون نے چٹھی جہاز
کی ... روپیہ کی حاصل کرکے منتظر وقت رہے چنانچہ بعد انتظار
بسیار اشتہار ہوگیا کہ اب جہاز کھلتا ہے سب حاجیان جلد سوار ہون
مجرد اشتہار ... ہم سب مسافران راہ خدا ایک چھوٹی کشتی پر جسکو بندر
بجری کہتے ہین مقرر کرکے بتاریخ ہشتم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۶ھ کشتی پر سوار

ہوئے اور قریب جہاز کے پہونچے اور اسباب جہاز پر روانہ کرنے لگے بعد اوسکے
خود سوار ہوکر نہایت عافیت و آسانی سے بالاے جہاز پہونچ گئے اور اندر طرح طرح
کے فرود ہوئے وہ جہاز انگل کمپنی کا بہت بڑا وسیع تھا جس طرح کے اندر
لوگ فرود ہوئے غالبا دو تین سو آدمی سے کم نہ تھے علاوہ اوس کے
جہان جہان جسکو جگہ ملی سطح و نوشہ وغیرہ مین بستر سے لگا کر بیٹھ گئے
اور اپنے اپنے صندوقون کو تین طرف رکھ کر اپنی جگہ معین کر لی بس جہاز پر
بڑے بڑے امرا و علما وغیرہ خاص ساکنان شہر بمبئی بھی تھے اور
کل مسافر تخمینا پندرہ سولہ سو سے کم نہونگے آخرکار آٹھوین یا نوین
ذیقعدہ کو لنگر اوٹھا اور جہاز روانہ ہوا آنا فانا تمامی عمارات و مکانات شہر
بمبئی کے نظرون سے غائب ہوگئے پھر تو بجز آسمان سیاہ اور پانی
سیاہ سمندر کے کچھ نظر نہ آتا تھا جدھر نظر کیجیے آسمان ہی آسمان تھا یا
پانی پانی بعد چند ساعت کے سب آدمیون کو متلی و قی و چکر و دوران سر ایسا
ہونے لگا کہ عیاذا باللہ دم بھر مین ہر کس و ناکس پریشان و نیم جان ہوگیا
جسکو دیکھا بدحواس سر بزانو پایا اہل خانہ کو جاری تو کشتی پر سوار ہوتے ہی
سے متلی وقے شروع ہوگئی تھی جہاز پر پہونچتے ہوتے نہایت بیچین ہوگئین
جہاز کمپنی کو بعد اونکا تو کچھ ٹھکانا نہ تھا بالکل بیجان تھین علی ہذا القیاس
برادرم سید ظفر حسین صاحب و مولوی شاہ حسین صاحب وغیرہ مسافران
اتنا یار کے بہت پریشان ہوئے شکر خدا کہ بندہ کو متلی وغیرہ کچھ نہین ہوئی
[illegible] تیسرے دن چوتھے روز جہاز کراچی بندر پہونچ گیا اور پانچ چار روز تک

لنگر انداز رہا کہ اس وجہ سے سب لوگون کی جان مین جان آئی قے متلی دور
ہوگئی کھانے پینے کی خواہش ہوئی برادرم میر مظفر حسین صاحب
و مولوی نثار حسین صاحب جہاز سے فرود ہوکر بسواری کشتی کوچک اندر
شہر کراچی بندر کے گئے اور اشیاء خوردنی روٹی گوشت پختہ و خام وغیرہ
خرید کر لائے سبھون نے خوب خوب نوش جان کیا اور دو تین روز لنگرانداز
ہونے سے سب لوگ قوی و توانا ہوگئے جہاز ایک کلان و وسیع تھا کہ کبھی
تلاطم و تہلکہ کچھ نہوا مگر تازہ یہہ مصیبت پیش آئی کہ جس طبقہ مین ہم لوگ
فرود تھے اوس مین مال تجارتی بہت تھا اسواسطے سب حاجیونکو حکم ہوا
کہ اپنا اپنا بستر بوریا بوتا علحدہ علحدہ اوٹھا رکھین کہ اس طبقہ سے مال
تجارت خلاص ہوگا اور اس شہر سے بھی مال تجارت لیا جاویگا چنانچہ کشتیان
چہار طرف ہر طرف جہاز کے مجتمع ہوگئی باستماع اس حکم کے عجب طرح کا تہلکہ
ہوا دم بھر مین سبھون نے اپنا اپنا بستر اوٹھا لیا سب طبقہ کا تختہ اوکھڑ
علحدہ ہوگیا بورہ کھینچنے کی کل کھڑی ہوگئی گھرنی کل کی گھر گھرانے لگی
و مال اندر طبقے کے جانے لگا تین روز تک سبھونکا فرودگاہ ...
رہا کھانے پینے سونے بیٹھنے کا کچھ ٹھکانا نرہا بارے بمشکل تین دن بعد داخل خارج
مال تجارت سب طبقہ بند ہوگیا سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے پر مرتبہ تجدید
آ بیٹھنے لگے واضح ہو کہ اسوقت بہت ہوشیاری و چالاکی درکار ہے کہ جلدی سے اپنا
بستر لگا دین ورنہ جگہ چھن جانے سے کف افسوس ملنا ہوتا ہے و چونکہ نیت
ہر شخص اپنی اپنی جگہ کی خواہش کرتا ہے اسلئے شور و شر بھی ہوتا ہے ...

ہندیونکو بہتر تین زبانی بھی ضرورت عرب و عجم خوب جدیکا مشق کرتے ہیں.
تو اس بعد تھوڑی دیر کے جہاز نے لنگر دیگا اور چند روز کے بعد عدن پہونچگیا
اور لنگر نہ رہا یہاں معلوم ہوا کہ عدن میں بھی ہم زچند روز لنگر نہ رہیگا
اور آئندہ بھی جو بجا مال تجارتی جہاز جاتے ہیں بہت ہی
باستماع اس مر کے سب حاجیونکو بڑا تردد ہوگیا کہ اس ہیں
زمانے کا خدا نخواستہ ہو گیا تو قیامت سو تصمیم نے بلوا
گیا بلکہ چند اشخاص عدن میں جا کر حکام انگریزی میں مستغیث ہوئے
زمانے کا تو ہمنے عظیم ہوتا اور جہاز پر بھی کپتان کو
سبھوں نے بہت پریشان کیا کپتان نے
کو مقام بمبئی ... حاجیان بلوا کر ... پہلے حاجیوں کو جدہ پہونچ
دینگے تاجروں کا مال ... ملک ... بمبئی سے فوراً ... دیا
حاجیوں کو جدہ پہونچیا اور تب تاجروں کا مال ... دوسرے روز
... سبھوں کو ... سب حاجیوں ... جہاز کی
... سب حاجیوں کو جدہ پہونچ ... تب مال تاجروں کا
خلاص کرینگے ... کہیں لنگر نہوگا ... سب
... فارغ ہوگئے تا اینکہ بعد دو یک روز کے سب لوگوں کو دیکھا کہ احرام
باندھنے لگے اور دو تین روز تک احرام باندھے ... محاذی
کے جہاز پہونچگیا کہ لنگر ... احرام
... سب اہل عظیم آباد و لکھنؤ ... باندھ ہو گیا تھا کہ محاذی

میقات جہاز پر احرام باندھنا خالی دغدغہ سے نہین ہے اور ہمارے برادرم حاجی
مولوی وزیر علی صاحب نے بھی تاکیداً ایسا ہی لکھا تھا کہ بمقام سعدیہ میقات پر پہونچکر
احرام باندھنا محض بے دغدغہ ہوگا اسواسطے ہم لوگون کا ارادہ مستحکم ہوگیا تھا
کہ سعدیہ میقات یمن پر پہونچکر احرام حج باندھینگے الغرض بمبئی سے جنبش کیکے
نوین جہاز جدہ پہونچکر لنگر انداز ہوا سب حجاج نے بہت بہت شکر خدا کا کیا
بیسوین ذیقعدہ کو جہاز سے فرود ہوئے اور کشتی بادی کوچک جو گرد جہاز
مجتمع ہوگئی تھی مقرر کرکے معہ اسباب سوار ہوئے کشتی والون نے حسب
معمول کشتی کو مین خانہ گمرک مین لگا دیا اور مردونکو اوتار دیا کہ محصول مکانی
داخل کرکے کنارہ دریا چلے آوین اور اسباب اوتروا لیوین ہم سب مسافران
راہ خدا نے فی کس یک یک روپیہ محصول داخل کرکے پہر کشتی پر آئے اور سب اسبا
ب اوتروا لیا اور سب عورتین بھی فرود آئین تا اینکہ شام ہوئی تلاشی واسطے عمدہ تا
درخواست کرکے پیادہ متعینات کر گئے کہ سب لوگ اسوقت کنارہ دریا شب بسر
کرین صبح کو بعد تلاشی اندر شہر جانا ہوگا ناگزیر شبباش سب لوگ مع اسباب
کنارہ دریا فرود تھے جب صبح ہوئی عمال شاہی نے آکر ہر ہر صندوق و گٹھری
کو خوب الٹ پلٹ کرکے بخوبی تلاشی لی کوئی مال ناجائز نہ ملا پہر بھی فی صندوق
یک یک روپیہ محصول لیکہ ہو ناکیا اور یہ سب انتظام طرف سے سلطان روم کے ہو
تہے۔ الغرض بعد اس خرابی و تکالیف کے سب مسافران مع اسباب اندر شہر داخل
ہوئے مرزا محمد علی صاحب نائب وسید ابو الفضل صاحب مطوف نے واسطے لیجانے ہم
حاجیان و زواران کی چند قطعہ مکانات کرایہ مین مقرر کر لیا تھا ہمین مکانونت

ہم سبھونکو بھی جگہدی کہ ہم سب مسافر وہان فرود ہوئے اور جو کچھ اسباب عزت
معلوف صاحب کی بہ بار برداری شتران روانہ مکہ معظمہ کیا گیا اسباب زیادہ تھا
فی کس ایک ایک اونٹ سات سات روپیہ کرایہ پر مقرر ہوا اور واسطے سفر سعدیہ
کے ایک اونٹ اپنے واسطے بکرایہ مبلغ ہفدہ روپیہ مع آمد و رفت تا مکہ
معظمہ اور دوسرا واسطے حاجی شاکر کے بکرایہ ہفت روپیہ مقرر کیا اور ایک
شغدف بھی دس روپیہ کو خرید کیا اور بتاریخ اٹھائیسوین شہر ذیقعدہ تاریخ
روانگی مقرر ہوئی اور جب شہر جدہ مین داخل ہوئے تو اپنی جدہ معظمہ حضرت
حوا علیہا السلام کے مزار مبارک کی زیارت کی بڑی تمنا ہوئی ایک خادم
کو وہان کے ہمراہ لیا اور برادرم میر مظفر حسین صاحب و مولوی نثار حسین
صاحب تینون آدمی واسطے زیارت قبر اطہر حضرت حوا کے چلے روضہ
مبارک بڑا طول طویل بہت کلان نظر آیا ایک گنبد بالائے سر دوسرا قریب
کمر اور دونون پانون کا نشان تا سمندر پہونچا ہوا معلوم ہوا حسب ہدایت
اون خادم صاحب کے زیارت سے مشرف ہو کر مقام پر اپنے آئے اور شکر
خدا کیا کہ پہلے زیارت سے اپنی جدہ معظمہ حضرت حوا کے مشرف ہوا سید ابو الفضل
صاحب معلوف ماشاءاللہ بڑے مرد دیانتدار ہین ہملوگ سب مسافرون
نے کل اسباب نقد روپیہ اور کاغذات نوشتہ وغیرہ باعتماد سید حوالہ اون
کے کردیا کہ مکہ معظمہ پہونچکر واپس لینگے اور کچھ مختصر اسباب نقد ضرورت
اخراجات آمد و رفت سفر سعدیہ کے ہمراہ لیا اور بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ بسواری
شتران کہ جسکے دونون طرف شغدف مثل دو میانہ کو چک کے بندھا رہتا ہی

ایک طرف خود و ایک طرف اہلخانہ سوار ہوئے اور شاکر تنہا ایک اونٹ پر
بطور گھوڑہ کے سوار ہوا اور قریب شام سب حاجی روانہ ہوئے یہہ قافلہ
آخری بہت چھوٹا تھا غالباً انیس بیس اونٹ سے زیادہ نہو گا اور سفر
پُر خطر تھا معطوف صاحب نے ایک شخص کو مرزا محمد علی ولد مقرر کر کے ہمراہ
کر دیا تھا کہ وہ محافظ و مددگار رہینگے اول روز بمقام بحریہ استقام ہوا بعدہ
یہہ طور رہا کہ تمام دن کھانے پینے آرام مین کٹتا تھا اور شب کو کوچ ہوتا تھا
تا اینکہ چوتھے پانچوین دن بمقام سعدیہ میقات الیمن پر پہونچ گئے۔

چوتھے پانچویں روز ذی الحجہ کے بوقت صبح داخل مکہ معظمہ ہو گئے
مرزا محمد علی صاحب معطوف نے ایک مکان کرایہ کا دلوادیا
اوس مین سب لوگ فرود ہوئے اور بعد الفراغ اکل و شرب
و غسل مستحب کے واسطے طواف خانہ کعبہ کے مستعد ہو گئے
مرزا صاحب موصوف سب حاجیون کو ساتھ اپنے لے چلے
قریب دوپہر حرم محترم میں داخل ہوئے۔

ایک روز مرزا محمد علی صاحب نائب معطوف و شیخ سالم افسر جماعت ن

و احمد جمال نے ہملوگون کے پاس آکر کہا کہ عمال سلطانی نے کرایہ
شتران بابت آمد و رفت مدینہ منورہ تا جدہ و باقرار اقامت
یک ہفتہ بمقام مدینہ طیبہ فی شتر شغدف دار تیس ریال تجویز
کر دیا ہے اور تاریخ روانگی قافلہ بھی مقرر ہوگئی ہے ۲۲ر ذی الحجہ
کو قافلہ روانہ مدینہ طیبہ ہوگا۔ آپ سب حاجیون کو جتنے شتر
مقرر کرنے ہون مقرر کر لیجئے اور آمادہ سفر رہیے۔ چنانچہ
ہمنے یک شتر با شغدف واسطے اپنے اور ایک شتر بہ نصف کرایہ
واسطے حاجی شاکر کے بنقا یت ۳۰ ریال پر کہ جسکا بحساب انگریزی
مبلغ [illegible] ہوتا ہے مقرر کر دیا اور احمد جمال نے جو سفر
عرفات مین ہم سبھون سے بہت خوش ہوا تھا خود درخواست
واسطے لیجانے ہملوگون کے کی ہم سبھون نے بھی بدل منظور
کیا اور مرزا محمد حسن صاحب اور سید ابو الفضل صاحب
موصوف کی بقدر وسعت خدمت کی اور علاوہ اوسکے حق امانت
اسباب کا بھی نذر کیا اور کل کرایہ شتران کا موصوف لیہ کو بے باق دیدیا
موصوف الیہ سفر مدینہ منورہ مین برابر ہملوگون کے ہم سفر و معین
و مددگار رہے اور جسقدر مال و اسباب نقد و جنس وغیرہ جدہ
مین حوالہ موصوف الیہ کے کر کے مکہ معظمہ پہونچکر واپس لے لیا
تھا اب بروقت سفر مدینہ منورہ کے اسباب صرف بقدر ضرورت
ہمراہ لیکر باقی سب اسباب مع نقد و نوٹ وغیرہ حوالہ موصوف الیہ

کے گیا کہ بعد مراجعت مدینہ منورہ کے جدہ پہونچکر کل اسباب
سفوخنہ واپس لینگے۔ چنانچہ بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ قافلہ مدینہ طیبہ جانے کو
طیار ہوگیا اور احمد جمال مع شتران واسطے ہملوگون کے
لیکر حاضر آیا اور باربرداری ہونے لگی سب حاجی یکے بادیگرے روانہ ہونے لگے
ہملوگ دس روز بمقام وادی الفاطمہ بانتظار قافلہ متوقف ہوئے وہان ایک چھوٹی
پہاڑی سے ایک چشمہ آب خوب صاف و شفاف جاری تھا سب
لوگ اوس روز وہین مقیم رہے اور خوب غسل وطہارت کیا۔ شام
تک سب حجاج مجتمع ہوگئے اور قافلہ تین چار سو آدمیون کا شامل
ہوگیا کچھ رات رہے قافلہ روانہ ہوا اور منزل بمنزل قیام
ہونے لگا۔ آبادی بستی مین کچھ نہین تھی۔ جہان جہان کنوان ملتا
تھا وہی منزل قرار پائی تھی۔ بعد وادی فاطمہ بیر محسن بعد اوسکے
بیر عسفان بعد اوسکے بیر قدیمہ بعد اوسکے نصف راہ مین رابغ ملا
جسکو اکثر رابق بھی کہتے ہین۔ یہان آبادی بستی کی بطور قصبہ
کے ہے اور قلعہ شاہی بھی ہے جس مین عسکر شاہی رہتے ہین
اور یہہ بستی کنارہ سمندر کے ہے کثر چیزین کھانے پینے کی ملتی
ہین بعد اوسکے بیر ابی الحصان بعد اوسکے شریفہ قریب مدینہ
منورہ کے واقع ہے چنانچہ ہملوگ چلتے چلتے بتاریخ دہم محرم
الاحرام مین روز عاشورہ کو داخل مدینہ منورہ ہوگئے۔ مرزا
محمد علی صاحب بھی ہمراہ قافلہ تھے وہان بھی ایک قطعہ مکان پختہ

وسیع کہ جس مین سب لوگ بہ آسایش تمام قیام پذیر رہین کرایہ مین دلوا دیا اور سب حجاج اوس مین قیام پذیر ہوگئے سب ہمراہیان نے صلاح کی کہ اعمال روز عاشورہ بجا لاکر اعمال زیارت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا لانا چاہیئے۔ چنانچہ سب لوگ امام باڑہ موسومہ حسینیہ مین گئے اور اعمال زیارت عاشورہ بجا لا سے بعد اوسکے اپنے منزل پر آئے اور سب زوار ان ہمراہ شیخ امیراللہ صاحب خادم حرم محترم مسجد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین داخل ہوئے سبحان اللہ عجب بارگاہ عرش پناہ ہی کہ فرش سے عرش تک نور نظر آتا ہی حسب ہدایت خادم موصوف اولاً زیارت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعدہ زیارت حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا بتول عذرا اندر ضریح مبارک حضرت رسول خدا اور پھر درمیان منبر و ضریح مبارک پڑھکر دو دو رکعت نماز زیارت ادا کی اور بحصول اس نعمت عظمیٰ کے سجدات شکر بجا لایا کہ بعد حصول زیارت روضۂ مطہر رسول خدا اعمال حج کامل ہوگیا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے حج کیا اور ہماری زیارت کو نہ آیا اوسنے مجھ پر ظلم کیا۔

••

علومِ اسلامیہ

ہندستان اور مغرب میں فلسفے کی شرح نگاری کا روایتی انداز اور مسلمانوں کی شرحیں

مولانا محمد عبدالسلام خاں

مولانا محمد عبدالسلام خاں
(سابق پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور)

ہندوستان اور مغرب میں فلسفے کی شرح نگاری کا روایتی انداز

اور

مسلمانوں کی شرحیں

[illegible]

حکمت و فلسفہ [illegible]

[illegible] سے سمجھنے کا نام رہ جاتا ہے۔

مسلم فلاسفہ اور ... [illegible] اس محدود معنی میں فلسفہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اندر ہی محدود رہا۔ ان کا یہ فکری [illegible] طبیعیات [illegible]

فنون میں عام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم مفکر [illegible]

چنانچہ یونانی نظریوں کے مختلف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نوفلاطونی فلسفہ اور مسلم فلاسفہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

A[illegible] place in History by O'Leary [illegible]

A [illegible] by Ale[illegible]

[illegible]

[illegible]

مرقاۃ از فضل امام وغیرہ

[illegible]

اس کو رواج دیا، اس کی تفسیر کی، تکمیل کی اور زیادتیں کیں۔ ابن رشد اگرچہ مشرق میں زیادہ روشناس نہ ہوسکا اور شیخ الرئیس کا ہی طوطی بولتا رہا لیکن مغرب میں ارسطو کا سب سے بڑا شارح مانا گیا اور اپنے یہودی مداحوں کے توسط سے اس کا تشریحی فلسفہ مغرب کی درسگاہوں میں بار پا گیا۔ غرض نوفلاطونی فلسفہ ارسطو کی طرف غلط انتساب کی وجہ سے براہ راست یونانی فلسفہ سمجھا جانے لگا۔ چونکہ مسلم فلسفیوں نے اپنے اضافوں، تکمیلوں اور تنقیحوں کو الگ نہیں کیا تھا بلکہ قدماء کی تشریحوں میں مخلوط کر دیا تھا، اس لیے وہ سب یونانی فلاسفہ کی ملک مان لی گئیں جب کہ حقیقت یہ تھی کہ اپنی مجموعی صورت میں یہ مسلمان فلاسفہ کی اپنی مستقل فکر تھی یونانی فکر سے بالکل الگ۔ چنانچہ اسی کو مسلمانوں کا فلسفہ اور اس کے مفکرین کو مسلم فلاسفہ کہا جانے لگا۔

مسلم فلاسفہ اور ان کی اصالت فکر

یہ سچ ہے کہ مسلم فکر کا سرچشمہ براہ راست بھی اور بالواسطہ بھی یونانی فلسفہ تھا۔ تاہم یہ کہنا مسلم فلاسفہ پر ظلم ہے کہ ان کی فکر میں اصالت اور اُپج نہیں ہے۔ مسلم فکر اگرچہ مذہب کے دائرے میں محصور رہی لیکن یہ دائرہ تنگ نہیں بلکہ اتنا وسیع تھا کہ اس میں الحاد تک سما گیا، بہت سی ایسی فکروں کو جو نہ صرف یہ کہ اسلام سے بے تعلق بلکہ اسلام کے مستند عقائد سے متناقض ہیں، ان کے حامیوں نے اس وسیع تر دائرے میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ اس دائرے میں محصور ہوتے ہوئے بھی مسلم فلسفے میں کافی اصالت اور طبع زادگی ہے۔ اسی فکری اصالت اور طبع زادگی کی بنا پر اس میں متعدد مذہبی فلسفیانہ مدارس وجود میں آئے اور پھلے پھولے۔ مسلمانوں کا علم کلام اور پھر اس میں اعتزال اور اشعریت، تصوف اور باطنیت مسلمانوں کی فکری اصالت اور طبعی جدت کی پیداوار ہیں۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مسلمان فلاسفہ نے یونانی فکر کو جوں کا توں قبول نہیں کر لیا تھا بلکہ اس میں ان کی اپنی تنقیحیں، طبع زاد تفسیریں، تکمیلیں اور اضافے بھی شامل تھے جو خالص فلسفے میں بھی ان کی اصالت فکر اور جدت طبع پر دلیل ہیں۔ ان مدارس فکر میں سے

ـــه Arabic thought and its place in History by O'Leary p. 253

ـــه ابن رشد از رینان (ترجمہ جامعہ عثمانیہ) ص۹۲

ـــه ابن رشد از رینان (ترجمہ جامعہ عثمانیہ) ص۹۹

تصوف نے تو ہندوستان میں کہیں کی فکر پر اثر ڈالا بھی اور قبول بھی کیا۔ جیسا کہ ہندوستانی صوفیہ کے وجودی تصورات اور ہندو ویدانت کے تقابلی مطالعے سے اور مسلم صوفیوں کے عشق و محبت اور آخری زمانے کی ہندو بھگتی کے مقابلے سے ظاہر ہوتا ہے۔[1]

مسلم فلسفہ پر عدم اصالت اور نقالی محض کے بے جا الزام کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ مسلم فلاسفہ نے قدما خصوصاً ارسطو سے غیر معمولی حسن عقیدت کی بنا پر ان کی [illegible] اور ان سے لیے ہوئے اجزا کو اپنے تنقیحی، تکمیلی اور [illegible] بنا [illegible] کی صورت میں مرتب کیا، جہاں ضرورت بھی قدما کے اعتقادات کی [illegible] اور ان کی تردید و توثیق بھی کی [illegible] کی ترجمانی [illegible] اور [illegible] ہی ہمیں بلکہ [illegible] متاخرین نے [illegible] کی [illegible] فکر کو قدما کی [illegible]

ہندو فلسفہ قدیم

مسلم [illegible] فکر کے [illegible] کو [illegible] نے پوری آزادی سے سوچا اور وہ صحیح سمجھا اسے [illegible] کے بیان کر دیا اور [illegible] پھیلے ہوئے [illegible] کی [illegible] چنانچہ یہاں کے مسلم اور مستند [illegible] کے منکر [illegible] ہیں۔ ویدوں کی صداقت [illegible] سانکھیہ، یوگ، ویدانت [illegible] اختیار بھی کیا

[1] [illegible] و ہند کے تعلقات از سید سلیمان ندوی [illegible]

[illegible], Vol. one, Introduction [illegible] IX, XI

[illegible] ہندی فلسفہ [illegible] داس گپتا [illegible]

ہندی فلسفے کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ فکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طرح کا برتاؤ، عقیدہ اور مذہب ہے جس کے ہندوستانی زندگی اور کردار پر مثبت اثرات ہیں۔

فلسفیانہ فکر میں کامل آزادی کے وجود کچھ تصورات یا معتقدات ایسے بھی ہیں جو ہندی زاویۂ فکر کے خمیر میں شامل ہیں اور انھوں نے ان کو نہایت واضح ہونے کی بنا پر عینی مشاہدات اور طبیعی مظاہر جیسی حیثیت دے دی ہے اور سامنے کی دیکھی بھالی حقیقتیں مان لیا ہے۔ مثلاً عمل، تناسخ اور نجات کے عقیدے۔ جو فلسفیانہ سہی مگر کسی خاص مدرسۂ فکر سے مخصوص نہیں بلکہ ہندوستانی زندگی کے لازمی جزو بن گئے ہیں اور عوام و خواص دونوں میں مذہبی عقیدے کے طور پر مانے جاتے اور برتے جاتے ہیں اور یہی عقیدے ہندوؤں کا گویا بین الفرقاتی مشترک مذہب ہے۔

ہندی فلسفہ باوجود مکمل آزاد ہونے کے اس کے اہم مدارس فکر نے یہاں کی الہامی کتاب وید سے اپنا رشتہ توڑا نہیں بلکہ انھیں کی نمائندگی کے دعوے دار رہے۔ چاہے یہ دعویٰ لفظوں سے آگے نہ بڑھے۔ شاید ہندوستان کا یہی خاص انداز فکر ہے جس سے ہندوستانی فلسفے کی اس روایت نے نشوونما پائی کہ شارحین نے کسی متن یا فکر کو سامنے رکھ کر پوری آزادی سے اپنی ذاتی فکر کی توضیح و تشریح کی اور اصل متن یا فکر کی توضیح و تشریح سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ مثال میں بادراین کے ویدانت سوتروں اور شنکر آچاریہ کی شرح کو پیش کیا جا سکتا ہے

مغربی اور مشرقی شرح نویسی

یونانی فلسفوں کی شرح نویسی | مغرب کے قدیم یونانی فلسفے میں کسی خاص متن کو سامنے رکھ کر اس کی تشریح کی مثال میرے علم میں نہیں۔ ہاں اپنی فکر کے ساتھ معاصر یا متقدم فلسفیوں کے آراء کے بیان ان کی تائید و تردید، خیالات ان پر اضافہ اور نقد و تبصرہ کر دیا جاتا تھا۔ افلاطون کی فکروں اور راویوں پر ارسطو کے تبصرے اسی انداز کی تشریح کی مثالیں ہیں لیکن [illegible] کے بعد

لہ Indian Philosophy by Max Muller Vol. two P. 5

سے نیا میلان شروع ہو گیا اور یونانی کی مخصوص فلسفیانہ متون کی حامل المتن شرحیں لکھی جانے لگیں۔ ان شرحوں کا بیشتر حصہ ارسطو کی کتابوں کی شرحوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ان میں کچھ شرحیں مخلوط بھی ہیں کہ جن میں شرحیں اور متن ممتاز اور الگ الگ نہیں مزید برآں اکثر شروح محض شرحیں نہیں بلکہ ان میں شارحین کے خاص اپنے نظریات بھی مخلوط ہیں[۱] چنانچہ مدرسہ اسکندریہ جو قدیم یونانی فلسفے کی آخری سانسیں تھیں اس کے نام لیواؤں؛ نوفلاطونی فلسفیوں میں کسی مستقل متن کو اپنی تشریحات کے ساتھ پیش کرنے کی مثال فرفوریوس کی اپنے استاذ افلاطینوس کی اینیڈس (Enneads) یا کتاب التسع کی تلخیص وتفسیر ہے[۲] جو مخلوط انداز کی شرح ہے۔

قرونِ وسطیٰ کے مغربی فلاسفہ میں شرح نویسی

قرون وسطیٰ کا کلامی فلسفہ جو نویں صدی سے پندرھویں صدی عیسوی تک پھیلا ہوا ہے اور مسلم فلاسفہ کے زیرِ اثر اور ان کے واسطے سے اسکندریہ کے نوفلاطونی فلسفے پر مبنی ہے[۳] مابعد کے یونانی شارحین کی یہ روایت یعنی خاص متن یا فکر کو سامنے رکھ کر شرح کرنے کا دستور ان میں بھی قائم رہا ساتھ ہی ساتھ یونانی فلسفے کی قدیم روایت بھی ان کے یہاں جاری رہی کہ وہ مستقل تصنیفوں کے ذریعے سے اپنے کلامی فلسفے کو پیش کرتے ہیں اور اس ضمن میں دوسروں کی رایوں کو بیان کر کے ان پر نقد وتبصرہ کرتے ہیں؛ قبول بھی کرتے ہیں اور رد بھی۔ اکوینا س کی سما تھیالوجیا (Summa Theologia) کو اس اندازِ بیان کی مثال میں پیش کیا جا سکتا ہے[۴]

مغرب کے فلسفۂ جدید کی شرح نویسی

مغرب کے کلامی فلسفے کے نقد وتبصرہ کی روایت جدید مغربی فلسفے میں بھی آئی۔ چنانچہ اصلاحی عہد اور اس کے بعد کے فلسفی اپنے اپنے مخصوص فلسفے کو قدمائے یونان کے انداز پر مستقل تصنیفوں میں پیش

---

۱ Simplicius on Aristotle edited by Richard Sorabji (Appendix) P. 141,142,14

۲ Arabic Thought by O'Leary P. 116

۳ A Short History of Philosophy P. 157,158

۴ ابن رشد از بیان ص 142 ، A short history of Philosophy P. 167-168

کرتے ہیں اور اسی ضمن میں دوسروں کی [illegible] بھی کرتے جاتے ہیں اور تائید و تردید بھی [illegible] کی تصانیف کا [illegible] انداز ہے۔

[illegible] کی تشریح [illegible] کے مشکل و مبہم عبارات کی توضیح کی جاتی ہے [illegible] بلکہ کبھی [illegible] کو سامنے رکھا جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتب [illegible] یعقوب بن اسحاق کندی [illegible] کی ارسطاطالیس کے بعض [illegible] ارسطو کے بعض [illegible] کی ہے۔

مسلمانوں میں [illegible] متعلق [illegible] تطبیق [illegible] ایک رائے [illegible] رسالہ قطبیہ، شرح تہذیب [illegible] کیا کرتے تھے۔

شروح و حواشی [illegible] منطق کے مصنفوں [illegible] کی تنقیق [illegible] مسلمانوں کی [illegible] خصوصیت [illegible] منطقیات [illegible] نے پوری آزادی کے ساتھ [illegible]

[illegible]

رسالہ قطبیہ [illegible] شرح [illegible] معروف میرزاہد متوفی [illegible]

حقیقی مفہوم اور اس کی تشریح کو یکسر ترک کر دیا ہے اور متن اور شرح کے مضمونوں میں کوئی ربط تعلق نہیں باقی رہتا ہے۔ تاہم اس اختلافِ مضمون کے باوجود شرحوں میں متون کے الفاظ اور عبارت سے بے تعلقی نہیں برتی ہے بلکہ ان کے معانی میں ہیر پھیر کر کے کسی نہ کسی طرح اپنی من مانی تشریح پر ان کو چسپاں کر دینے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح کی شرحیں جہاں تک میری نظر ہے تصوف سے مخصوص ہیں اور بیشتر قرآن کی تفسیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور صوفی صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی متوفی ۱۲۷۴ء کی اعجاز البیان فی کشف ام القرآن کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ اس میں تفسیر کے ذیل میں ان صوفیانہ اسرار کا بیان ہے جو ان کے نزدیک سورت کے الفاظ اور اس کی تعبیروں میں مخفی ہیں۔ اسی طرح کی سورۂ فاتحہ کی ایک دوسری تفسیر ہے جو کاتب کے بیان کے مطابق حضرت حسین کی تصنیف ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ انتساب قطعی غلط ہے اور بظاہر تیرھویں صدی ہجری کے ربع اول میں ہندوستان میں ہی لکھی گئی ہے۔ ان کے علاوہ اس قسم کی تفسیریں پورے قرآن پر بھی حاوی ہیں اور ان کا ذکر تراجم اور فہرستوں میں ہے لیکن میری نظر سے نہیں گذری ہیں۔ ہماری درسی تفسیروں میں قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی متوفی ۱۲۸۶ء نے اپنی تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل میں تفسیر کے ساتھ موقع بہ موقع صوفیانہ تاویلیں بھی کی ہیں لیکن یہ ضمنی نکات ہیں۔ اس سلسلے کی نہایت دلچسپ کوشش ابن حاجب کے 'کافیہ' کی شرح ہے۔ کافیہ نحو کی مشہور درسی کتاب ہے اور صرف عربی زبان کی نحو پر مشتمل ہے لیکن بلگرام کے عبد الواحد حسینی واسطی نے خالص صوفیانہ رنگ میں اس کی شرح کی ہے۔ یہ دسویں صدی ہجری کے اواخر یا گیارھویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی لیکن الفاظ کے کافی ہیر پھیر کے باوجود کافیہ کے بہت چھوٹے ٹکڑے ساتھ لگے نہ رہ سکے۔ اگر تحقیق و تلاش کی جائے تو اس قسم کی شرحیں مزید ڈھونڈی جا سکتی ہیں۔ چونکہ اس قسم کی تفسیروں اور شرحوں سے اصل متنوں کو نہیں سمجھا جا سکتا اس لیے لوگوں نے شرح و تفسیر کی حیثیت میں ان کو اہمیت نہیں دی اور ان کو صرف نکتہ آفرینی اور ذہانت کا کرشمہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

شرحِ اشارات

ان مخصوص شرحوں کو چھوڑ کر جو درحقیقت اپنی متنوں کی شرح نہیں ہیں مسلمانوں کے روایتی اندازِ شرح نویسی کو واضح کرنے کے لیے مشہور مسلمان فلسفی شیخ بو علی [illegible]

۱؎ [illegible]

سینا کی فلسفے میں ایک مختصر تصنیف اشارات کی شرح کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں جس کے شارح صاحب شرح اشارات چوتھی صدی ہجری کا سب سے بڑا فلسفی ہے۔ اسی طرح اس کا شارح امام رازی چھٹی صدی ہجری کا مشہور متکلم ہے۔ دونوں الگ الگ مدارس فکر کے نمائندے ہیں اور مخالف فکر و رائے میں ایک دوسرے کے مدمقابل۔ پوری شرح پر نظر ڈالنا اور اشارات میں جن جن مسائل پر بحث کی گئی ہے اور شارح نے ان کی توضیح اور تائید کی یا ان کی تردید کی ہے ان کا بیان تو اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں اور نہ شرح نویسی کے مسلمانوں میں مروج اسلوب کی وضاحت کے لیے ضروری۔ چنانچہ یہاں نمونے کے طور پر صرف ایک مسئلے پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ بھی بہایت مختصر اور ضروری تذکرہ۔

شیخ کا قول مشہور ہے کہ باری تعالیٰ کا جزئیات کے متعلق علم اگرچہ محیط ہے لیکن وہ کلی حیثیت سے ہے کیونکہ اس کی وحدت ہی وحدت ہے وہ بے تغیر بے تبدل جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ایسا ہی ہمیشہ رہے گا اور جزئیات کو جزئی حیثیت میں جاننے سے اس میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی شان ہمہ فعلیت و کمال واجبیت کے منافی ہے۔ شیخ باری تعالیٰ کے علم کی اس نوعیت کو پہلے دلیل سے ثابت کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جزئیات کو جزئی حیثیت میں جاننے سے ذات میں اس طرح تغیر لازم آتا ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لیے وہ مثالوں سے صفات کی متعدد قسمیں گنواتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ کس قسم کی صفت کی تبدیلی سے موصوف متاثر ہوتا ہے اور کس سے متاثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ان میں سے کچھ تو سیاہی سپیدی جیسی صفات ہیں کہ ان کے بدلنے سے موصوف کا اپنا ذاتی وصف ہی بدل جاتا ہے۔ کچھ اس طرح کی ہیں جیسے طاقت کی تہ میں کسی دوسرے جسم کو حرکت دینے کی قدرت۔ اب اگر وہ خاص جسم نابید ہو جائے تو اس مخصوص جسم کو حرکت دینے کی قدرت بھی باقی نہ رہے گی اور قدرت رکھنے والی شے کا یہ خاص وصف اس خاص جسم کے لحاظ سے زائل ہو جائے گا لیکن اس تبدیلی سے قادر شے میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوگا۔ البتہ اس کا وصف قدرت کے تعلق میں تغیر ہوگا کہ قدرت اب اس مخصوص جسم سے متعلق نہیں رہے گی لیکن جو وصف پہلے تھا یعنی قدرت وہ اب بھی ویسا ہی رہے گا۔ کچھ اس قسم کی صفات ہیں۔ مثلاً ایک شے جانتی ہے کہ ایک خاص

[illegible]

چیز نہیں ہے جب وہ موجود ہوئی تو اس کو علم ہوا کہ چیز ہے۔ اس حالت میں علم بھی بدلا اور اس کی نسبت اور تعلق بھی، اور محض کلی علم جزئیات کے علم کو محیط نہیں بلکہ ہر جزئی جزئی کے لیے جدید علم جدید تعلق کی ضرورت پڑے گی اور نفس ذات سے تعلق جزئی صورت کا ارتسام ہوگا چنانچہ جو ذات تغیر و تبدل کا محل نہیں اس میں پہلی اور تیسری قسم کا تغیر واقع نہیں ہوسکتا۔ ہاں دوسری قسم کے تغیر کی معروض ہوسکتی ہے کیونکہ یہ تغیر تعلقات میں ہے جو ذات پر اثر انداز نہیں۔

امام رازی نے چیدہ شیخ کے اس بیان کا سابق سے تعلق و ربط بیان کرکے اس کا منشا و مقصد بیان کیا ہے یعنی کہ زمانیات کے لیے تغیر ناگزیر ہے اور زمانیات متغیرہ کے علم سے خود ذات باری متاثر ہوتی ہے اور اس میں تغیر و تبدل رونما ہوتا ہے جو ذات باری میں ناممکن ہے لہذا اس کے لیے ان کا علم بھی ناممکن ہے۔ چنانچہ پہلے صفات متغیرہ کو تین قسموں میں تقسیم کرکے ان تینوں قسموں کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ ان کے بعد یہ بتلایا کہ شیخ کی بیان کردہ مثالوں کو پوری وضاحت سے ان اقسام پر منطبق کیا اور ان قسموں میں سے پہلی اور تیسری قسم کی صفت سے ذات میں تغیر و تبدل کیسے راہ پاتا ہے۔ اس کی توضیح کی [illegible] کے لیے نئے علم کی [illegible] اور ہر نیا علم نیا تعلق [illegible] کی صورت کا حصول [illegible] ہے اور ذات کا [illegible] انفعال و تاثر ذات کا تغیر ہے جو ذات باری میں ممکن نہیں اس لیے وہ پہلی اور تیسری قسم کی صفات متغیرہ سے موصوف نہیں ہوسکتی البتہ دوسری قسم کی صفات [illegible] ہوتیں صرف تعلق بدلتے [illegible] ہے یہاں تک شیخ کے بیان کی شرح کی [illegible] اور مفصلاً اس کی [illegible] کے بعد شیخ کے بیان [illegible] کیا کہ فلاسفہ تعلقات و اضافات کا خارجی وجود مانتے ہیں [illegible] ہے کہ باری تعالیٰ میں عارضی تعلقات و اضافات سے [illegible] باری کے تغیر کو مستلزم نہیں۔ [illegible] عارضی صفات یعنی اضافات و تعلقات [illegible] ورنہ متصف ہوسکتا ہے [illegible] متصف ہوا گویا ذات پر اس عارضی اتصاف سے الا تغیر و تبدل جائز ہے [illegible] بنا پر ذات میں تغیر و تبدل کیوں ناممکن ہے اور اس نقطے پر صفت عارضہ یعنی تعلقات [illegible]

اوصاف حقیقیہ میں کیا فرق ہے اور کیوں ہے۔ تاہم اگر تم صفات عارضہ اور صفات حقیقیہ میں اس نقطے پر فرق کرتے ہی ہو تو سرے سے علم ہی کو صفت حقیقی نہ قرار دو۔

لیکن اس اعتراض کو قوی سمجھ کر بے جواب دیے چھوڑ دیا اور فلاسفہ کے مقابلے میں اس مسئلے کے متعلق اپنی ذاتی رائے بیان کی اور فلاسفہ کی غلطی پر متنبہ کیا کہ یہاں اصل غلطی یہ ہے کہ تم نے علم کو ایسی صورت کو قرار دیا جو عالم کی ذات میں مرتسم ہوتی ہے اور ہر لحاظ سے اپنے معلوم یا متعلق علم کے مساوی ہوتی ہے اور ظاہر ہے صورتوں کا ذات میں ارتسام اور پھر ذات سے ان کا زوال ذات کے تغیر میں اثر انداز ہوتا ہے اور ہم فلاسفہ کے اس غلط خیال کی کہ علم صورتوں کا ارتسام ہے، پوری طرح تردید کر چکے ہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ علم درحقیقت صورت نہیں بلکہ عالم و معلوم کے درمیان ایک خاص قسم کی نسبت ہے اور بس۔ لہٰذا علوم متجددہ میں صرف نسبتیں اور تعلق بدلتے ہیں۔ ذات میں تغیر نہیں سرایت کرتا۔ چنانچہ علم میں تغیر صرف اضافتوں کا تغیر ہے نہ کہ مضاف الیہ اور ذات کا۔ اس کے بعد ان لوگوں کی تغلیط کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جزئیات معلومہ کا تغیر ذات کے تغیر کو مستلزم نہیں، تا آنکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ علم صورت حاصلہ نہیں بلکہ مخصوص تعلق ہے اور تعلق کے تغیر سے ذات میں تغیر نہیں ہوتا۔ اس کے بعد علم کے اضافت ہونے کو تحقیقی طور پر بیان کیا ہے اور اس کی توضیح کی ہے۔ یہاں شیخ کے مذکورہ سابق قول کی جس کو خود شیخ کی عبارت میں نقل کیا گیا ہے شرح ختم ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح اشارات از رازی مع حاشیہ شرح طوسی مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ جزء دوم)

(اضافہ حسب فرمائش مکرمی جناب ڈاکٹر بی کے شری واستو راجستھان یونیورسٹی جے پور)

مسلمان فلاسفہ و متکلمین کے ان اساطین کے علاوہ بعد کے لوگوں میں اثیر الدین مفضل بن عمر ابہری سمرقندی متوفی ۶۶۳ھ کی ہدایۃ الحکمۃ کی شروح میں ایک صدر الدین محمد بن ابراہیم شیرازی معروف بہ ملا صدرا کی شرح ہے جو اپنی تفصیل و تدقیق کے لحاظ سے بہت اہم سمجھی جاتی ہے اور سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی رہی ہے۔ اس میں قدماء کے اختلافات، ان کے دلائل اور شارح کی اپنی تحقیقات کا مفصل بیان ہے۔ کسی خاص مسئلے پر اس کی شرح کا مفصل نمونہ بہت طویل بیان چاہتا ہے جس کا یہ مختصر مقالہ متحمل نہیں، میں متن کے عنوان بحث اور اس کے ایک ٹکڑے پر شارح کی شرح بحث کا صرف ایک نمونہ خاکہ پیش کیے دیتا ہوں۔ باقی قیاس کن زگلستان من بہار مرا

متن کا عنوان ہے "در زمان" اس کے تحت شارح نے اس کے تین مقصد قرار دیے ہیں۔ زمانے کے وجود پر تنبیہ۔ اس کی ماہیت کی تحقیق اور اس کی ابدیت و ازلیت کا اثبات۔ اصل مقصدوں کی شرح سے پہلے شارح نے زمانے کے متعلق لوگوں کے اختلافات بیان کیے کہ کچھ لوگ اس کو حسی موجودات میں شمار کرتے ہیں اور کچھ ذہنی موجودات میں۔ حسی وجود کے قائل بعض اس کو جوہر اور قائم بالذات مانتے ہیں بعض عرض اور قائم بالغیر۔ جوہریت کے مدعی کچھ تو مجرد، غیر مادی مانتے ہیں جن کا ایک فرقہ تو اسی کو واجب تعالیٰ اور خدا سمجھتا ہے (ہمارے زمانے میں اقبال کی بھی یہی تحقیق معلوم ہوتی ہے) اور کچھ مادی اور جسمانی کہتے ہیں جو عرض سمجھتے ہیں وہ اس کو ناقرار تو کہتے ہی ہیں، اس میں مختلف ہیں کہ وہ خود ہی حرکت ہے یا خود حرکت نہیں ہے۔

اس تفصیل کے بعد مذہب کے دلائل، ان کی خامیاں، ان پر غلط اعتراضات کی تردید، پھر شارح کے نزدیک جو مسلک صحیح ہے اس کا اثبات ہے۔ یہ پوری بحث بہت دقیق اور عمیق مطالعہ چاہتی ہے۔

اس کے بعد بحث زمان تین مقصدوں پر مشتمل ہے ان میں سے پہلے مقصد یعنی اس کے وجود پر اصل متن کی تنبیہ کی شرح کی ہے۔ متن کی وجود زمان پر تنبیہ یہ ہے۔

ہم نے کسی مسافت پر ایک خاص انداز سے ایک درجے کی تیز اور دوسری کچھ مدھم ساتھ ساتھ شروع اور ختم ہونے والی حرکتیں فرض کیں تو مدھم تیز کی مسافت سے کم مسافت طے کرے گی اور تیز مدھم سے زیادہ مسافت طے کرے گی۔ اور دونوں حرکتوں کی شروعات اور ختم میں سے کسی ایک میں ہی موافقت ہوتی ہے۔ یعنی [illegible] طے شدہ مسافت یکساں بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری حرکت میں اگر یکساں درجے کی تیزی فرض کریں اور شروع و ختم میں موافقت ہو تو دونوں کی طے کی ہوئی مسافت کی مقدار ایک ہی ہوگی اور اگر [illegible] شروع ہوئی اور [illegible] اس کے برعکس ہوا تو ایک کی طے کی ہوئی مسافت دوسری کی طے کی ہوئی مسافت سے کم ہوگی اور یہ واضح ہوا تو تیزی کی شروعات اور ختم کے بیچ ایک امکان یعنی ایک ایسی محدود شے ہے [illegible] ایک معین مسافت کو معین تیزی سے [illegible] طے [illegible] سے کم مسافت طے کرنے کی گنجائش ہے [illegible] وسعت میں تیز اور [illegible] ہے

[illegible] دلائل سے [illegible] ہوئے ہیں۔

کی قابلیت ہے اور یہ مقدار ہے اور گنجائش حرکت کے لیے تو بعینہٖ مسافت ہے
نہ حرکت ہے تاہم تیزی اور مدھم پن سے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں اختلاف ہو سکتا ہے جبکہ
گنجائش باقی رہتی ہے اور یہ سب موافق ہو سکتے ہیں جبکہ گنجائش مختلف ہوتی ہے۔ امام رازی نے
مباحث مشرقیہ میں اسی دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس دلیل میں تیزی اور مدھم پن جن کے مفہوم میں
زمان شامل ہے اور حرکتوں کی شروعات و ختم میں ساتھ ہونا جن کے معنی معیت میں ملحوظ
ہیں ان دونوں امروں کا ثبوت زمان کے ثبوت کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ اس دلیل میں دور (یعنی ہیر
پھیرا) ہے کہ زمانے کے ثبوت سے پہلے ہی زمانے کو ثابت مان لیا گیا ہے اور اس طرح زمانے کا ثبوت
خود زمانے پر موقوف رہتا ہے۔ (یہ تو تھی امام رازی کی بات) جواب دیا ہے کہ اس دلیل سے مقصود زمانے
کا وجود ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ مقصود تو زمانے کی ایک خاص نوعیت کو ثابت کرنا ہے کہ وہ حرکت کی
مقدار ہے کیونکہ اس کا اصل وجود تو واضح ترین بدیہیات میں سے ہے اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ
زمانہ ظاہر الوجود اور خفی الماہیۃ ہے (چونکہ شارح نے اصل بحث کے مقاصد میں زمانے کے
اثبات اور اس کے مقدار حرکت ہونے کے اثبات کو الگ الگ مقصد قرار دیا ہے اور امام کا
جواب اس پر مبنی ہے کہ مقصد زمانے کا اثبات نہیں بلکہ اس کے مقدار حرکت ہونے کا
اثبات ہے اس لیے شارح کے بیان کے پیش نظر، مناسب توجیہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے
کہ اصل غرض یہاں زمانے کو اس حیثیت میں ثابت کرنا ہے کہ اس پر اس کے مقدار حرکت ہونے
کا اثبات مرتب ہو سکے) اور یوں بھی جواب دیا جاتا ہے کہ ان امور کے وجود کا علم زمانے کے
وجود حسی کے علم پر موقوف نہیں کیونکہ جو لوگ اس کے وجود حسی کے قائل نہیں وہ بھی تیزی
کی شدت و خفت اور حرکتوں کے ایک دوسرے سے تیز اور مدھم ہونے کے معترف ہیں اور
اس اعتراف کے لیے زمانے کا کوئی نہ کوئی وجود کافی ہے چاہے اس کا حسی وجود ہو چاہے ذہنی۔
لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دلیل کا مقصد زمانے کا حسی وجود ثابت کرنا ہے اور دلیل میں مذکورہ
امور زمانے کے فی الجملہ وجود پر موقوف ہیں نہ کہ اس کے وجود حسی پر۔ لہٰذا دور لازم نہیں آتا۔
جواب کی تقریر کے بعد شارح نے اس جواب کے غلط موقف پر متنبہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ
بنیادی طور پر یہ جواب اگرچہ صحیح ہے لیکن اس کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ،

زمانے پر موقوف ان امور کی اصل حقیقتیں ہیں نہ کہ ان امور کے وجود کا علم؛ ان کے وجود کا علم تو اُن بدیہیات میں سے ہے جو زمانے کے حسّی ہونے یا ذہنی ہونے کے لحاظ کا محتاج نہیں اور دلیل میں جس کا لحاظ ہے وہ یہ (یعنی علم بالوجود) ہے نہ کہ وہ (یعنی ان کے مفہوموں کا تصور اور اصل حقیقتیں، چنانچہ موقوف اور موقوف علیہ الگ الگ ہیں لہٰذا دور لازم نہیں)

شرح و متن کے اس اقتباس سے ملا صدرا کی شرح نگاری کا اسلوب سامنے آ گیا ہوگا اور اشارات کی شرحِ رازی اور ہدایۃ الحکمۃ کی شرحِ صدرا کا فرق بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ پہلی میں متن اور شرح "اس نے کہا" اور "میں کہتا ہوں" کی تصریح کے ساتھ ہے اور دوسری میں متن کو شرح سے ملا کر لکھا گیا ہے اور متن پر خط کھینچ کر یا دوسرے رنگ سے لکھ کر ممتاز کیا گیا ہے۔ اب میں غیر ضروری طوالت سے بچنے کے لیے صرف متن سے استدلال کی تکمیل کیے دیتا ہوں اور شرح کو نظر انداز کرتا ہوں۔ یہ ممکن ہے اگرچہ متصرم اور مجتمع ہونے کے قابل ہے اور مادیات میں سے ہے کہ اس کے اجزا ساتھ ساتھ نہیں موجود ہوتے چنانچہ یہ امکان اپنی پیش، مادہ اور مدت چاہتا ہے اور زمانے سے جدا نہیں۔ یہاں تک زمانے کے وجود پر تنبیہ تھی جو بحث کا پہلا مقصد تھا۔ آگے اس کی ماہیت کی تحقیق اور اس کی ازلیت و ابدیت کا بیان ہے جس کو چھوڑتا ہوں (شرح ہدایۃ الحکمۃ از ملا صدرا مطبوعہ مطبع علوی ص ۲۲۰–۲۲۱)

مسلمان فلسفیوں کی شرح نویسی کا یہ مختصر روایتی نمونہ ہے اور شرح کا یہ روایتی اسلوب فلسفیانہ شروح سے مختص نہیں بلکہ غیر فلسفیانہ شروح و حواشی میں بھی عام ہے لیکن موجودہ عہد میں قرآن، حدیث اور منقولات کی شروح و حواشی کو چھوڑ کر بالکل متروک ہو چکا ہے۔ قرآن، حدیث اور منقولات میں اس قدیم اسلوب کے باقی رہنے کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ ان میں مختلف وجوہ سے الفاظ و عبارات کی بھی خصوصی اہمیت ہے۔

جہانِ سرسیّد

سرسیّد کی دینی برکتیں

مولانا عبدالحلیم شرر

سرسید کی دینی برکتین

ایک

مدلل پُر معنی اور فاضلانہ لکچر

جو

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر مدظلہ العالی کی زبان حقیقت ترجمان

سے

ایک سال سید مرحوم کی برسی کے موقع پر ایک عظیم الشان مجمع میں دیا گیا

اور

خاکسار محمد سراج الحق منیجر پبلشر دلگداز نے

سنہ ۱۹۱۳ء میں

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان میں چھاپ کے

شائع کیا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طبع ثانی

عرض حال

سر سید مرحوم کی برسی کے زمانے میں مولوی محمد عزیز مرزا صاحب مرحوم (مغفور) کی کوشش سے تقریباً ہر سال میں حیدرآباد میں جلسہ سر سید مرحوم کی یاد تازہ کرنے کے لیے کیا جاتا تھا چنانچہ ایک سال ایسے ہی موقع پر مولوی عزیز مرزا صاحب نے مجھے مجبور کیا کہ اس صحبت میں سید صاحب مرحوم کی دینی برکتوں پر کچھ عرض کروں۔ میں بالطبع ایسے جلسوں سے بھاگتا ہوں۔ اور جہاں تک بنتا ہے علیحدہ ہی رہتا ہوں مگر مولوی صاحب مرحوم کے اصرار سے مجال انکار نہ ہوئی۔ اور میں نے یہ لکچر جو پبلک میں پیش کیا جاتا ہے ایک بہت بڑے مجمع میں جس کے پریسیڈنٹ مسٹر اکبر نذر علی حیدری تھے پڑھ کے سنایا۔ اس عنوان سے تو اکثر حضرات چونکے تھے۔ مگر اس کے سن لینے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے اس پر اعتراض یا اس سے اختلاف کیا ہو۔

پہلے اسے میرے دوست ظفر علی خاں صاحب بی۔ اے ایڈیٹر زمیندار نے اپنے رسالہ "دکن ریویو" میں شایع کیا تھا۔ پھر جناب منشی حسن الدین خاں صاحب خاموش کی قدردانی سے عزیزی پریس آگرہ میں ایک مستقل رسالے کی حیثیت سے طبع ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر حضرات اسے دلگداز پریس سے طلب فرمانے لگے۔ اسی خیال سے میں نے اسے دلگداز پریس میں بھی طبع کر دیا۔

اکثر حضرات کی خواہش تھی کہ اس ایڈیشن میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ مگر چونکہ یہ وہ چیز ہے جو پبلک میں پیش ہو چکی ہے اور ایک خاص جلسہ کی یادگار ہے لہذا مجھے مناسب نہیں معلوم ہوا کہ اس میں کچھ رد و بدل کیا جائے۔

بس اس سے زیادہ کچھ عرض کرنے کی مجھے ضرورت نہیں معلوم ہوئی۔

خاکسار محمد عبدالحلیم شرر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرسید احمد خان کی دینی برکتین

سرسید کے خلاف جو ہنگامہ آج سے ۳۰۔ ۳۵ سال پہلے زور و شور پر تھا۔ اُن کی زندگی ہی مین کم ہو چلا تھا۔ اور اب اُن کے انتقال کے دس گیارہ برس بعد تو ہم دیکھتے ہین کہ وہ سب اختلافات ہباءً منثوراً ہو گئے۔ اور ہر شخص اتنا ضرور تسلیم کر رہا ہے کہ سید مرحوم مسلمانون کے سچے خیرخواہ اپنی قوم کے فدائی اور اپنے ہم مذہبون کے ولی دوست تھے۔ اس کا اعتراف کرنے مین بھی کسی کو تامل نہین کہ اُن کی ذات سے مسلمانون کو بہت بڑا فائدہ پہونچا۔ بلکہ اکثر صاحب عقل عاقبت اندیش اور زمانہ شناس لوگ جو ایسے کہتے ہین کہ ممالک متحدہ و پنجاب ہی نہین سارے ہندوستان کے مسلمانون کو صرف ایک شخص نے تباہی و پامالی سے بچا لیا۔ اور وہ شخص سرسید تھا۔ لیکن سید صاحب کی زندگی کے اس رخ پر کہ قوم کو اُن کی ذات سے کیسے کیسے دنیوی فائدہ حاصل ہوے بہت کچھ غور کیا جا چکا۔ اور سب اتفاق کر چکے ہین۔ اور تسلیم کر لیا گیا کہ مسلمانون کی دنیوی ترقی کے لیے اُن کی ذات ایک فرشتہ تھی۔ چنانچہ جب اُن کا نام آتا ہے تو ہر جگہ تحسین و مرحبا کی صدائین زور و شور سے گونجنے لگتی ہین۔ لہٰذا اب اس بارۂ خاص مین کچھ کہنے یا ہم وطنون اور ہم مذہبون کو بتانے [illegible] کی بہت کم ضرورت باقی رہی ہے اسی لیے ہم آج سید صاحب کی زندگی کا ایک دوسرا رخ اختیار کر کے اس امر پر بحث کرنا چاہتے ہین کہ سید مرحوم کے [illegible] اور اُن کی مجتہدانہ کوششون سے مذہب پر کیا اثر پڑا [illegible] اُن کی ذات سے مذہب کو بھی کچھ فائدہ پہونچا یا نہین۔ اگرچہ سچ یہ ہے کہ اُن کی [illegible] سے بحث کرنے کا ابھی وقت نہین آیا جب سید صاحب اس بارے مین [illegible] کر رہے تھے [illegible] تعلیم موجودہ [illegible] ہو چلے ہین مگر ابھی اُن کا بہت کچھ ظاہر ہونا باقی ہے اور خوب [illegible] کہ یہ نتائج جو جو زیادہ ظاہر و نمایان ہوتے جائین گے [illegible] سید صاحب کی مذہبی برکتین بھی

زیادہ نمایاں اور روشن ہوتی جائیں گی۔ اور روز بروز زمانہ زیادہ وضاحت سے بتاتا جائے گا کہ سید صاحب کی ذات سے مسلمانوں کو کن حیثیتوں کیا فائدہ پہونچا گئے۔

اسلام کی گزشتہ تاریخ میں دو نمایاں دور گزرے تھے۔ جبکہ نقد اسلام اُن سے ہر ایک کا قانون تھی اور حقیقت اسلام کی دلیلوں میں حکومت کا زور بھی موجود تھا۔ اُن کے اوضاع و اطوار ملک و نیشن تھے۔ اور دولتمندی کی وجہ سے غیر قوم اور غیر مذہب والوں کو بھی اُن کے ہر وضع میں ایک ادا اور اُن کی ہر بات میں ایک خوبی نظر آتی تھی۔ مسلمانوں ہی کی مذہبی معاشرت اور اپنے مذہبی رسوم پر نازاں نہ تھا۔ بلکہ دیگر مذاہب والے بھی اُن کی مصاحبت اور اُن کی عادتوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہی نہیں۔ اسقدر زمانہ نے مسلمانوں کو یاور کر دیا تھا۔ اگر کوئی بے قدر یا غیر مذہب والی جماعت اُن پر غالب بھی آئے گی تو وہ بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے کے لیے مجبور ہوگی۔ اور اُن کے مذہب و اخلاق کو اختیار کرکے ترقی اسلام ہی کا ذریعہ بن جائے گی۔

ساتویں صدی ہجری میں یکایک یہ انقلاب ہوا کہ خدا نے عنان حکومت اُن کے ہاتھ سے نکال کے یورپ کے مسیحیوں کے ہاتھ میں دی۔ اور یہ لوگ تاتاری نہ تھے کہ مسلمانوں پر حکمران ہونے کے بعد اُن کے کیش و آئین کو اختیار کر لیتے اور مسلمان ہو جاتے بلکہ اُنھوں نے خود اپنے اوضاع و اطوار قائم رکھے اور جن چیزوں کو مسلمانوں سے لیا بھی تھا اُن میں غیر معمولی ترقی کر کے اس درجہ کو پہونچا دیا کہ وہ چیزیں غیر سے لی ہوئی نہیں بلکہ خود اُن کی اور اُن کے مغربی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی تھیں۔

ایسے انقلابات میں ہمیشہ دو صورتیں ہوا کرتی ہیں۔ اگر غالب و فاتح قوم ظالم و بے رحم اور متعصب و بے درد ہوئی تو مغلوب و مفتوح قوم کو بالکل پامال اور ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد کر دیا کرتی ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں آریہ لوگوں نے ہندوستانیوں کے ساتھ بابل و اسیریا والوں نے یہود وغیرہ کے ساتھ اور رومیوں نے بابل کے صابیوں کے ساتھ اور قرون وسطی میں کیسٹائیل کے عیسائیوں نے ہسپانیہ کے مسلمانوں کے ساتھ کیا اور اگر فاتح و غالب قوم منصف مزاج ہوئی تو مغلوب و مفتوح قوم بے شک دست برد زمانہ سے بچ جاتی ہے جس کی مثال خود ہندوستان کی اگلی اسلامی سلطنت

تھی۔ ہمیں اپنی خوش نصیبی پر خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ جس قوم نے ہمیں مغلوب کر کے مفتوح بنایا وہ انسانیت کے اصولوں سے متصف اور منصف و غیر متعصب ہے جس کی وجہ سے ہماری قوم کا دست برد زمانہ سے بچ کے زندہ رہنا یقینی تھا۔

مگر اس صورت میں بھی ایک نہایت بڑا اندیشہ ہے جسے کسی غالب قوم کی ماتحتی کے اندیشہ سے کم نہ خیال کرنا چاہیے۔ ایک مذہب اور ایک قوم کی مفتوحی و مغلوبی کا ابتدائی زمانہ انتہا سے زیادہ تعصبات سے بھرا ہوتا ہے۔ ایک ضد پیدا ہوجاتی ہے کہ ہمیں اپنے فاتحوں کی ہر چیز سے نفرت کرنی چاہیے۔ نہ اُن کے اوضاع و اطوار اختیار کرنا چاہیے بلکہ اُن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی قوم اپنے زمانہ کی ترقیوں سے محروم رہ کے خود ہی تباہ و پامال ہونے لگتی ہے پھر اس کے چند روز کے بعد تہذیب محکومی کی عادت پڑجاتی ہے اور اہل زمانہ کی نامساعدت گوارا کر لیتی ہے تو یکایک ایک دوسری متضاد کیفیت شروع ہوجاتی ہے جسے انگریزی میں [illegible] کہتے ہیں یعنی اپنی تمام چیزیں بری اور حقیر نظر آنے لگتی ہیں۔ اور یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اپنے وضع و لباس اوضاع و اطوار اور کیش و آئین تک میں ایسے عیوب نظر آنے لگتے ہیں کہ مفتوح قوم کو خود اپنی عادتوں اپنی رسموں حتیٰ کہ اپنی صورت شکل سے نفرت ہوجاتی ہے۔ اور اگر حاکم قوم ہندوؤں اور یہودیوں کی سی ہے جو کسی غیر قوم والے کو اپنی قوم و مذہب میں شریک ہی نہیں کرتے تو مفتوح قوم آہستہ آہستہ فاتحوں کے دین و ملت میں داخل ہوتے ہوتے فنا ہوجاتی ہے۔

گذشتہ تمام فنا شدہ قوموں کی یہی تاریخ ہے اور یہی تاریخ ہماری قوم اور خصوصاً مسلمانان ہندوستان کی ہے مگر وہ اس تاریخ کی انتہا تک نہیں پہنچنے پائے تھے کہ سرسید نے میدان میں آکے روکا اور زمانے کی اُس منزل کی گاڑی سے اُتار لیا جو انھیں زوال و [illegible] کی طرف [illegible] لیے جاتی تھی۔ چونکہ انگریزوں کی قوم انصاف پسند اور غیر متعصب تھی [illegible] بالا مدارج کو طے کرنا ہمارے لیے ضروری تھا [illegible] اور انگریزوں کی تمام باتوں سے جو نفرت تھی [illegible] حضرت نے [illegible] بدلے ہوں گے اور اُس کے بعد [illegible] وہ جوش بڑی تیزی کے ساتھ ہماری قوم میں پھیلا

جانتے ہیں کو کبھی آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس قدر ہماری تمہید کا پہلا جزو تھا۔ اب ہم تمہید ہی میں ایک دوسرے جزو کی حیثیت سے اس امر کو دکھانا چاہتے ہیں کہ انگریزی قوم کس مذاق اور وضع کی قوم ہے اور انھوں نے ہندوستان کی عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد کیا طریقہ اختیار کیا۔ دنیا کی تمام گذشتہ اور موجودہ قوموں کے خلاف انگریزوں میں بحد درجہ کی آزادی ہے۔ کسی کے مذہبی امور میں وہ دخل نہیں دیتے بلکہ ہر مذہب والوں کو اپنے مذہب کے لیے مناظرہ کرنے اور خود حاکم قوم کے مذہب کی علانیہ تردید کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ علم کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اور اس کے بڑے زبردست حامی ہیں مگر وہ علم جس کو مذہب سے نہیں بلکہ فلسفہ سے تعلق ہے۔ ہند موجودہ گورنمنٹ نے اگرچہ مذہبوں کو پوری آزادی دے دی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ایسی چیز کی سرپرستی شروع کی جس سے زیادہ مذہب کا کوئی دشمن نہیں ہو سکتا۔ یعنی فلسفہ کے ساتھ سائنس کو ترقی ہونا شروع ہوئی۔ جس نے مذہب کی جڑ کو کرم خوردہ کرنا شروع کر دیا۔

حاصل یہ کہ چند ہی روز میں فلسفہ اور سائنس کی ترقی نے مذاہب کی دنیا میں ایک بڑی ہلچل ڈال دی۔ تمام مذاہب میں ایک کون و فساد شروع ہو گیا۔ اور ہر مذہب نے اپنی مروجہ وضع چھوڑ کے ایک نئی صورت اختیار کرنا شروع کر دی۔ اب عام طور پر معیار صداقت یہ قرار پا گیا کہ "جو مذہب حقائق موجودات اور اصول تمدن کے خلاف ہو وہ مذہب سچا ہو نہیں سکتا۔" دوسری طرف غور سے دیکھیے تو مذہب کی حالت یہ ہے کہ اس کی ابتدا تو نہایت ہی مضبوط و موجہ اصول عقلی سے ہوا کرتی ہے مگر بعد والے خلاف فطرت معتقدات کو لا لا کے حقیقت قرار دے کے مذہب میں شامل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور آخر میں مذہب صرف کثرت پرستی کا نام رہ جاتا ہے۔ لہذا ظاہر ہے کہ ایسے مذہب جنھوں نے دور جہالت کے زمانے میں رنگ کر ایسی صورت اختیار کر لی ہو زمانے کا کیونکر مقابلہ کر سکتے تھے۔

اس وقت خدا کی شان کہ اس زمانہ میں سید احمد خان پیدا ہوئے اور ان کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ ان انقلابات کے نتائج کو قوم کے سب افراد سے پہلے اس وقت سمجھ گئے جب کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ زمانہ

ہمین کو [illegible] جاتا ہے انگریزی تعلیم اور انگریزی حکومت سے کیا نتائج ظاہر ہونے
والے ہین اور چند روز بعد کیا ہوگا۔ ایک ایسا شخص جسے انگریزی تعلیم بھی نہ ہوئی
ہو۔ انگریزی [illegible] اور اس کے علوم سے نا واقف ہو [illegible] کا [illegible]
برس پہلے آپ ہی آپ [illegible] ہو جانا تھوڑی حیرت کی بات نہین ہے۔ ابتدائی
زمانہ مین وہ ایک بڑا حدیث [illegible] مسلمان تھے [illegible] مذہبی [illegible] سے متاثر تھے جس کی
بنیاد شاہ ولی اللہ نے [illegible] مولوی [illegible] اسمٰعیل صاحب کے [illegible]
نے [illegible] کو یہ [illegible] تھی [illegible] پہلے [illegible] تھا [illegible]
ایک وہ کہ ہندوستان کے مسلمان [illegible] رسوم کرتے ہین [illegible] ان کا
اصل مذہب [illegible] نہین [illegible] روایتین اور حدیثین
[illegible] جاتے ہین [illegible]
[illegible]

بہتری تب حضرت ختمی مآب صلعم کے بعد کسی کو نصیب ہی نہ ہو سکتی تھی مگر یہ ممکن نہ تھا
کہ ایک شخص [illegible] دریافت کرے وہ انسان کامل نہ بن جائے۔
[illegible] اپنی خاموشی کی سرگذشت زبان سے ان کے کان میں کہہ
[illegible] اور تم اگر ان ہی سے پوچھنا چاہتے ہو تو تحصیل کیا کرنا
[illegible] اسلامیہ کو غور و تامل سے مطالعہ کرنا
[illegible] تحقیق و تجسس کے بعد دعوی کیا کہ اس وقت دنیا میں جتنی الہامی
[illegible] ان میں صرف قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں نہ کوئی
چیز حقیقت [illegible] کے خلاف ہے اور نہ تمدن اور حسن معاشرت کی [illegible] مگر علمائے
زمانہ [illegible] اس دعوے کے ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ خلاف
[illegible] قدرت کا ظاہر ہونا [illegible] سید صاحب نے
[illegible] مسائل [illegible] تصنیف
[illegible] قرآن و حدیث [illegible]
[illegible] بڑھتے گئے [illegible] ترقی کرتی [illegible]
سید صاحب کو [illegible] شائع ہونے لگے [illegible]
[illegible] ایک ایسا زمانہ آگیا [illegible]
[illegible] ہوتی تھی [illegible] سید صاحب اپنے کام میں مشغول تھے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سکتی تھی
[illegible]

[illegible] تیسری طرف وہ مذاہب جو مدت ہائے [illegible] سے [illegible] چلے آتے تھے

[illegible] نے اُن کے مذہب پر حملے اور طعن و تشنیع کرنے لگے ہیں۔ چوتھی طرف خود مسلمانوں

کی یہ حالت ہے کہ صرف رسموں اور ضعیف الاعتقادیوں کا نام انھوں نے مذہب رکھ دیا ہے

ان [illegible] سے مسلمانوں کا بچانا بلا اس کے کہ مذہب میں دخل دیا جائے ممکن ہی نہ تھا علاوہ

اس کے جب اسلام پر جو اعتراضات ہو رہے تھے وہ بالکل نئی قسم کے تھے۔ جب کہ مشنری و مورخین کہہ

رہے تھے کہ اسلام لوگوں کو مجبور کر کے اور بزور شمشیر پھیلایا گیا اور اسلام کی بنا ظلم و جور پر ہے اور

جب اُس کے مقابل مسلمانوں کو بجائے جواب دینے [illegible] پڑتا تھا کہ [illegible] تھے وہ زمانہ

تہذیب [illegible] تھے [illegible] خط [illegible] تھے [illegible] جہاں

[illegible] زبان [illegible] کا [illegible] کرتے [illegible] کوئی [illegible] نہیں۔

عیسائی کہتے تھے کہ مسلمانوں میں [illegible] لہذا [illegible] میں [illegible]

[illegible] رعایا کی حیثیت سے نہیں رہ سکتے ادھر ہمارے علما زور و شور سے جہاد کا

فتویٰ دیتے رہتے تھے اور عوام کے نزدیک [illegible] اور [illegible] کرنے کا [illegible]

تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ اسلام علم و فضل کا دشمن ہے اور حضرت عمر نے [illegible]

کتبخانہ جلوا دیا ادھر ہمارے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ

علم دین فقہ است و قرآن و حدیث گر بخواند غیر ازین گردد خبیث

اور کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے کی روایت جو متعصب عیسائیوں کی بنائی ہوئی تھی اُس کو

فخر کے ساتھ قبول کرتے اور مجالس میں اُس پر ذکر کرتے تھے۔

عیسائی رسول اللہ صلعم سے گناہ و عصیان کو ثابت کرتے مسلمانوں کی طرف سے

اس کا الزامی جواب تو [illegible] کمال خیال کے یہ دیا جاتا کہ تمہارے نزدیک خدا کے

فرزند پیغمبر سے ایسی سیاہ کاریاں ظاہر ہوئی ہیں [illegible] کہ عیسائیوں کے

نزدیک انبیا معصوم ہی نہیں ہیں [illegible] کچھ نہیں [illegible] تمہارے عقیدے کی بنا

اور اُس کی [illegible] میں [illegible] جاتا ہے

غرض کہ دشمنان اسلام جو اعتراض کرتے تھے مسلمان اپنے جاہلانہ [illegible]

دور کرنے کے اُلٹے تسلیم کیے دیتے تھے [illegible] ہو سکتا ہے کہ بغیر

مذہبی مباحث میں دخل دیتے مسلمانوں کی [illegible] ممکن تھی جو سید صاحب

سے دل میں جم گئی تھی کہ زمانے کا ایسا رنگ ہے کہ اگر مذہبی اصلاح نہ کی گئی تو یہ انگریزی سکولوں کے تعلیم پائے ہوئے بچے سب عیسائی یا لامذہب اور ملحد ہو جائیں گے۔ اور حقیقۃً ہوا بھی ایسا کیونکہ سید صاحب کے پاس بعد کے زمانہ میں متعدد انگریزی طلبہ کے ایسے خطوط آئے جن کا ماحصل یہ تھا کہ آپ نے ہماری رہبری نہ کی ہوتی تو ہم مذہب اسلام کو چھوڑنے کو تیار تھے۔ یہ خطوط سید صاحب کو اس قدر عزیز تھے کہ ان کو احتیاط سے رکھ چھوڑا تھا۔ [illegible] اپنی کوشش خیر کی سند اور انھیں کو نجات کا ذریعہ [illegible] ہے۔

[illegible]

زندگی کی تعلیم دی جو مرنجان مرنج ہو۔ جس کا ماحصل یہ ہو۔ جب ہم ہمعصروں کے مقابلہ میں تو
یہ ہوتا کہ انگریز دیکھو ولی دین اور غیر مذہب حاکم کے مقابل میں یہ ہو کہ اصلاح میں مدد دو۔
فرمانبرداری کی اطاعت و تقلید اور بغاوت و سرکشی حرام ہے۔ یہ زندگی کے سبق ۱۸۵۷
سے پہلے جیسے تو مسلمانوں کو حدیث میں مل سکتے تھے، ورنہ فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں
تھے۔ مذہبی پہلو یہ ہے کہ سید صاحب نے مذہب کے معاملہ میں بھی بہت کچھ تجدید کا
وہ حصہ مکمل کر دیا جو بیشتر نہ ہو سکا تھا۔ ... نہیں ہو سکے ...
خلاف کیا ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ دین اسلام کی یہ تجدید کی ... خدمت تھی ...
نہیں۔ یہ بہت بڑی خدمت تھی۔ اور یہی خدمت کرنے کے بجائے ... تو ہندوستان
میں اب تک مسلمانوں کا پتہ بھی نہ ملتا ہوتا

اب ہم اس بحث کو شروع کرتے ہیں کہ سید صاحب نے مذہب میں کیا کیا تجدیدیں
کیں اور کن کن مسائل پر گفتگو کی۔ مولانا حالی نے حیات جاوید میں ... بہت
تفصیل سے لکھا ہے۔ انھوں نے اہم ایسے مسائل گنوائے ہیں جن میں سید صاحب نے
جمہور علمائے اسلام کے خلاف کیا ہے مگر باوجود اس کے ان میں ... کوئی
نہ کوئی مستند حوالہ ضرور پیش کر دیا ہے گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان مسائل میں منفرد
نہیں۔ ان مسائل کی پوری پوری فہرست پیش کر دینا یہاں ضروری نہیں۔ ہم ... بتا
دیتے ہیں کہ اجماع و قیاس کا حجت شرعی نہ ہونا۔ کسی آیت قرآنی کا منسوخ نہ ہونا۔ توریت و
انجیل میں صرف تحریف معنوی ہونا۔ معراج کے جاگتے ہوئے ... جگہ ... کی
بجائے سمجھنا۔ ملائکہ اور شیطان کا وجود خارجی نہ ہونا۔ کفار کے ساتھ تشبہ کا شرعاً ممنوع
نہ ہونا۔ معراج اور شق صدر کا خواب میں ہونا۔ معجزہ کا دلیل نبوت نہ ہونا۔ ...
مہاجنوں کے سود کا ... اور پرامیسری نوٹ کے سود کا ... حضرت
عیسیٰ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور آسمان پر زندہ جانے کا قرآن سے ثابت نہ ہونا
اور اسی قسم کے بہت سے مسائل ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جن میں امام رازی ... امام
غزالی۔ ابن عربی، ابن رشد، امام ابوالمعالی جوینی، ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ
جیسے مستند علمائے سابق میں سے کسی نہ کسی کو ہم زبان پاتے ہیں ...
ان مذکورہ بالا مسائل کے علاوہ مولانا حالی نے ... ایسے مسائل ... کے ہیں

جن میں سید صاحب متفرد ہیں اور اُن سے پیشتر کسی کا خیال ان کی طرف نہیں گیا تھا وہ مسائل حسب ذیل ہیں

(۱) غلامی کا اسلام میں قطعاً ناجائز اور بازروئے نص قرآنی ممنوع ہونا۔ یہ ان دنوں
دنیا کا ایک پولیٹیکل مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یورپ کی سلطنتوں نے اس مسئلہ کو
[illegible] پالیٹکس میں دخل دینے کا ایک [illegible] ذریعہ بنا لیا ہے۔ جاہل مسلمان
[illegible] مسلمان تاجر جو بردہ فروشی کرتے ہیں اسے ایک رکن اسلامی قرار دے
رہے تھے۔ اور علمائے اسلام [illegible] کی تصدیق کرنے میں تامل نہ کرتے تھے۔ سید
صاحب نے پہلے تو یہ ثابت کیا کہ [illegible] اور پھر اس کے قیاس کو
بھی دخل نہیں نص قرآنی سے ثابت [illegible] اسلام میں آیہ کریمہ
"فاما منا بعد واما فداء" کے نزول کے بعد [illegible] صریح حکم موجود ہے کہ
[illegible] تو احسان [illegible] یا فدیہ لے کر چھوڑ دیے جائیں گے۔ مگر
[illegible] اس پر عمل [illegible] خود آنحضرت رسالت مآب کے عہد میں اس آیہ
کے بعد کبھی کوئی قیدی غلام نہیں بنایا گیا۔

(۲) دعا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے "الدعاء مخ العبادۃ" اور دعا کے
مستجاب اور مقبول ہونے سے مراد حصول مدعا نہیں بلکہ مقبولیت عبادت مراد ہے۔

(۳) قرآن پاک میں جہاں آیات بینات کے الفاظ آئے ہیں اُن سے مراد معجزات نہیں
بلکہ احکام مقصود ہیں۔

(۴) حضرت مسیح کی مصلوبیت کی نسبت وہ لکھتے ہیں کہ آپ صلیب پر چڑھائے تو گئے مگر صلیب پر
آپ کی موت نہیں واقع ہوئی۔

(۵) تعدد ازدواج کے متعلق اُن کی رائے تھی کہ مرد کو اگر اس بات کا اندیشہ بھی ہو کہ وہ عدل
نہ کر سکے گا [illegible]

(۶) چور کے لیے ہاتھ کاٹنے کی سزا کے بارے میں اُن کا دعویٰ تھا کہ یہ سزا لازمی نہیں۔ کیونکہ
لازمی ہوتی تو فقہا اس سزا کے نافذ کرنے کے لیے مال مسروقہ کی ایک [illegible] کو
شرط نہ کرتے۔ اور نیز صحابہ کے وقت میں بعض چوروں کو قید کی سزا
نہ دی جاتی۔

(۷) وہ کہتے تھے کہ قرآن مجید میں جنوں سے مراد چھپے ہوئے لوگ یا پہاڑی اور صحرائی

اقوام چین:

(۱) [illegible] میں ابابیل کے کنکریاں پھینکنے سے مرض چیچک کا پیدا ہو جانا ہے۔ جیسا کہ اکثر کتب تفاسیر میں موجود ہے۔ لیکن [illegible] کو ایک روایت ضعیف کی حیثیت سے [illegible] آیت قرار دے دیا

[illegible]

[illegible] تمام زمین [illegible] احکام عملی اور [illegible]

[illegible]

خود نماز اصلی ہے جس سے توجہ الی اللہ مراد ہے۔ یہ تقسیم فرمانے کے بعد وہ کہتے ہیں۔ احکام محافظہ کے متعلق یہ بحث نہیں چل سکتی ہے کہ فطرت کے موافق ہیں یا نہیں۔ لازم ملزوم ہونے کے باعث دونوں حکموں کا درجہ برابر ہے۔ مگر مرض یا عذر کی حالت میں حسب مجبوری و ضرورت سب لوازم ساقط ہو سکتے ہیں

ان مسائل کے متعلق یہ نہیں کہا جاتا کہ سب ماننے کے قابل ہیں یا کہ خواہ مخواہ انہیں ماننا ہی چاہیئے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ ایک مجتہد کی حیثیت سے دینی مسائل میں بحث کرتے تھے۔ اور تقلید سب کو منع کرتے تھے۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہر شخص غور و تامل کرے۔ تحقیق و تنقید سے کام لے۔ اگر یہ مسائل اور فیصلے اس کے مذاق تحقیق میں پورے اتریں تو ان کو تسلیم کرے۔ اور اگر ان کے خلاف اس کی رائے قائم ہو تو خود اپنی رائے کو اختیار کرے۔ چنانچہ یہی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے تو ان کے پیرو ان جگہ میں کر دن گا کہ ان کے دوستوں اور ان کی ترغیب کرنے والوں کا نام نیچری رکھ دیا۔ مگر انہیں لوگوں میں جو نیچری ہیں ان کے پیرو بتائے جاتے ہیں ایسے چار مسلمان بھی مشکل سے ملیں گے جو ان سب مسائل میں ان سے متفق ہوں۔ ان کے سب سے بڑے معاون جو ان کی زندگی میں ان کے خلیفہ بنائے جاتے تھے اور جن کو خلافت سے بعد زندگی ان کے جانشین قرار بھی پا گئے یعنی نواب محسن الملک بہادر مرحوم۔ مذکورہ مسائل میں سے اکثر میں ان کے مخالف تھے۔ ان کے موجودہ جانشین نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب جو ان کے بڑے دوست اور خاص لوگوں میں تھے۔ وہ قریب قریب ان مسائل میں ان کے [illegible] میں۔ ایک بھی ایسا نہیں ہے جو ان کے گروہ میں شمار کیے جاتے ہوں

گو سید صاحب کے ہمراہیوں کا نام نیچری ہے تو وہ بیشک نیچری ہیں اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مخالفوں نے تو اس کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا کہ نیچریوں کا ایک ممتاز فرقہ بنا دیں۔ مگر خود سید احمد خان کی یہ حالت تھی کہ وہ کوئی نیا فرقہ نہیں بنانا چاہتے تھے بلکہ وہ تو [illegible] کے تفرق اور نیا فرقہ پیدا کرنے کے نہایت مخالف تھے۔ یہی نہیں وہ کوشش کرتے تھے کہ جتنے فرقے پیدا ہو گئے ہیں ان سب کو [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] میں [illegible] سلام کیا کرتے تھے [illegible] مسلمان

کی اصلاح کے درپے تھے عام اس سے کہ وہ کسی گروہ اور کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ چنانچہ خالی سنی ہی نیچری نہیں بلکہ نیچری سنیوں شیعوں۔ وہابیوں بدعتیوں۔ اسمٰعیلیوں۔ آغاخانیوں سب ہی میں موجود ہیں وہ نیچری سب روشن خیال ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ سید صاحب عام مسلمانوں کی اصلاح کے درپے تھے اور سب کے ہادی تھے۔ انھوں نے صرف یہ طریقہ بتا دیا کہ مذہبی میں کن چیزوں سے اور کیونکر استدلال کیا جائے۔

اگر غور سے دیکھیے تو یہ بڑی حیرت کی بات نظر آتی ہے کہ مدت تک جب کبھی کسی نے مذہب میں دخل دے کے اصلاح کی کوشش کی ایک نیا فرقہ پیدا کر دیا جس سے شروع سے دنیا کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ مگر سرسید نے اتنے کثیر التعداد مسائل مذہبی پر بحث کی اور بڑی آزادی سے گفتگو کی۔ مخالفت کا اس قدر زور و شور ہوا۔ مگر ان کی نیک نیتی وسیع قومی ہمدردی کی برکت سے کوئی نیا فرقہ نہیں پیدا ہو سکا۔ ان کے ماننے والوں میں ہمارے بیان کے موافق شیعہ بھی ہیں۔ سنی بھی ہیں وہابی بھی ہیں بدعتی بھی ہیں۔ سب ہی طرح کے لوگ ہیں اور سب اپنے خاص مذہب کے ویسے ہی ماننے والے ہیں جیسے کہ پہلے تھے اور پھر بھی وہ سید احمد خانی یا نیچری ہیں کیوں؟ اس لیے کہ سید احمد خان کے ماننے سے مراد مذکورۂ بالا مسائل کے ماننے والے نہیں۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو سید احمد خان کی طرح سے قرآن کی آیت استفت قلبک پر عمل کریں۔ مذہبی روایات کی تنقید کریں اور جو سچ ثابت ہو اس پر عمل کریں۔

غرض سید احمد خان نے اصلاح میں جو کچھ کیا صرف دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ تحقیق کا دروازہ کھول دیا۔ اور جن لوگوں پر مخالفین اسلام اور غیر مذاہب کے اعتراضات کا جادو چلنے والا تھا۔ ان کے دل میں جما دی کہ تمہارے جن مسائل پر غیر لوگ اعتراض کرتے ہیں ان کو صرف رواج یا رسم کے کہنے سے اپنے مذہب کا مسئلہ نہ مان لو بلکہ خود تامل سے دیکھو کہ وہ مسئلہ شارع سے ثابت ہے یا بعد میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور رسم کے طریقہ سے دین کی باتوں میں شامل ہو گیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ حدیث کی تنقید میں اہل حدیث درایت کی طرف سے روایت اور صحت و اخبار سے بحث نہیں کی بلکہ درایت سے بھی کام لیا۔ اصول حدیث میں یہ مسئلہ قدیم سے لکھا چلا آتا تھا کہ واقعات سلف اور حدیثوں کی جانچ میں قیاس

اور عقل سے بھی کام لینا چاہیے محدثین سلف اپنے ذوق سلیم سے بھی اندازہ کر کے بتایا کرتے تھے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع مگر بعد والوں نے سب سے روایت کے اس اصول کو مطلقاً چھوڑ دیا تھا۔ شاہ ولی اللہ اور امام غزالی وغیرہ کے خیالات بھی اس جانب متوجہ ہوئے تھے۔ ابن خلدون نے بھی اپنے مقدمہ میں اس مضمون پر زور دیا تھا۔ مگر سچ یہ ہے کہ اس اصول سے اگر کام لیا تو فقط سر سید نے۔ بس ان کی تحقیقات [illegible] باقی رہے وہ مسائل جو انھوں نے اپنے اجتہاد سے نکالے ان کی نسبت ہر شخص کو اختیار ہے کہ چاہے مانے یا نہ مانے۔ تحقیق کا دروازہ کھلا ہے اور روز بروز زیادہ کھلتا جاتا ہے۔ وہ کتابیں [illegible] تحقیق [illegible] ہوتی جاتی ہیں علوم دینیہ کا ذخیرہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے

ہر شخص کا [illegible] پہنچ سکتا ہے جو پہلے کبھی خواب میں بھی نظر نہ آتی تھیں [illegible] تصنیفیں [illegible] خلاف [illegible] [illegible] [illegible] مسائل [illegible] اور کون کہہ سکتا ہے کہ سید [illegible] [illegible] ہو کر فنا ہو جائیں گے [illegible] [illegible] سادات کا [illegible] تجارت کا [illegible] برکت و پرورش [illegible] [illegible] مذہب کا [illegible] ختم ہو گیا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ سید صاحب نے [illegible] سال پہلے [illegible] مسائل [illegible] شروع کی تھی [illegible] زبان [illegible] [illegible] ہندوستان میں سر سید [illegible] [illegible]۔

مسلمانوں پر ایک [illegible] صاحب [illegible] نیچارم کا یہ چرچا کہ مذہبی

تعصب، تن پروری، دولت مندی اور خود پسندی، جہالت کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو گیا

تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہمارے سید کو باہمی تعصب بھی ایک بڑی خطرناک چیز تھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

جہانِ اقبال / جہانِ آزاد

علامہ اقبال کا ایک نایاب مکتوبِ گرامی
بنام: شیخ الازہر، قاہرہ
محمد اکرام چغتائی

مکتوبِ آزاد بنام: سید سلیمان ندوی
مولانا ابوالکلام آزاد

محمد اکرام چغتائی

علامہ اقبال کا ایک نایاب مکتوب گرامی

بنام : شیخ الازہر، قاہرہ

ہندو معاشرے میں ذات پات کا نظام صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ اس عرصے میں بہت سی مخالف ہوئیں، متعدد اصلاحی اور مذہبی تحریکوں نے لوگوں کو اس نظام کے چنگل سے آزاد کرانے کی کوششیں کیں۔ لیکن اس کی بنیادیں اس قدر مستحکم تھیں کہ اتنی شدید مزاحمت کے باوصف اس غیر انسانی نظام کی عمارت زمین بوس نہ ہو سکی۔ اگر بغور دیکھا جائے تو ہندو معاشرے کے لیے اس نظام نے ایک ایسا مضبوط اور چند در چند حصار مہیا کر دیا۔ جس میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے راستے مسدود دکھائی دیتے ہیں۔ نسل انسانی کی اس قلعہ بندی نے ہندوؤں کے معاشرتی مسائل کو تو کسی حد تک حل کر دیا، لیکن اس کے اندر بسنے والوں کو جن مصائب سے گزرنا پڑا، ان کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تاریخ کی ستم ظریفی شاید کبھی فارغ نہ ہو سکے کہ برصغیر پاک و ہند کی آزادی تک پورا انسانی معاشرہ [illegible] رہتے ہوئے کروڑوں [illegible] پیچیدہ ذات پات کے ذلت آمیز [illegible] نجات نہ دلا سکے۔ [illegible] تاریخ میں اس نظام کے خلاف آوازیں بھی بلند ہوتی رہیں، لیکن خصوصی طور پر [illegible] غیر مؤثر رہیں۔

ایسی ہی ایک آواز ۱۹۳۰ء میں [illegible] ہندوستان کی ایک بہت بڑی [illegible] جسے اچھوت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ایک گروہ [illegible] مذہب [illegible] بلند ہوئی۔ یہ آواز اچھوتوں کی نامور سیاسی شخصیت ڈاکٹر بھیم راؤ [illegible] (۱۸۹۱ء - ۱۹۵۶ء) کی آواز تھی، جس نے اس طبقے میں [illegible] سیاسی [illegible]

بیداری کی ایک لہر دوڑا دی اور نتیجتاً یہ طبقہ بھی سیاسی طور پر ایک قوت بن کر سامنے آگیا۔

ڈاکٹر امبیڈکر کے تفصیلی حالات زندگی اور ان کے سیاسی کارناموں کو انگریزی اور مرہٹی کے سوانح نگاروں نے بڑی تفصیل و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہاں اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ ڈاکٹر موصوف ایک اچھوت گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن وہ اعلیٰ تعلیمی خوبیوں کے مالک تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انھیں ان بے انصافیوں اور زیادتیوں کا شدید احساس تھا جو ہندو معاشرہ صدیوں سے ان کے ہم ذات لوگوں پر روا رکھا تھا۔ چنانچہ امبیڈکر نے ہندوستان واپس آتے ہی اچھوتوں کی معاشرتی سطح کو بلند کرنے اور ان کو بنیادی انسانی حقوق دلانے کے لیے تحریک شروع کر دی۔ ان کی کوشش تھی کہ اچھوت اپنے مسائل اور مطالبات کے لیے کسی اور کے محتاج نہ ہوں اور انھیں اپنی بکھری ہوئی قوت کو مجتمع کر کے خود ہی اپنے مسائل حل کرنا چاہییں۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جداگانہ انتخابات کی پرزور حمایت کی لیکن کانگریس کے رہنما اور مہاتما گاندھی نے ڈاکٹر امبیڈکر کے سیاسی مطالبات کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا، بلکہ ان کے خلاف مرن برت بھی رکھا۔ بالآخر مہاتما گاندھی اور امبیڈکر کے مابین ۲۴ ستمبر ۱۹۳۲ء کو ایک سمجھوتہ طے پایا، لیکن یہ سمجھوتہ سیاسی امور تک محدود تھا، جب کہ ذات پات کے مسئلے پر یہ دونوں رہنما کوئی متفقہ راہ عمل تلاش نہ کر سکے۔

جب امبیڈکر اور گاندھی جی کے مذکورہ بالا معاہدے کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہوئے تو بالآخر ڈاکٹر امبیڈکر نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ضلع ناسک (Nasik) کے ایک شہر Yeola میں منعقد ہونے والی اچھوت کانفرنس میں یہ اعلان کر دیا کہ وہ عنقریب ہندو مت ترک کر دیں گے اور کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لیں گے جو انھیں اور ان کے ہم ذات لوگوں کو ذات پات کے اس چنگل سے آزاد کر دے۔ امبیڈکر کی اس تاریخی تقریر کے کچھ حصے اس دور کے انگریزی و اردو اخبارات میں شائع ہوئے۔ اس تقریر کا مکمل متن S R Kharat نے اپنی ایک کتاب میں دیا ہے۔ ذیل میں اس تقریر کا متعلقہ حصہ درج کیا جا رہا ہے:

جس کو جب چاہے

بھی تشکیل دینی چاہیے، جس میں مختلف صوبوں کے نمائندے شامل ہوں اور وہ وفد کی شکل میں امبیدکر سے ملاقات کریں اور انھیں اسلام میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔

روز نامہ "انقلاب" (بابت ۱۸، اکتوبر ۱۹۳۵ء) رقم طراز ہے کہ "اچھوت اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں، یہ ہم محض اس بنا پر نہیں کہتے کہ اسلام ہمارا اپنا مذہب ہے اور ہمارے نزدیک یہ دین و دنیا میں فلاح کے حصول کا واحد ذریعہ ہے بلکہ اس لیے بھی کہتے ہیں کہ کلمہ توحید کے اقرار کے ساتھ ہی اچھوتوں کے لیے کامل مساوات کا دروازہ کہیں اور نہیں کھل سکتا۔"

اس دوران میں جب ڈاکٹر امبیدکر کی طرف یہ بیان منسوب کیا گیا کہ "میں نے ایک مذہب قبول کر لیا ہے، لیکن ابھی اس کا نام نہیں بتانا چاہتا" (بحوالہ "انقلاب" بابت ۲۶، اکتوبر ۱۹۳۵ء) تو پورے ملک کے پریس میں امبیدکر کی قرارداد کی موافقت او مخالفت میں مضامین اور اداریے لکھے جانے لگے۔ چنانچہ چند ماہ بعد بیرونی ممالک، مشرق وسطیٰ اور مصر کے ممالک تک اطلاعات پہنچنا شروع ہوگئیں کہ ہندوستان میں اچھوتوں کی بہت بڑی تعداد کے راہنما تبدیل مذہب کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ سوچ رہے ہیں۔

مصر کے اخبارات مثلاً ہفت روزہ الفتح، روزنامہ البلاغ اور الاہرام میں اچھوتوں کے ارادۂ تبدیلیٔ مذہب کے بارے میں رپورٹوں کی اشاعت شروع ہوئی اور وہ بھی زیادہ تر روزنامہ "البلاغ" میں۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس اخبار کا اپنا ایک نمائندہ بمبئی میں مقیم تھا اور وہ اپنے اخبار کو وقتاً فوقتاً ہندوستان کے حالات پر مبنی رپورٹیں ارسال کرتا رہتا تھا۔ اس نمائندے کی ایک رپورٹ "البلاغ" کے ۱۷۔ جون ۱۹۳۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی اور یہ اس نے بمبئی سے ۲۰۔ جون کو روانہ کی تھی۔ اس میں یہ خبر دی گئی کہ اس دفعہ عید میلادالنبیؐ کی مبارک تقریبات میں بہت سے نومسلم اچھوتوں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس موقع پر مہاتما گاندھی کے بیٹے ہیرالال نے بھی تقریر کی۔ جس نے اس سال ۲۹، مئی کو اسلام قبول کیا تھا اور اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا تھا۔

اسی سال یعنی ۱۹۳۶ء میں "الاہرام" کو بھی کلکتہ سے ایک مفصل رپورٹ ملی جو ۱۹ اگ

کے شمارے میں شائع ... [illegible] ... یہ بتایا گیا ... [illegible]
... [illegible] گزدم ... [illegible] ... سمیت ... [illegible] ... سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(بحوالہ "البلاغ" بابت ۱۷ جون ۱۹۳۷ء)

[illegible]

... کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

[illegible]

... کی دعوت دے رہے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوا کہ اچھوتوں تک دعوت اسلام پہنچانے کے لیے کون سا لائحہ عمل سود مند ثابت ہوگا۔ یہ ناگزیر تھا کہ جو مبلغین ان کو ہندوستان بھیجنے سے قبل اہل اور علمی شخصیات سے رہبری کے لیے رجوع کرتے۔ ان سے درخواست کی جائے کہ وہ ایسی تجاویز پیش کریں جن پر عمل پیرا ہو کر یہ وفد اپنے تبلیغی فرائض بطریق احسن انجام دے سکے۔ یہ بات ہے کہ جماعت نے اپنے اس مقصد کے پیش نظر اس دور کی تین شخصیات یعنی علامہ محمد اقبال، مسلم خلافت تحریک کے [illegible] مولانا شوکت علی کو ایک ایک خط ارسال کیے۔

علامہ اقبال کے نام جو خط تحریر کیا گیا وہ عربی میں تھا۔ ذیل میں اس کا اصل متن دستیاب نہ ہونے کی صورت میں اس کا جو اردو ترجمہ اس دور کے اخبارات میں شائع ہوا، وہی یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ"

امید ہے کہ جناب مکرم و معظم بخیر و عافیت و بہ فضل تعالیٰ بے انتہا نعم سے شادکام و خوش و مسرور ہوں گے۔

گزارش ہے کہ میں نے جریدہ [illegible] میں ایک جامع و طویل مقالہ کا مطالعہ کیا ہے، جس میں اچھوتوں کی کانفرنس کا تذکرہ ہے، جس میں انھوں نے اپنی بت پرستی کو ترک کرنے اور کوئی مذہب اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جناب محترم کو بھی یہ معلوم ہے کہ یہ نادر موقع ہے کہ جس کو اسلام بلکہ تمام دنیائے مذہب کی تاریخ میں دوبارہ دستیاب ہونا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اس کی حیثیت رکھیں اور جدوجہد آستینوں کو چڑھا لیں اور ان لوگوں کو اسلام کے عادل و متبرک ایوان میں داخل کرنے کے لیے جو کوششیں بھی ان کی قدرت میں ہوں، کر ڈالیں۔ اسلام وہ فطری مذہب ہے کہ رواداری، مساوات اور موافقت جمہور کے مسئلے میں کوئی مذہب اس کا مثیل نہیں بن سکتا۔ یہی وہ مذہب ہے کہ اللہ کے سامنے اور عدل و انصاف کے سامنے اپنے ماننے والوں کو برابری کا درجہ دیتا ہے۔ کسی عربی و عجمی پر فضیلت

حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے تو وہ تقویٰ ہے۔ اسلام کا قطعی فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان نسب و قرابت کی کوئی وجہ حائل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے نزدیک وہی بندہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

یہ بھی معلوم ہے کہ ہندوستان میں ایسی مسلمان جماعتیں موجود ہیں جن میں بہترین علماء اور قابل ترین مترجم موجود ہیں [illegible] جو [illegible] [illegible] وفد ہندوستان کی طرف بھیجے جو [illegible]

اگر جناب کا جواب [illegible] اور کیا یہ ضروری ہے کہ ان وفود کے ساتھ ایسے ترجمان ہوں جو ان کی تقریروں کا ترجمہ کریں یا ہندوستان ہی سے ایسے آدمی مل سکیں گے جو عربی اور انگریزی دونوں زبانیں جاننے کی وجہ سے ترجمان کا کام اچھی طرح کر سکیں۔[1]

شیخ الازہر کا یہ خط ملتے ہی اقبال نے سب سے پہلے اپنے دیرینہ دوست غلام بھیک نیرنگ سے رابطہ قائم کیا اور ان سے رائے طلب کی۔ چنانچہ یکم جولائی ۱۹۳۶ء کو اقبال نے نیرنگ کو یہ خط ارسال کیا۔

"مجھ سے شیخ الازہر صاحب نے مشورہ طلب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وفد کے متعلق کچھ ضروری ہدایات دیں۔ مہربانی کر کے آپ لکھیں کہ ان کو کیا مشورہ دیا جائے۔ بعض باتیں میرے خیال میں ہیں، مگر میں آپ کی رائے بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اس وفد کے ہمراہ ملک کا دورہ بطور پروپیگنڈا سیکرٹری کے کریں۔ اس سے بہت اچھے نتائج نکلیں گے اور وفد کو آپ کی معلومات کے استعمال و مواقف سے بے حد فائدہ پہنچے گا۔"[2]

اقبال کی فرمائش پر میرنگ نے اپنی تجاویز پیش کر دیں اور ساتھ ہی ان مشکلات کا بھی ذکر کر دیا۔ جو اس وفد کے مقصد کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر سکتی تھیں۔ ممکن ہے [illegible] ہندوستان [illegible] تاریخ [illegible] نہیں [illegible] اقبال نے [illegible] میرنگ کے موقف [illegible] مسلمانوں سے [illegible] فیصلہ کر دیا۔ [illegible] میرنگ [illegible] ۱۹۳۲ [illegible] ذیل ہے۔

[illegible] میرے ذہن میں تھیں جو آپ نے [illegible] میں [illegible] ہندوستان [illegible] پر عمل [illegible] مسلمانوں سے [illegible] اعلیٰ ذات کے ہندوؤں پر [illegible] میرا خیال ہے کہ [illegible] تمام مشکلات سے آگاہ [illegible] ذکر کر دیا جائے [illegible] ہے

[illegible] ۱۹۳۲ [illegible] شائع [illegible] تاج الدین [illegible] ارکان [illegible] انگریزی میں ترجمہ کر سکیں۔

علامہ اقبال نے [illegible] مفصل تجاویز اور انجمن حمایت اسلام [illegible] ارباب بست و کشاد کے فیصلوں کی روشنی میں [illegible] ایک طویل مکتوب [illegible] یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس خط کا متن تحریر کیا ہے۔ البتہ [illegible] اخبار [illegible] ۲۵ جولائی ۱۹۳۲ [illegible] لیا جا سکتا ہے [illegible] اقبال نے [illegible] میں [illegible] بھجوایا جو [illegible] اقبال نے اس خط

[illegible]

[illegible]

Indian Muslim community

Muslim societies

already explained

2. It is necessary that during

their travels in the country the

manner which benefits the

Muslims in Egypt

3. It is [illegible] different Muslim towns

[illegible]

[illegible] to the best of his ability

[illegible] of Islam.

علامہ اقبال کا شیخ الازہر [illegible] میں شیخ الازہر کے خط بنام [illegible] بھی شائع کر دیا گیا۔

اس سے اگلے ماہ یعنی اگست میں دہلی کے انگریزی روزنامہ "ہندوستان ٹائمز" نے یہ دونوں مراسلات شائع کر دیے اور ساتھ ہی ان خطوط کے مندرجات کو بنیاد بنا کر ایک طویل مضمون بھی شائع کر دیا، جس میں اقبال کے اس اقدام پر شدید تنقید کی گئی کہ انھوں نے اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لیے علمائے مصر کی اعانت حاصل کی ہے۔ "ہندوستان ٹائمز" کے اس مضمون نے تمام ہندو پریس میں اقبال کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا۔

"ہندوستان ٹائمز" کی پیروی میں "تیج" اور "پرتاپ" نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہندو پریس کو اقبال سے سب سے بڑی شکایت یہ تھی کہ انھوں نے ہندو مت سے اچھوت قوم جیسی بڑی اقلیت کو ہندوؤں سے الگ کرنے کی ترغیب دے کر انھیں سیاسی و سماجی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ مزید یہ کہ اس مقصد کے لیے انھوں نے مصر جیسے اسلامی ملک کے علما اور ارباب فکر و نظر کو ہندوستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی دعوت دی ہے۔

اقبال کے خلاف ہندو پریس کی مخالفت کے جواب میں مسلم پریس کو آگے آنا پڑا اور مختلف اخبارات و جرائد میں اقبال کی تائید میں خبریں اور مضامین شائع ہونے لگے۔ مثلاً روزنامہ "انقلاب" لاہور بابت ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء، اقتباسات:

"ہندوستان ٹائمز" میں جو ایک انگریزی اخبار ہے، واقعہ سے اچھوتوں کے تبدیل مذہب کے سلسلے میں شیخ الازہر اور حضرت علامہ اقبال کی خط و کتابت شائع ہوئی ہے۔ ہندو اخباروں نے حسب توقع ایسے انداز میں شائع کیا ہے کہ گویا ہندوستان میں اچھوتوں کے تبدیل مذہب کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، اور شیخ الازہر کی طرف سے ایک تبلیغی وفد ہندوستان بھیجنے کی جو تجویز ہوئی ہے، وہ غلط اطلاعات پر مبنی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ شائع شدہ تحریرات حضرت شیخ الازہر اور حضرت علامہ اقبال کے حقیقی خیالات و افکار کا کس حد تک صحیح آئینہ ہیں، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اصل مسئلہ بے حد اہم ہے۔ مسلمانان ہند کو اس پر خاص توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی لیکن افسوس کہ جو کچھ ہونا چاہیے تھا، اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام کی تاریخ میں کم از کم

ہندوستان کے اندر آج تک ایسا نادر موقع کبھی نہیں آیا کہ غیر مسلموں کی اتنی بڑی آبادی، جو مسلمانانِ ہند کی موجودہ تعداد کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہے، تبدیلِ مذہب کے لیے مجبور ہوئی ہو۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض تھا کہ وہ [illegible] اسلامی [illegible] بن کر دوسرے مذاہب کے باشندوں کے لیے سرچشمۂ جذب و کشش بنتے [illegible]۔ پچھلے اور سچے اسلامی اعمال کے ذریعے سے غیر مسلموں کے سامنے [illegible] بن جاتے، لیکن انھوں نے اس فرض سے غفلت برتی۔ [illegible] تبدیلِ مذہب پر آمادہ کر دیا۔ اس موقع پر مسلمانوں کا فرض تھا کہ [illegible] کی خوبیاں اچھوتوں پر واضح کرتے اور مختلف حلقوں میں مختلف جماعتیں [illegible] کا انتظام کر کے تبلیغِ دین شروع کر دیتیں، لیکن افسوس کہ یہ بندوبست بھی جس طرح مطلوب تھا، نہ ہو سکا۔ ہمارے نزدیک اس غفلت کے ذمہ دار [illegible] سالہا سال سے مسلمانوں کی قیادت کے دعوے دار بنتے بیٹھے ہیں، لیکن انھوں نے نہ اس مسئلہ پر توجہ مبذول کی، نہ کوئی مستقل پروگرام بنایا اور نہ مسلمانوں کو دعوتِ عمل دی۔ متفرق طریق پر مختلف جماعتیں اور مختلف افراد اپنے [illegible] میں، لیکن ظاہر ہے کہ کام کی وسعت و اہمیت جس قوتِ عمل کی متقاضی تھی، اس کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔ زیادہ تر افراد نے اس اہم موقع کو [illegible] کے پروپیگنڈے کا ذریعہ بنایا اور اس طرح حصولِ مقصد میں آسانیاں پیدا کرنے کے بجائے حقیقتاً مشکلات پیدا کر دیں۔[1]

ہندو پریس میں اقبال اور ظفر علی خاں کی [illegible] تحریریں [illegible] ان کی خبر مصر بھی پہنچی۔ ستمبر ۱۹۳۶ء کے اواخر میں جامعہ ازہر کے [illegible] منتظمین کو یہ اطلاع ملی کہ [illegible] تبلیغِ اسلام کے لیے ہندوستان [illegible] ہے، ہندو پریس اور ہندو لیڈر اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں [illegible] کے لیے ہر طرح کا حربہ استعمال کرنے کو تیار ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی شیخ الازہر نے ہندوستان کی سرکردہ مسلمان شخصیات کو خطوط لکھے اور ان سے یہ رائے طلب کی [illegible]

مصری وفد کا یہ سمجھنا ٹھیک ہے یا نہیں۔ (بحوالہ "الاہرام"، بابت ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

ہندو پریس اور مسلم پریس نیز مختلف سیاسی اور مذہبی تنظیموں میں متذکرہ بالا [illegible] کے جو جلسے سے جو مخالفت کی لہر چل پڑی، اس کے پیش نظر علامہ اقبال [illegible] [illegible] اور وہ یہ سوچ کر فکرمند ہوئے کہ کہیں بات دور تک نہ پہنچے [illegible] ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات متاثر نہ ہو جائیں۔ چنانچہ انھوں نے [illegible] کے بعد شیخ [illegible] اور انھیں [illegible] ہندوستان پہنچنے سے منع کر دیا۔ اس خط کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے:

[illegible]

[illegible]

۴ - شیخ محمد حبیب احمد آفندی

۵ - محمد صلاح الدین النجار (فرزند شیخ عبدالوہاب النجار)

۶ - عبدالعزیز الثعالبی (ان کا تعلق تیونس سے تھا لیکن یہ شیخ الازہر کی خصوصی درخواست پر وفد میں شامل ہوئے تھے)۔

ان ارکان میں سے صرف حبیب احمد آفندی اور محمد صلاح الدین النجار انگریزی جانتے تھے، اسی لیے انہیں بالترتیب سیکریٹری اور جائنٹ سیکریٹری مقرر کیا گیا اور انہی کو ترجمانی کے فرائض بھی سونپے گئے۔

تشکیلِ وفد کے ساتھ ہی اس کے مقاصد بھی بیان کر دیے گئے، جو درج ذیل ہیں:

۱ - اچھوتوں کی زبوں حالی کا جائزہ لینا۔

۲ - اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے لیے جامعہ ازہر ایک ثقافتی اور مذہبی ادارے کی حیثیت سے کہاں تک معاونت کر سکتا ہے۔

۳ - اگر ممکن ہو تو اچھوتوں کے رہنماؤں سے ملاقات۔

۴ - مسلمانوں کے رہنماؤں اور دینی تنظیموں کے مابین باہمی یگانگت کو فروغ دینا۔[۳۵]

رئیس وفد نے بمبئی پہنچنے کے دوسرے روز یعنی ۱۲ دسمبر کو غلام بھیک نیرنگ کو بذریعہ خط مطلع کیا کہ وفد ان سے ملاقات کی شدید خواہش رکھتا ہے۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر کو نیرنگ صاحب دہلی پہنچے اور چار روز تک وفد سے ان کے مشن کے حوالے سے طویل مذاکرات کرتے رہے۔ ان ملاقاتوں کے بارے میں نیرنگ لکھتے ہیں:

"چار روز کے مسلسل مکالمات کے بعد رئیس وفد نے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں وہ تمام واقعات، خیالات، جو میں بیان اور ظاہر کر چکا ہوں، انگریزی میں لکھ کر دے دوں۔ چنانچہ میں نے بائیس صفحے کی ایک ٹائپ شدہ یادداشت مرتب کر کے وفد کو دے دی۔ اندریں اثنا ایک صاحب نے ناگپور سے وفد کو ایک چٹھی لکھی تھی۔ وفد نے چاہا کہ میں اس چٹھی پر بھی ایک تبصرہ لکھ دوں چنانچہ پانچ صفحے کا ٹائپ شدہ تبصرہ لکھ کر ان کے حوالے کیا گیا۔"[۳۶]

دہلی کے بعد یہ وفد علی گڑھ، رام پور، دیوبند وغیرہ گیا اور آخر ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء کو لاہور پہنچا۔[19] دو روز بعد [illegible] کی طرف سے وفد کو سپنسر ہوٹل میں دعوت چائے پر مدعو کیا گیا۔ میزبان انجمن نے وفد کو علامہ اقبال کی کتابیں بطور تحفہ دیں جسے قبول کرتے ہوئے رئیس وفد نے کہا کہ:

"حضرت علامہ صاحب اس وقت دنیائے اسلام کے سب سے جلیل القدر فرزند ہیں، جنھوں نے نوجوانانِ اسلام کو متاثر کر دیا ہے۔"[20]

ان دنوں اقبال علیل تھے اور صحت روز بروز خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اپنی مسلسل علالت کے باعث وہ بہت کم گھر سے باہر نکلتے تھے، لیکن اس کے باوجود انھوں نے وفد کے اعزاز میں سپنسر ہوٹل میں ڈنر کا انتظام کیا۔ اس دعوت میں شہر کے چیدہ چیدہ اربابِ علم و دانش کو مدعو کیا۔ مہمانوں میں غلام بھیک نیرنگ بھی شامل تھے۔ کھانے کے بعد ارکانِ وفد، اقبال اور نیرنگ کی طویل نشست ہوئی جس میں وفد کے ہندوستان آنے کے بعد پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اس ملاقات کے بارے میں نیرنگ لکھتے ہیں:

"وفد کے مقصد سے متعلق وفد اور اقبال سے باتیں ہوئیں۔ میں جو کچھ کر رہا تھا، وہ میں نے بیان کیا۔ اقبال نے میرے خیالات سے اتفاق کیا۔ اقبال سے باہمی مشورہ ہوا۔ اس کی ایک ٹائپ شدہ یادداشت مرتب کر کے میں نے وفد کو دے دی۔"[21]

اقبال کی اس ضیافت میں تین اصحاب نے شرکت کی۔ کھانے کے بعد ان سب کی ایک تصویر بھی کھینچی گئی۔ یہ تصویر اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ اقبال کی زندگی کی آخری تصویر ہے اور اس میں ان کی خرابیِ صحت کے آثار واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ نیز یہ آخری اجتماع تھا، جس میں اقبال بنفسِ نفیس شریک ہوئے اور وہ بھی تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد۔ اس کے بعد انھیں کسی علمی مجلس میں شریک ہونے کا موقع نہیں ملا۔ اس تقریب اور تصویر میں نیرنگ اور نذیر نیازی موجود ہیں، چنانچہ وہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

کھنچ گئے بعد یہ گروپ فوٹو لیں۔ جاوید اس فوٹو میں ...
ایک نہایت خوش یادگار ہے۔

[illegible]

حواشی

۱؎ W.N. Kuber: *B R Ambedkar*, 2nd ed New Delhi, 1990 (1987).

۲؎ رک: C B Kheirmode (ڈاکٹر بھیم راؤ جی آمبیڈکر چرتر، حصہ اوّل بمبئی ۱۹۵۲ء، حصہ دوم ۱۹۵۸ء) S.R. Kharat: کرم ویر بھاؤ راؤ گراور فادادا صاحب گائیکواڑ یانا ڈاکٹر باباصاحب آمبیڈکرانسی پتر، مطبوعہ پونا، ۱۹۶۱ء

۳؎ *Ambedkaruncya sahavasat*, Poona 1961

۴؎ Shanthi Deva and C M Wagh *Dr Ambedkar and Conversion*, Hyderabad Deccan 1965

۵؎ " But religion is not like a house or a cloak which can be changed at will It is more an integral part of one's self than of one's body."

۶؎ رک، الفتح (قاہرہ)، مضمون از بدر الدین الصینی، بحوالہ الجامعۃ العربیہ، یروشلم، بابت ۶ر دسمبر ۱۹۳۵ء۔

۷؎ شیخ الازہر محمد مصطفیٰ المراغی بن محمد بن عبد المنعم کے مختصر حالات زندگی ان کی ایک کتاب "الاجتہاد فی الاسلام" (قاہرہ ۱۴۰۹ھ) کے مرتب محمد عبد اللہ السمان نے قلم بند کیے ہیں اور ساتھ ان کی تصویر بھی دی ہے۔ ان تفصیلات کے مطابق شیخ الازہر ۹ر ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) کو مصر کے شہر مراغہ میں پیدا ہوئے۔ جامعہ الازہر میں تعلیم مکمل کی اور شیخ محمد عبدہٗ کی مجالس علمیہ میں بھی شریک ہوتے رہے۔ مصر

کے متعدد علمی و دینی اداروں کے مناصب جلیلہ پر فائز رہے ۔ ان کی تصانیف میں "بحث فی ترجمۃ القرآن الکریم و احکامھا (قاہرہ ۱۹۳۶ء) اور "الدروس الدینیہ" (قاہرہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۳۶۵ھ) قابل ذکر ہیں ۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ۔

محمد حسین الذہبی : التفسیر والمفسرون ، جلد سوم ، قاہرہ ، ۱۹۶۲ء ، صفحہ ۲۵۰۔ ۲۶۰

محمد مصطفیٰ المراغی کے حالات اور علمی آثار سے متعلق رک ، انور الجندی : تراجم الاعلام المعاصرین فی العالم الاسلامی ، قاہرہ ، ۱۹۷۰ء ، صفحہ ۴۳۱ ۔

۸؎ جس اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ، اس کی صدارت المراغی نے کی تھی ۔ (بحوالہ البلاغ بابت ۲۷ جنوری ۱۹۳۶ء)

۹؎ "حمایت اسلام" لاہور ، ۲ ، جولائی ۱۹۳۶ء ، صفحہ ۵ (بحوالہ اقبال اور انجمن حمایت اسلام ، از محمد حنیف شاہد ، لاہور ، ۱۹۷۶ء ، صفحہ ۱۲۷ ۔ ۱۳۸) یہ خط بلا تاریخ ہے ، لیکن قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خط وسط جون ۱۹۳۶ء کے لگ بھگ تحریر کیا گیا ۔ اقبال نے انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین کو جو خط لکھا (بابت ۲ ، جولائی ۱۹۳۶ء) اس کی ابتدا کچھ یوں ہے ، "شیخ مراغی جامعہ ازہر قاہرہ کا خط میرے نام آیا جو آج کے اخبار "احسان" میں بھی شائع ہو گیا ہے ۔"

۱۰؎ اقبال کے بعض حالات از نیرنگ (رک ، مطالعہ اقبال ، مرتبہ گوہر نوشاہی ، لاہور ، ۱۹۷۱ء ، صفحہ ۴۱ ۔ ۴۲)

۱۱؎ ایضاً ، صفحہ ۴۲ ۔ اس خط کے بعد مکتوب الیہ رقم طراز ہے ، "اس کے بعد مجھ کو اقبال کا کوئی اور خط اس سلسلے میں نہیں ملا ، مگر یہ قرار پا چکا تھا کہ اقبال ، شیخ جامعۃ الازہر کو میرے بارے میں لکھ دیں گے ۔ انھوں نے ضرور لکھا ہو گا ۔ میں نے اقبال کو اطمینان دلایا تھا کہ میں وفد کو ہر امکانی امداد دوں گا ۔"

۱۲؎ Letters and Writings of Iqbal. Compiled and edited by B.A. Dar, Karachi, 1967, pp. 83-85.

۱۳؎ (۱۸۷۵ء ۔ ۱۹۵۲ء) اقبال کے دیرینہ رفیق ۔ انھوں نے "اقبال کے بعض حالات" کے

عنوان سے ایک اہم معلوماتی مضمون تحریر کیا تھا (دیکھیے سطور بالا)۔ شعر کہتے تھے
اور ان کا ایک مجموعہ شاعری "کلامِ نیرنگ" کے نام کے تحت شائع ہو چکا ہے
(طبع اول ۱۹۰۷ء۔ جمع و ترتیب غیر مدون کلام و مرتبہ ڈاکٹر معین الدین عقیل، کراچی ۱۹۸۳ء)
نیرنگ نے ۱۹۲۳ء میں انبالہ میں "جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام" کی بنیاد رکھی۔ اقبال نے
مختلف مشائخ، علما اور معززین سے اس جمعیت کے ساتھ تعاون کی اپیل کی تھی۔

ابتدائی عمر میں سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی کے مرید ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنے
مرشد کے فارسی، اردو اور ہندی کلام کو چھپوایا اور اس کے شروع میں مقدمہ بھی تحریر
کیا۔ یہ مجموعہ "تحائف اشرفی" کے عنوان سے شائع ہوا۔ (طبع ثانی، درگاہ کچھوچھہ، ضلع
فیض آباد، ۱۹۹۰ء، مقدمہ نیرنگ، صفحہ ۳-۴۰)۔ نیرنگ کے سوانح حیات، نیز ان کی
شعری اور تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں دیکھیے:

کلامِ نیرنگ (مجموعہ بالا)، مقدمہ مرتب، صفحہ ۹-۴۰؛ حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں، از
محمد عبداللہ قریشی، لاہور ۱۹۸۲ء، صفحہ ۹ [illegible]؛ امیر غلام بھیک نیرنگ
اور ان کی شاعری، "نقوش"، جولائی ۱۹۵۵ء، صفحہ ۱۴ [illegible] میر غلام بھیک
نیرنگ (رحلت)، روزنامہ "چٹان"، بابت ۱۱ جولائی ۱۹۵۳ء۔

۱۴ اقبال کے خط کا یہ مکمل متن روزنامہ "انقلاب" لاہور سے منقول ہے (بابت ۲۶ جولائی ۱۹۳۶ء)۔

۱۵ بحوالہ حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، صفحہ ۳۶۶ - ۳۷۰۔
مزید دیکھیے: "حمایتِ اسلام" بابت یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء، بحوالہ اقبال اور انجمن حمایت
اسلام، متذکرہ بالا، صفحہ ۱۳۹ - ۱۴۱۔

۱۶ بحوالہ اقبال اور انجمن حمایت اسلام، صفحہ ۱۴۳۔ علامہ اقبال کا یہ خط مصر کے
اخبار "البلاغ" میں شائع ہوا تھا (بابت ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

۱۷ بحوالہ "البلاغ" بابت ۳۰ نومبر و یکم دسمبر ۱۹۳۶ء

وفد کے مقاصد کے بارے میں غلام بھیک نیرنگ لکھتے ہیں کہ "اخباروں
سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس وفد نے اپنا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں میں اشاعتِ تعلیم

کا معائنہ اور مطالعہ اور مسلمانان سندھ سے ثقافتی ... تعلقات قائم کرنا بیان کیا ہے۔ دہلی میں ملاقات ہونے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنے تبلیغی مقصد کو سب سے راز میں رکھا ہے اور اس بارے میں مجھے اور اقبال سے بصیغۂ راز مبادلۂ خیالات اور چند معلومات دریافت کیں۔" اقبال سے بعض حالات، محولہ بالا، صفحہ ۴۳)۔

۱۸ اقبال سے بعض ملاقات، محولہ بالا، صفحہ ۴۴۔

۱۹ اخبار انقلاب، بابت ۲۷ جنوری ۱۹۳۰ء

۲۰ بحوالہ ایضاً، اقبال حیات اقبال کے چند مخفی گوشے، ... صفحہ ۹۵،

۲۱ علامہ اقبال سید نذیر نیازی مرحوم کو اپنے مکتوب بابت ۲۲ جنوری ۱۹۳۰ء میں یوں مطلع کرتے ہیں:

"مسٹر ک... آج آئے ہیں۔ میں نے ان کو ۲۷ جنوری روز بدھ ڈیڑھ دو بجے دوپہر چائے پر مدعو کیا ہے۔ آپ بھی ... تشریف لائیں۔ ... اسپنسر ہوٹل، منٹگمری روڈ میں ہوگا، جو آپ جانتے ہیں" (مکتوبات اقبال، مرتبہ سید نذیر نیازی، کراچی، ۱۹۵۷ء، ص ۱۳۲)

۲۲ مکتوبات اقبال، ... صفحہ ۳۶

مکتوبُ آزاد

بنام

سید سلیمان ندوی

[illegible]

[illegible]

ابوالکلام

یادداشتہائے ودود

قاضی عبدالودود

قاسمی صاحب [illegible] اردو [illegible]

تھے [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کچھ نئے بھی۔

[illegible]

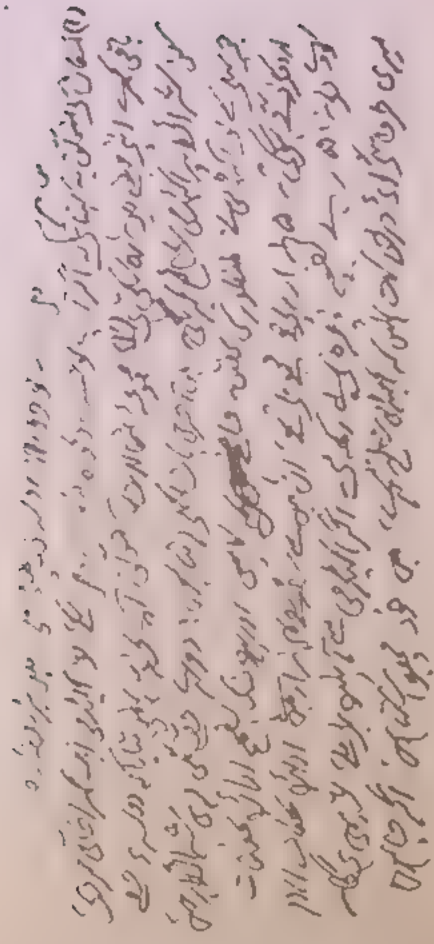

نیاز علی بیگ نکہت مؤلف مخزن فوائد
اور ظہور اللہ نوا کے بارے میں

[illegible]

دیوان ناجی مرتبہ ڈاکٹر فضل الحق

[illegible]

[illegible] کے بارے میں

[illegible]

سرورق دیوان قدرت

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ تحقیقات اردو
(۲)

دیوان قدرت

مصنفہ

شاہ قدرت اللہ قدرت دہلوی

مرتبہ

قاضی عبدالودود

و

[illegible]

سنہ ۱۹۵۵ء

شائع کردہ ادارۂ تحقیقات اردو پٹنہ

مقدمہ دیوانِ ندرت - ۱

مقدمہ

[illegible]

[illegible] الشعرا [illegible] [illegible]

[illegible]

مقدمہ دیوانِ قدرت ۔ ۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مقدمہ دیوانِ قدرت ۔ ۳

[illegible]

[illegible]

ابوالکلام آزاد کے بارے میں ۔ ۱

م = جناب ڈاکٹر [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد ۔ [illegible] شائع کردہ [illegible] اجلد [illegible]
د = انڈیا ونس فریڈم [illegible] شائع کردہ پروفیسر ہمایوں کبیر طبع دوم
ب = مولانا ابوالکلام آزاد از [illegible]

۱) تاریخ ولادت

م: [illegible] ولادت مکہ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ (کولا [illegible]) ذی الحجہ ۱۳ = ۹ اگست تا ستمبر ۱۸۸۸ء ۔ لہذا ولادت اگست یا ستمبر ۱۸۸۸ء میں ہوئی [illegible] ذی الحجہ [illegible] عیسوی ماہ کی تحقیق [illegible] (حاشیہ [illegible] حساب [illegible] خود ابوالکلام [illegible] تاریخ ولادت ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ = ۱۷ اگست ۱۸۸۸ء [illegible] ۔ پروفیسر ہمایوں [illegible] تاریخ ولادت ۱۱ نومبر [illegible] ولادت ابوالکلام کی [illegible] تاریخ ولادت [illegible] ۱۳۰۵ھ [illegible] ۱۳۲۶ھ [illegible]

صفحہ ۱: [illegible] ۱۸۸۸ [illegible]

دیباچہ: [illegible]

Should appear in [illegible] 1958 to synchronise [illegible] the day [illegible]"

ب ۔ تذکرہ [illegible] ۱۸۸۸ء [illegible] ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ (حاشیہ تذکرہ ۔ تاریخ [illegible]) ۱۸۶۹ [illegible] میری عمر [illegible] میری [illegible] ۱۵ سال [illegible] ۱۸۶۹ [illegible]

تذکرہ میں [illegible] ذی الحجہ ۱۳۰۵ [illegible] اور ۹ ذی الحجہ [illegible] ابوالکلام [illegible] ۱۱ نومبر [illegible] ولادت [illegible] ۱۸۸۸ [illegible] ۱۱ نومبر ۱۸۸۸ [illegible]

"It was Maulana Azad's wish that the book should appear in November 1958 to synchronise [illegible]

ابوالکلام آزاد کے بارے میں — ۲

کو خود وہ بات بار بار کا [illegible] ... تو سوائے اس کے بھی یہ داخ نہیں ہوتا کہ سوت کے وقت جس کا [illegible]
ہم معلوم ہیں۔ اگر کاملف خود کی جس کی مطابق ابوالکلام کی عمر بلکل برس کی تھی تو اس کو یہ سن یہ
ہو سکتا کہ ولادت ۱۸۷۹ء میں ہوئی تھی۔
امور تحقیق طلب: (۱) کیا سرجیہ سالوں کسی کی نکس الوسر کے ؟ ان سے درباحت کر سکتا ہے
یہ شادی وماہ باطرف جیسا ایس واقعی ابوالکلام کو معلوم ہوتا (۲) یہ [illegible] دن جیاکی یادگار
کی الوسر کی تعبیر کس طرح کی (۳)

۵۔ [illegible]: "مقاصد الدین کی ... ۱۹۰۰ء ... ابوالکلام ... [illegible] ... احمد ... ۴۹
[illegible] سر دینق میں "مولانا ابوالکلام آزاد" کے [illegible] ... کہ ان کی والد کا نام [illegible]
... ۱۹۰۰ء میں علامہ محی الدین آزاد (کو [illegible] ...) [illegible]
... ابوالکلام محی الدین احمد آزاد دہلوی " — ۱۹۱۳ء میں [illegible] ... الکلام الآزاد الدہلوی " [illegible]
سال العد ... احمد — " نام ابوالکلام آزاد ... [illegible] ...
۱۹۱۹ء میں اخری بخ (حوالہ معارف ... ۱۹۰۹ء) ۱۹۳۱ء – ۱۹۳۲ء میں ابوالکلام [illegible]
ترجمان القرآن جلد اول [illegible]) ۱۹۴۳ء – ۱۹۴۲ء میں ابوالکلام (غبار خاطر) [illegible]
ابوالکلام اکثر و بیشتر ابوالکلام ... محی الدین ... احمد (اس [illegible]
اس کو ستون حاشیے میں ... "[illegible]" ... کی تمہید میں ان کا نام [illegible]
لکھا: " مولانا ابوالکلام محی الدین احمد آزاد دہلوی [illegible] "
[illegible] ... ۱۹ ... [illegible] ... آزاد [illegible]
[illegible] ... آزاد [illegible] ... ابوالکلام [illegible]
[illegible] ... آزاد دہلوی [illegible] ... ابوالکلام [illegible]
[illegible] ... محی الدین احمد آزاد دہلوی [illegible] ... ایک [illegible]

یادداشت کا ایک صفحہ ۔ ۱

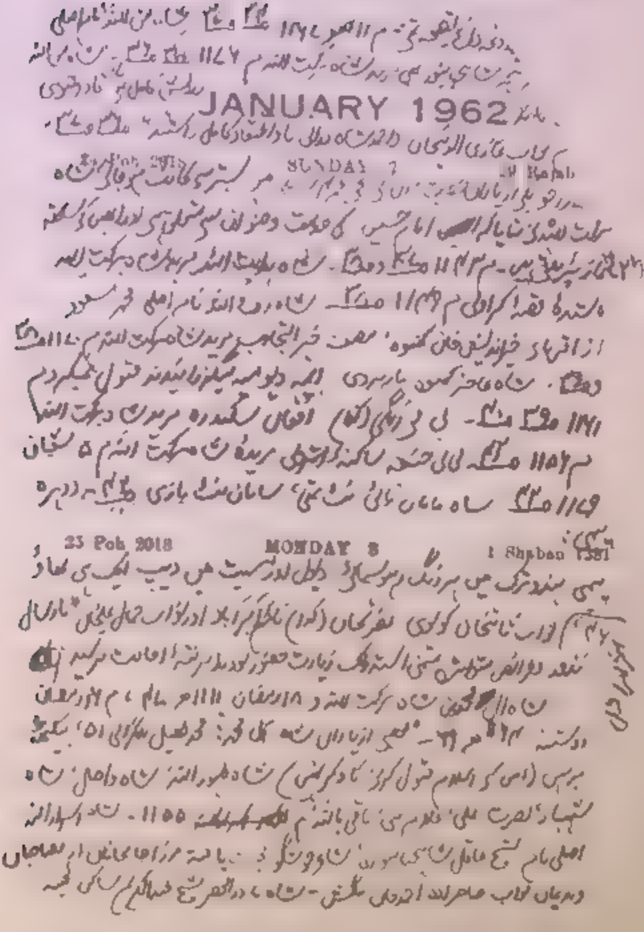

۳۵۳

یادداشت کا ایک صفحہ-۲

اردو [illegible] ۱۹۹۵ - [illegible]

اصلی نام محمد ناصر [illegible]

پارسی [illegible]

JANUARY 1962

ان کا [illegible] آلست [illegible]

[illegible] دو لفظوں میں ہی قصہ تمام ہو گیا [illegible]

[illegible] تصویر [illegible] قصہ تمام ہو گیا

[illegible]

یادداشت کا ایک صفحہ - ۳

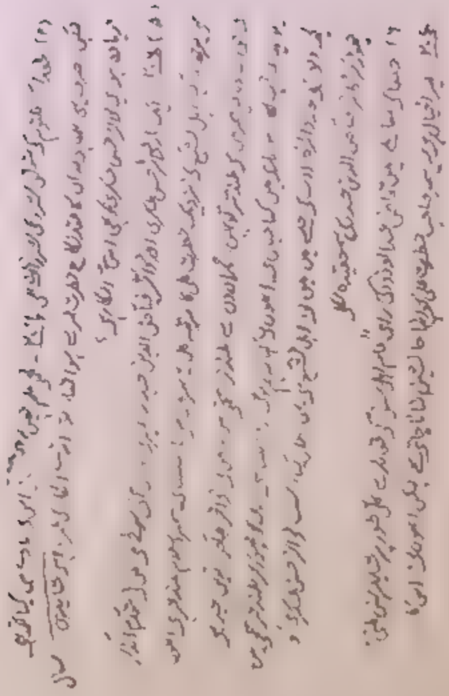

میر حسن، ریاض خیرآبادی اور ناسخ و نسیم کے بارے میں

JUN 18 MON

تو دست ناتواں [illegible] مسعود یہ تیمارہ کب تب تو کہ صورت بھی [illegible] دیدار کیا

یہ مطلع میر حسن کے میر علی [illegible] میر [illegible] انتخاب دہلوی کی طرف منسوب کیا گیا اور اس میں شک نہیں کہ انھیں کا ہے لیکن یہ [illegible] شکل میں سید [illegible]

[illegible]

ماہنامہ نگار [illegible] (خصوصی فروری ۱۹۴۳ء) میں ریاض کی کچھ نادر تحریریں جناب سید [illegible] نے لکھوائی۔ ریاض کے بعض استفادہ [illegible] میں [illegible] ناسخ [illegible] تحت [illegible] کریں [illegible] اور [illegible] اور تو دست [illegible] ہیں :

[illegible] ناسخ [illegible] نسیم [illegible] مطلب [illegible]

[illegible] دوسرا [illegible] جواب [illegible] ناسخ

مصرع [illegible] مسعود [illegible] تیمارہ کیا [illegible]

مصرع [illegible] تب تو کہ صورت [illegible] دیدار کیا۔

[illegible] ناسخ [illegible] کی [illegible] نسیم [illegible]

19 TUE

[illegible] (۱) ناسخ [illegible]

[illegible] (۲)

[illegible] ناسخ [illegible]

[illegible] (۳) [illegible]

[illegible] ناسخ [illegible]

[illegible]

[illegible] نتیجہ [illegible]

[illegible]

یہ چند الفاظ و تراکیب اساتذہ اردو کے یہاں آئی ہیں
اور اللغات میں غیر حاضر ہیں:

۱. امتداد" کیا امتداد مدت ہجر بیاں کروں" میر ص۱۱۱

۲. ایکوں جمع ایک "ایکوں کی کمال کھینچی ایکوں کو دارم کھنچا" میر ص۱۳۷

۳. آزاں جملہ "آزاں جملہ ایک اب سفتہ تھا" میر ص۱۴۸

۴. آرمیدہ "[illegible] وہی کہ یارب یہی دل آرمیدہ تھا" میر ص۱۵۱

۵. آوارہ گرد "پھرتا رہا ہوں گلیوں میں آوارہ گرد" میر ص۱۵۹

۶. انابت "[illegible] کروں ہوں الحاح بالانابت" میر ص۱۶۷

۷. اندوختنی "[illegible] وصال میں ہوں" میر ص۲۰۲

۸. [illegible] "[illegible] ابہام [illegible]" میر ص۲۴۳

۹. "آفتاب زدہ" میر ص۲۱۵

۱۰. اضطراب زدہ "[illegible] اشتمال" میر ص۲۲۵

۱۱. احتمال [illegible] میر ص۲۳۰

۱۲. امیر میں "خلاف حواس [illegible]"

۱۳. اطناب میر ص۲۳۱

۱۴. اندوہ "اندوہ دل کو شاد [illegible] لندن میں جیسے باغ لگا" ص۲۶۳

۱۵. اصلح "اصلح کی تھا [illegible] سے" ص۲۶۳

۱۶. اسا [illegible] میر ص۲۸۴

۱۷. [illegible] اصوات میر ص۲۸۵

۱۸. استکان "[illegible] یاس طی"

۱۹. [illegible] میر ص۲۹۸ ... ص۴۲۹

۲۰.

امیراللغات کے بارے میں ہے

[illegible] میر ص ۱۸ [illegible] میر ص ۹ [illegible] ۲۲
میر ص [illegible] ۲۳ اضداد [illegible] میر ص [illegible] ۲۴ [illegible]
[illegible] میر ص [illegible] [illegible] میر ص [illegible] ۲۶ [illegible]
[illegible] میر ص [illegible] ۲۷ [illegible] میر ص [illegible] ۲۸ [illegible]
میر ص [illegible] ۲۹

[illegible]

[illegible]

بابری مسجد/رام جنم بھومی دستاویزات

بابر کا وصیت نامہ

مصطفےٰ خاں شروانی

مصطفیٰ خاں شروانی
حیدرآباد

بابر کا وصیت نامہ

[illegible]

[illegible]

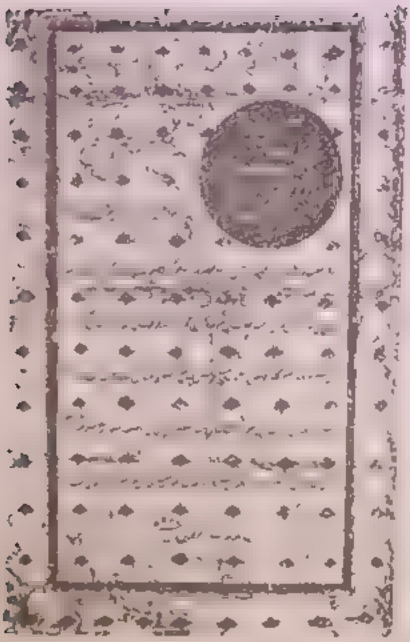

راس مسعود کے نام

اسٹیٹ لائبریری بھوپال کے۔ بی گھوسال کا خط

۱۱ فروری ۱۹۲۱ء

The State Library.

BHOPAL C.I

The 11/2/21

My dear Sir,

The photographer has now supplied me with the photo of Emperor Babar's [letter] to his son Emperor Humayun which I have great pleasure in sending one to your good self as per your request.

With my respectful regards,

I remain,

Yours very respectfully,

K. Ghosal

Sir Ross Masood Esq.

[illegible]

Hyderabad Deccan

مصطفٰے خاں شروانی

۳۱ دسمبر ۱۹۴۳ء

[illegible]

[illegible] ۱۱ دسمبر ۱۹۴۳ء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہنوز زیر ترتیب ہی ہے جس میں شاہنشاہ [illegible] وصیت نامہ [illegible]

[illegible] ۱۹۴۳ [illegible]

[illegible] TESTAMENT [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] Dr Mustafa Sherwani [illegible] from the [illegible] acknowledged [illegible] but [illegible] that [illegible] such document was available.

[illegible] Math in The Times of India [illegible]

[illegible]

[illegible] وصیت نامہ [illegible]

میں شمول اب زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

مصطفٰے خاں شروانی

۱۱ فروری ۱۹۴۴ء

[illegible]

"وصیت نامہ مخفی شاہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر بہ شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون" کا قضیہ —

[illegible] Times of India کے ۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کے شمارہ میں [illegible]

[illegible] کا مخصوص [illegible] جس کا اردو ترجمہ [illegible]
[illegible] ۱۹۹ [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
۱۹۹۲ [illegible] وصیت نامہ [illegible] بھوپال [illegible] میں موجود
[illegible] ۱۹۹۲ میں [illegible]
[illegible] وصیت نامہ [illegible] ۱۱ فروری ۱۹۹۲
[illegible] وصیت نامہ [illegible] بھیجی گئی [illegible]
[illegible] سمجھتا ہوں [illegible]
[illegible] وصیت نامہ [illegible]

مصطفیٰ خاں شروانی
[illegible]

یکم مارچ ۱۹۹۲

[illegible] فروری ۱۹۹۲ [illegible] دکن [illegible] گمشدہ وصیت نامہ بابر کے موضوع
[illegible] وصیت [illegible] اس کا تراشہ پیش خدمت ہے ساتھ
[illegible] اس [illegible] گمشدہ
[illegible]
[illegible] کا مشورہ دیا ہے۔

گمشدہ وصیت نامہ بابر

از: مصطفیٰ شروانی

[illegible] دکن [illegible] ۱۰ فروری ۱۹۹۲ کی اشاعت میں ہمایوں کے نام شہنشاہ بابر کا
وصیت نامہ [illegible]
[illegible] اور شہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر کے وصیت نامہ [illegible] نصیر الدین ہمایوں [illegible] ۱۵۲۹ء
[illegible] فروری ۱۹۹۲ [illegible] دہلی میں منعقدہ

اضافہ

در خدابخش لائبریری

[illegible]

[illegible] انگریزی ترجمہ [illegible] ۱۹۳۰ء
میں شائع ہوا تھی [illegible] انگریزی [illegible] ڈاکٹر سید محمود [illegible] کے ایک مضمون میں ملا
تھا [illegible] شائع ہوا تھا [illegible] ۱۹۲۳ء کے
[illegible] کی فوٹو کاپی
[illegible] ایک خط [illegible] بھیجی تھی [illegible]
[illegible] عثمانیہ کی اردو جامعہ قائم ہو چکی تھی، اس کے بعد
مسعود علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہوئے اور پھر آخر میں بھوپال چلے گئے اور وہیں وفات پائی]۔
مگر سالے خط کی تاریخ ۱۱ فروری ۱۹۲۱ء ہے۔

[illegible]

[illegible] the H[illegible] gradually [illegible]

[illegible] administ[illegible]

[illegible] loving, so that relations between [illegible] and contentment [illegible]

[illegible] carried on [illegible]

[illegible] otherwise [illegible]

[illegible] the year [illegible] may remain free from disease.

Source: Islam in India by M. T. Titus [illegible]

نمونۂ نسخہ [illegible] سید محمود [illegible] نے ۱۹۲۲ء میں یہ دستاویز دریافت کی تھی۔
ڈاکٹر سید محمود نے گسٹ [illegible] مغلوں کے عہد میں گاؤکشی
(Cow killing under Muslim Rule) کے عنوان سے ایک مضمون
میں بابر کے اس وصیت نامہ کا [illegible] بھوپال [illegible] نواب حمید اللہ خاں کی عنایت
سے دستیاب ہوا تھا [illegible] بھوپال کے ریاستی کتب خانہ کے کتبہ
[illegible] سال نے [illegible] سید محمود نے اپنی مختصر تمہید کے ساتھ
اس کا [illegible] اس طرح دیا تھا۔

BABAR'S ADVICE TO HIS SON: When the Moghuls established their rule [illegible] India and Babar ascended the throne, he not only [illegible] and felt the depth of Hindu [illegible] in this matter during his few years' reign but also wrote out a confidential will for his son Humayun, in which he referred to this religious belief of the Hindus and exhorted him to prevent the killing of cows. The original copy of this document is preserved in the State Library at Bhopal, and a photo of it has been made [illegible] to me [illegible] the courtesy of Nawab [illegible] Hamidullah Khan Sahib. The following is a translation of the document:

"O [illegible] son! People of diverse religions inhabit India, and it is a matter of thanksgiving to God that the King of Kings has entrusted the government of the country to you. It therefore behoves you, that —

(1) You should [illegible] religious prejudices to influence your mind and administer impartial justice [illegible] susceptibilities and [illegible] religious [illegible] the people.

(2) [illegible] of cows [illegible] the [illegible] and the [illegible] people [illegible]

[illegible] of any [illegible] that the relations between the [illegible] may remain cordial and there be peace and contentment in the land.

(4) The propagation of Islam will be better carried [illegible] than with [illegible]

[illegible]

[illegible] the [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھوپال سے آخری رپورٹ

[illegible]

PERIODICA ISLAMICA

PLACE YOUR ORDER NOW

انشائیے

سومنات فکر کا اشاریہ

— احسان عابد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نثر

تنقید جدید اردو ادب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منفی ناول کی ایک مثال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تذکرۂ شعرا:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک شعر۔ راشد اور دو نظمیں، رفیق ماعص، دسمبر ۱۹۷۱ء ● پردیسی کے خطوط۔ شاد عظیم آبادی [illegible] ۱۹۶۰۰۵ء ● فراق۔ ایک مطالعہ [illegible] ۱۹۵۹ء ● اپنی شاعری کے بارے میں [illegible] کتور [illegible] ● خواجہ میر درد [illegible] ● اردو نظم کا آغاز [illegible] ● یاس عظیم آبادی [illegible]

تذکرہ ادبا/ناقدین۔

● [illegible] ● ایک جوان [illegible] سید محمد حسنین [illegible] ● ایک ادیب [illegible] ● [illegible] کہ [illegible] رکھتے ہیں [illegible] ● [illegible] ● دانش حاضر کے سوداگر [illegible]

غیر ملکی ادب:

● امریکی ادب [illegible] ● انگریزی [illegible] کے بعد [illegible] ● جدید انگریزی شاعری [illegible] ● جدید فرانسیسی شاعری، (والس فاؤلی) [illegible] ۱۹۹۱ء

تذکرہ غیر ملکی ادبا/ناقدین:

● [illegible] ● ایک نوجوان ادیب کے نام خطوط [illegible] ● [illegible] ● [illegible] محمود سعید [illegible] ● [illegible] ● [illegible] ● جیمز جوائس ایک مختور نگار [illegible] ● [illegible] ● [illegible] ● [illegible]

تراجم شاعری:

● انگریزی شاعری [illegible] ● جاوید نامہ علامہ اقبال، تحقیق [illegible] ● جدید انگریزی [illegible] ● جدید شاعری [illegible] ● جدید فرانسیسی شاعری، روالیس فاؤلی [illegible] ● [illegible]، جمیل [illegible]

تراجم/افسانہ :

[illegible]

تراجم/ناول :

[illegible]

تراجم/... ادب :

[illegible]

تراجم/... ادبا :

[illegible]

● محمود [illegible] ● محمود سعید [illegible] ○ [illegible] مستقبل [illegible]

● ممتاز حسین شاعر [illegible] ● [illegible] زیدی [illegible] شاعری کے بارے میں [illegible]

[illegible] ● ممتاز شیریں [illegible] ○ [illegible]

● منیب الرحمٰن [illegible] ● میرا جی [illegible] ○ [illegible]

● میر [illegible] ● نظیر صدیقی [illegible]

● ن۔م۔ راشد [illegible] ● وارث علوی، جدیدیت [illegible]

○ [illegible] ●

● وزیر آغا [illegible] ● وحید اختر [illegible]

● [illegible] ○ [illegible]

[illegible]

افسانہ :

● [illegible] ● [illegible] انصاری [illegible]

● اسٹیفن زویگ [illegible] ● البیر کامیو [illegible] ● اعلاء الدین سعید [illegible]

● نورعنایت اللہ [illegible] ○ [illegible]

● [illegible] ● اوناموتو [illegible]

● جیلانی بانو [illegible] ○ [illegible]

● [illegible] ● حسین الحق [illegible] ● [illegible]

● [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

● [illegible] ● سہیل [illegible]

● سید [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

● [illegible] ○ [illegible]

● شفیق [illegible] ● صفیہ [illegible] ○ [illegible]

● ضمیر الدین احمد [illegible] ○ [illegible]

[illegible]

نظم:

[illegible] احسن لکھنوی [illegible]

[illegible]

[illegible] ● عمیق حنفی [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ●

[illegible] ● غیاث متین [illegible] ●

[illegible] ● قاضی سلیم [illegible] ○ [illegible] ○

[illegible] ○ [illegible] ○ مصالحت [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ● قمر جمیل [illegible] ● [illegible]

[illegible] ● کرشن موہن [illegible] ○ [illegible] ● کوثر [illegible]

[illegible] ● کرشن چندر [illegible] ● گوپال متل [illegible]

[illegible] ● [illegible] ○ [illegible] ● [illegible]

[illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ● محب عارفی [illegible]

○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ●

محبوب خزاں [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ● محمد حسن عسکری [illegible] ● محمد علوی [illegible]

○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ● محمود ایاز [illegible]

[illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible] ○ [illegible]

[illegible] ● محمود سعیدی [illegible] ○ [illegible]

○ [illegible] ○ [illegible] ● محمود سعیدی [illegible]

[illegible] ● [illegible] ● مصحف اقبال توصیفی [illegible]

● [illegible] ● [illegible] ○ [illegible] ○

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غزل:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

● ساحر ہوشیارپوری [illegible] ● ساقی فاروقی [illegible] ● سلام مچھلی شہری، چار قطعات اور غزلیں
[illegible] ● سلیم تمنائی [illegible] ● سلیمان ادیب [illegible] ● شاد عارفی [illegible]
[illegible] ● شاذ تمکنت [illegible] ● شان الحق حقی [illegible] ● شاہد منصور [illegible]
● [illegible] گوالیاری [illegible] ● شفقت تنویر مرزا [illegible] ● شفیق فاطمہ شعریٰ [illegible]
● شمس الرحمن فاروقی [illegible] ● شہادت جعفری [illegible] ● شہرت بخاری [illegible]
● شہریار [illegible] ● ضیا فتح آبادی [illegible] ● عبدالعزیز نشتر [illegible]
● عبدالمجید حیرت [illegible] ● عزیز حامد مدنی [illegible] ● غلام ربانی
تاباں [illegible] ● فراق گورکھپوری [illegible] ● فرحت کیفی [illegible] ● فضا کوثری
[illegible] ● قمر جمیل [illegible] ● کاوش بدری [illegible] ● گوپال متل [illegible]
● لطف الرحمن [illegible] ● متین سروش [illegible] ● محب عارفی [illegible]
[illegible] ● محبوب خزاں [illegible] ● محمود ایاز [illegible]
[illegible] ● محمد علوی [illegible] ● محوی صدیقی [illegible] ● مخمور سعیدی [illegible] ●
مظفر حنفی [illegible] ● مظہر امام [illegible] ○ [illegible] [illegible]
● معین احسن جذبی [illegible] [illegible] ● ندرت کانپوری [illegible] ● نگار صہبائی
گیت [illegible] ○ [illegible] ● نظیر صدیقی [illegible]
● ہادی مصطفیٰ [illegible] ● یوسف ناظم [illegible]

تبصرہ:

● آل احمد سرور [illegible] ● اختر الایمان [illegible] ● باقر مہدی [illegible]
[illegible] ● بلراج کومل [illegible] ● [illegible] ● [illegible]
● رفیق خاور [illegible] ● ساقی فاروقی [illegible] ● شہریار [illegible] ● عالم خوندمیری
[illegible] ● قمر جمیل [illegible] ● مجید امجد [illegible] ● محمد حسن [illegible]
● محمود ایاز [illegible] ● [illegible]
[illegible] ● [illegible] ● [illegible] ● [illegible]

[illegible] ● [illegible] ۱۹۶۰ء۔

خطوط:

● آل احمد سرور [illegible] ● شاد لکھنوی [illegible] ● احمد ندیم قاسمی [illegible]

● احتشام الایمان [illegible] ● سلطان محمد عباسی [illegible] ● اشتیاق حسین [illegible]

● باقر مہدی [illegible] ● تیر [illegible] ● جگر کول [illegible]

○ خطوط [illegible] ● [illegible] ● جذبی [illegible] ● جیلانی بانو

[illegible] ● حمید سید [illegible] ● خلیل الرحمٰن اعظمی [illegible]

● راجندر سنگھ بیدی [illegible] ● سہیل عظیم آبادی [illegible] ● سعد صدیقی

[illegible] ● [illegible] ● شفیق فاطمہ شعریٰ [illegible]

● شمس الرحمٰن فاروقی [illegible] ● شہید [illegible] ● ضمیر الدین ضمیر [illegible]

● ضیاء جالندھری [illegible] ● عبد الحمید حیرت [illegible] ● عصمت چغتائی [illegible]

● علی جواد زیدی [illegible] ● قاضی سلیم [illegible] ● قرۃ العین حیدر [illegible] ● کرشن چندر

[illegible] ● کوثر چاند پوری [illegible] ● مجتبیٰ حسین [illegible] ● محمد حسن

[illegible] ● محمد علوی [illegible] ● محمود سعید [illegible] ● مظہر امام

[illegible] ● مبین [illegible] ● طہ صدیقی [illegible] ● وارث علوی [illegible]

● وحید اختر [illegible] ۱۹۵۵ء۔

تراجم:

● [illegible] ● حمید اللہ صدیقی [illegible] ● قمر الدین

[illegible] ● رفعت لودی [illegible] ● رفیق خاور [illegible] ● سلطان احمد تقی

● شفیق فاطمہ [illegible] ● ضمیر الدین احمد [illegible] ● محمد اسمٰعیل تابش

[illegible] ● محمد عمر میمن [illegible] ● محمد ایاز [illegible]

[illegible] ● محمود سعید [illegible] ● مجید فاروقی [illegible] ● مریم زیدی [illegible]

● مرزا [illegible] ● خلیل مامون [illegible]

●●

ضمیمہ

پچھلے صفحات میں آپ نے موضوعات کے دو ادوار
کا یعنی [illegible]-۶۳ ، ۰۰-۱۹۶۴ء کا اشاریہ ملاحظہ فرمایا تیسرے
دور ۱۹۹۱-۱۹۹۳ء کا اشاریہ بنانے کے بجائے صرف
پانچ پرچوں کا مطالعہ تھا، ہم نے ان کی فہرست یہاں
علاوہ ضمیمہ شامل کر دی ہے۔ اب یہ [illegible]
ہو گیا ہے۔

سوغات

(۱)

ستمبر ۱۹۹۱ء

نقشِ اوّل — اداریہ

اخترالایمان: ایک مطالعہ

ایک مکالمہ — اخترالایمان ۔ محمود ایاز

افسانے:

پاگل

رنگ محل

جنگلی موت

بدوی

تشنۂ فریاد

سوکھی ساون

نظمیں

غزل

کینہ کا موسم

غزلیں

[illegible]

تین نظمیں ایک تبصرہ

[illegible]

مت عزل مت کرو

مہاتما گاندھی [illegible]

[illegible]

اردو عشرہ [illegible]

[illegible] نظریات

آفاق [illegible]

[illegible]

• شمس الرحمٰن فاروقی • محمود ہاشمی • گوپی چند نارنگ • شمیم حنفی • [illegible] • عبدالعزیز • عابدہ • [illegible] • باقر مہدی • لیئق صدیقی • مرزا [illegible] بیگ • کشور ناہید • محمود خیمس • قاضی سلیم • ساقی فاروقی۔

[illegible]

• امیر خسرو کا ہندوی کلام۔ مصنف گوپی چند نارنگ [illegible] • [illegible] قاضی عبدالرحمن • [illegible] • مصنف [illegible] • مسلمانوں [illegible] کے خطوط اور کشفیش [illegible]

(۲)

[illegible] ۱۹۹۲ء

[illegible]

خود نوشت

[illegible]

نظمیں

صبح بہار	اختر حسین
گریز	احسان الہی
نقل مکانی	اختر الایمان
تم جو تنہا ہو	وزیر آغا
ہم	صلاح الدین محمود
ابھی ابھی	صلاح الدین محمود
لیمپ کا حقیقی	صلاح الدین محمود
میں	صلاح الدین محمود
طلسم	صلاح الدین محمود
دستکاری	قاضی سلیم
...	شفیق فاطمہ شعری
...	صلاح الدین محمود

خصوصی مطالعہ

تین افسانے

تبصرے

[illegible]

تبصرے

• "چاند شہر لفظوں کی جیا گل" مصنف: وزیر آغا، تبصرہ نگار: ڈاکٹر مظفر حنفی • "خواب باقی ہیں" مصنف: آل احمد سرور، تبصرہ نگار: [illegible] احمد • [illegible] شاعری کے نمائندہ شعرا، مرتبہ: حبیب اکبر قریشی، تبصرہ نگار: خلیل مامون • چوتھا آسمان، مصنف: محمد علوی، تبصرہ نگار: خلیل مامون • تاریخ [illegible] • قرۃ العین حیدر، تبصرہ نگار: سیدہ حمید • ترجمہ: نجم الثاقب حمزہ • "دوسرا کرہ" "صحرائے اعظم" مصنف: زاہدہ زیدی، تبصرہ نگار: سلیم شہزاد • روشن جزیروں کا سفر، مصنف: انور مینائی، تبصرہ نگار: دلاور [illegible]

بازگشت

(۴)

مارچ ۱۹۹۳ء

[illegible]

مضامین

عزیز احمد کی افسانہ نگاری — وارث علوی

عزیز احمد کی تاریخی افسانہ نگاری — [illegible] مسعود

ایسی بلندی، ایسی پستی — حسن عسکری

[illegible] — [illegible]

[illegible] صدیقی — وزیر آغا

[illegible]

[illegible]

خودنوشت

[illegible]

خصوصی مطالعہ

[illegible]

افسانے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حنیف مسعود، شمس الرحمن فاروقی، عرفان صدیقی

[illegible] مسعود

دو نظمیں

[illegible]

عرفان صدیقی

غزلیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نظمیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تبصرہ

[illegible]

بازگشت

[illegible]

دوستی · دوسرا آدمی

[illegible]

۵

ستمبر ۱۹۹۳ء

خود نوشت

[illegible]

میرا جی کی شخصیت

میرا جی کے بارے میں ایک خط

[illegible]

نسوانی کردار کی تفہیم

[illegible]

رفیق حسین کے افسانے

[illegible]

The contents appearing in
this publication are indexed by

[illegible]

For further information, please contact
Dr. Munawar A. Anees, Editor in Chief, Periodica Islamica

BERITA PUBLISHING

22 Jalan [illegible] 59100 Kuala Lumpur, Malaysia
Tel (+60 3) 282 5286 Fax (+60 3) 282 1605

بیان ملکیت سہ ماہی خدابخش لائبریری جرنل اور دیگر تفصیلات
مطابق فارم نمبر ۴، قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۴

۲۔ وقفہ اشاعت: سہ ماہی

۳۔ پرنٹر و پبلشر کا نام: مصطفیٰ کمال ہاشمی

قومیت: ہندستانی

پتہ: اسسٹنٹ لائبریرین، خدابخش لائبریری، پٹنہ

۴۔ ایڈیٹر کا نام: عابد رضا بیدار

قومیت: ہندستانی

پتا: ڈائرکٹر خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۴

۵۔ ملکیت: خدابخش لائبریری، پٹنہ ۴

میں مصطفیٰ کمال ہاشمی اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و یقین کے ساتھ درست ہیں

دستخط پبلشر: مصطفیٰ کمال ہاشمی

یکم فروری ۱۹۹۳ء

مراسلات

ڈاکٹر عبدالرب عرفان
[illegible]

جرنل ۷۵۔۷۷ کے بارے میں

[illegible]

[illegible]

... کا دستاذی شعر مع تقطیع ملاحظہ فرمائیں،

[illegible]

... اس کی تقطیع اس طرح کی جائے گی

[illegible]

مفعول مفاعیلُ مفاعیلن فعولن [illegible] مفعول مفاعیلُ مفاعیلن فعولن

[illegible]

[illegible] مخبون محذوف مقصور. [illegible]

[illegible]

مفاعلن معولن مفاعلن فعلاتن　　مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلاتن

[illegible]

... میں یافت کا آخری حرف ت ساقط ہے۔

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف مقصور　مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن فعلان

[illegible]

فاعلاتن مفعولاتن مفعولاتن فعلن   فاعلاتن مفعولن فعلاتن فعلن

بوتے کی خوشبو [illegible] نکل جا تا ہے   جگنو [illegible] کی دکھاتا ہے مجھے

مخفف اور مشتق مشہور اوزان ہیں جن کا ذکر کلام میں بھی حال حال ہوتا ہے۔ [illegible] اردو میں یہ روایت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی۔ [illegible] کے بعد اس [illegible] درس [illegible] رد کا فارسی دور میں عمل پیدا کرنے والے [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] پڑھتا [illegible] درس [illegible] قدر عادی ہو چکا ہے کہ دور کا [illegible] نہیں ہیں [illegible] برگزیدہ کرتا ہے۔

[illegible] مشہور مخفف اور مشتق بحر حال [illegible] کی عبارتی [illegible] سے [illegible] ہیں۔ [illegible] کی

[illegible] ہیں

گر [illegible]   [illegible] نگہ ترا [illegible] رنجی [illegible]

یہ شعر [illegible] مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن [illegible] ہیں۔ لیکن اس شعر کے مصرع [illegible] سے دونوں مصرعوں کے

ارکان کی صورت اور تقطیع حسب ذیل ہے:

مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلاتن   مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن

گر [illegible]   [illegible]

[illegible] مشعث [illegible]   [illegible]

پہلے مصرعے میں [illegible]

[illegible] مشعث [illegible] کے لحاظ سے [illegible] پائی [illegible]

(الف) گفت [illegible] دشمن کرد   [illegible] زبان [illegible]

مفاعلن مفعولن مفاعلن [illegible]   مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

گفت [illegible]   [illegible] زباکند [illegible]

[illegible] مشعث [illegible]   [illegible]

(ب) (۱) گرت میسر نبود [illegible] ست [illegible] — چو داری آنچه کوشیدنت نه برجاست (الخ)

(۲) تو هیچ دانی کز تو پیمبر و این شهر — بداند آنکه خداندیش کن یکی داد است (الخ)

(۳) دهنده آن را احسان شمار و دو خیاط — گمان مزد برو چون بغیر خشن سست (الخ)

مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن — مفاعلن [illegible] مفاعلن [illegible]

گرت میسّر نخود روا [illegible] دل رنج — [illegible]

(۲) تو هیچ دا نی کز تو [illegible] — بداند آنکه خداندیش کن یکی داد است

(۳) [illegible] — گمان غیر [illegible] [illegible] سست

مخبون مشعث مخبون مقصور مسکّن — مخبون مخبون مخبون مقصور مسکّن،

[illegible]

میں روا است [illegible]

(ج) اگر تو نی بامحنت [illegible] برکی — [illegible] بشد [illegible]

مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

اگر توا نی باحق عاکب برکی — ک کبر مردوری تن جمل را باشد

مخبون مشعث مخبون محذوف مسکّن — مخبون مخبون مخبون محذوف مسکّن،

(د) بخور [illegible] [illegible] خو [illegible] — کسی نبند د آن دو که زن گنگ [illegible] ست (الخ)

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن — مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلان

بخوشا [illegible] [illegible] کب بقتر — کسی نمی [illegible] [illegible] خادست

مخبون مخبون مخبون محذوف — مخبون مشعث مخبون محذوف مسکّن

[illegible]

[illegible]

(ھ) هزار چوگان دیدم شکست رنگ گوی — [illegible] سکیں تو [illegible] دست کماند (الخ)

مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلاتن — مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلان

هزار چو گاه دیدم شکستہ یک گری — [illegible] [illegible] چادرس [illegible]

مخبون مشعث [illegible] — مخبون مشعث مخبون [illegible]

حواشی

Serious and Academic

New English-language bi-monthly publication

MUSLIM & ARAB PERSPECTIVES

ISSN 0971-4367

Read in the first issue

S. Ameenul Hasan Rizvi, Some errors in Abdullah Yusuf Ali's English translation of the Holy Qur'an

William R. Roff, Leavetakings: The separation stage of the Meccan pilgrimage

Edward P. Djerejian, The U.S., Islam and the Middle East

Zafarul-Islam Khan, A Primary source of Islamic history

Shah-i Hamadan Institute of Islamic Studies, Srinagar

– **Recent publications**

– **Other regular topics**

Next issue: **Focus on Palestine**, a mini-encyclopaedia and a living document on the Palestinian Question

Edited by the well-known scholar and writer,

Dr Zafarul-Islam Khan

Yearly subscription:

Individuals Rs [illegible], institutions Rs 300

(Foreign by airmail: individuals US$15 / £ Stg 10

institutions US$[illegible] / £ Stg 20)

The Institue of Islamic and Arabic Studies

P.O. Box 9701, 84 Abul Fazal Enclave

New Delhi 110 025 India

Tel/fax (009111) 6835825

Send M.O., stamps, coupons etc. worth Rs 15/US$ 1.5 for a specimen copy

خدابخش لائبریری کی چند اہم مطبوعات

[مطبوعات اردو]

13 Ibid., p. 126. An incident of how Jinnah kept the *Mullahs* at bay even as late as 1946 has of late come to light in a recent publication. Dr. Afzal Iqbal, *Islamisation of Pakistan* [illegible] 1984, p. 35. Veteran League leader and a former Minister of the [illegible] administration of Pakistan in [illegible] M.A. Haroon has [illegible] the [illegible] in 1946, once when Jinnah was told that he was being criticised by the *Ulema* for avoiding the expression Shariah (Islamic Law) while talking generally of Islam, he retorted sharply: "Which Shariah? Hanafis? Hambalis? Shafais? Malikis? Jafaris? I don't want to get involved. The moment I enter this field the *Ulema* will take over for they claim to be experts and I certainly don't propose to hand over the field to the *Ulema*. I am aware of their criticism but I don't propose to fall into their trap."

14 op. cit., p. 55. But Chagla probably did not know that Jinnah had deep interest in acting. In fact he [illegible] Shakespeare [illegible] had to work as a lawyer and politician. Wolpert [illegible] p. [illegible]

15 op. cit., p. 121

16. 14.6.1981

17 Vasant T. Kripalani, "Jinnah's Last Legal Battle" [illegible]

Source: Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah and the Creation of Pakistan by S.K. Bandyopadhyaya, New Delhi, 1991

creator of the theocratic state of Pakistan is probably one of the very few enigmas of history.

An [illegible] ... Jinnah became ... an [illegible] ... the result ... pursuit. [illegible]

References

1. [illegible] ... Nagpur Congress of 1920.
2. [illegible]
3. [illegible]
4. [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible] ... *Reality*, Bombay (1988), pp. 13-4.
7. [illegible], p. 126.
8. [illegible] ... Quaid ... Press (19[illegible]) [illegible]
9. [illegible] ... New [illegible]
10. [illegible] ... regard for Tilak (ibid., p. 15). [illegible]
11. [illegible]
12. [illegible], p. 125.

Jinnah [illegible] of the reaction of Jinnah on that occasion: "That was the [illegible] I found Jinnah [illegible] the shadow of human [illegible]" In an article in the [illegible] clothes and look at [illegible] He would gaze over them for [illegible] eyes would moisten.

[illegible] has written of Jinnah's love of [illegible] the [illegible] father [illegible] incident he says that [illegible] a friend's son [illegible] are going away tomorrow. [illegible] his biographer adds [illegible] had become a celebrity [illegible] of going through a crowd to a toy shop to buy a rocking horse for a friend's son.

[illegible] another article published in the [illegible] Magazine [illegible] the writer [illegible] then outstanding public figure had [illegible] time [illegible] with a view to defending a young [illegible] five years after he had given up [illegible] practice in the [illegible] High Court. Some remarkable [illegible] from the story told by Vasant Kripalani.

[illegible] when he was [illegible] dubbed as ant [illegible]

job subsequently on his own volition.

[illegible] Jinnah [illegible]

[illegible] He used [illegible] more comfortable in Western [illegible] used to say [illegible] that he was [illegible] [illegible] should [illegible] the [illegible] the [illegible] of India

[illegible] had [illegible] and social customs [illegible] of the Muslims in [illegible] communal peace [illegible]

[illegible]

[illegible] after I read an article by the eminent [illegible] and later on parliamentarian [illegible] in the [illegible]. The article was later [illegible] in a book. [illegible] with [illegible] which [illegible] [illegible] [illegible] of [illegible] [illegible] We were [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] constitution.

[illegible] known [illegible] liberal and constitutionalist [illegible] [illegible] Nagpur session [illegible] and [illegible] agreement with the programme of non-cooperation [illegible] when the [illegible] of Mahmudabad told [illegible] that he considered himself [illegible] first [illegible] was [illegible] of [illegible] Indian [illegible] [illegible] Muslim [illegible] at least [illegible] disputed even by his worst critics.[4]

I had [illegible] very respected [illegible] work in [illegible] the inspiration [illegible] which used to [illegible] the National [illegible] of Madras [illegible]

[illegible] of Dadabhai [illegible] outstanding [illegible] right from [illegible] [illegible] He did [illegible] [illegible] day [illegible] in the [illegible] prevailing [illegible]

[illegible] me this was indeed a discovery about Jinnah. To the best of my knowledge that speech was not reproduced by the contemporary [illegible] papers which I [illegible] read [illegible] had been [illegible] my eyes [illegible] me [illegible] consider my [illegible] could not be [illegible]

In another instalment [illegible] reported that [illegible] after the [illegible] with the [illegible] permit him to fulfil his wish.

Maulana Abul Kalam Azad's *India* [illegible] gave me [illegible] Maulana [illegible] with [illegible] the [illegible] Congress [illegible] Maulana [illegible] have [illegible] Muslim League [illegible] know that [illegible] Mr Jinnah [illegible]

[illegible] Jawaharlal Nehru [illegible] to the [illegible] shall deal with that important phase [illegible] detail later on.

[illegible] my real study of Jinnah [illegible]

[illegible] India movement in my humble way. I [illegible] consider Jinnah to be [illegible] on account of [illegible] of the Muslim League towards the movement. During [illegible] I [illegible] Congress [illegible] close observer of the [illegible] independence [illegible] country. The [illegible] Jinnah in those [illegible] as the [illegible] the [illegible] like in [illegible] more.

I had however [illegible] the following observations [illegible] Jawaharlal Nehru on Jinnah:

> A few old [illegible] of the [illegible] Calcutta [illegible] had [illegible] had been [illegible] the Muslim League [illegible] Congress.[3]

But I [illegible] remarks [illegible] and [illegible] that of a [illegible] communalist.

[illegible] the [illegible] columns [illegible] Pakistan [illegible] Nehru [illegible] the first [illegible] Jinnah [illegible] Pakistan [illegible] the background of the [illegible] Muslims. In that speech on August 11, 1947, Jinnah said:

> You are free [illegible] temples, you are free to go [illegible] worship in the State of Pakistan. You [illegible] or caste or creed [illegible] has nothing to do [illegible] that we should [illegible] keep that in front of [illegible] of time Hindus would [illegible] Hindus and Muslims [illegible] Muslims, not in [illegible] because that is [illegible] of each individual, but in the political sense as citizens of the State.[4]

instances could be quoted from his life

On Muhammad Ali Jinnah

Sa esh Kumar Bandopadhaya

"So let our misguided countrymen understand that by their insensate action they are at once denying nation, God and man."

But this is a dismal note on which to end this chapter. So let us lift up our eyes to the heights reached by the spirit of our President. Addressing the Hindu Vishwa Dharma Sammelan, a conference of Hindu religious leaders, Dr Radhakrishnan exhorted them as follows:

"The one fact of our age is the confrontation of different cultures and different religions. Once upon a time we used to have religions working on parallel lines without much influence on one another. Today we are thrown together. The world has become a physical unity. There is nearness and neighbourhood. But it should become an integrated entity.

"How have religions been functioning? When you emphasise the formal aspects of religion, they divide the world. When you emphasise the inner, the deeper spiritual side of religion, they unite the world.

"Anyone who believes in God will not adopt attitudes which we sometimes adopt. We have to scrutinize ourselves, examine ourselves, ask ourselves every day a question whether we are truly believers in God or merely counterfeit believers.

"It is hope if our religion rids itself of these pernicious practices which in the growth of centuries have come about, it will be able to tell people that here is a religion which has allowed peaceful friendly cooperation among all. ..."

(Source: In Different Saddles by M R A Baig, London 1967, pp 128-170)

as Mrs Indira Gandhi and valiant crusaders such as Mr Jayaprakash Narayan. Courageous indeed was J.P.'s statement after the terrible communal riots that broke out in Jamshedpur and neighbouring areas in early 1964:

"The recent and [illegible] and cruel violence against [illegible] of this country and [illegible] Muslim citizens of [illegible] every thinking Indian.

If Indian Hindus and Indian Muslims for no other reason than that Pakistani Muslims [illegible] Pakistani Hindus, it is among other [illegible] of the two-nation theory. It [illegible] that we affirm in [illegible] what we [illegible]. It should be clear that such [illegible] result [illegible] gradual undermining of [illegible].

Sometimes the [illegible] in the name of Hinduism. [illegible] I cannot think [illegible] has to [illegible] these [illegible] that [illegible] of 'dharma'. Whatever [illegible] atmosphere of [illegible] [illegible] brother [illegible] knife brother only because he worships God differently.

The future of the [illegible] and the spirit of man [illegible] that stands in the way [illegible] which true [illegible] to go. India with her great tradition of [illegible] humanism was expected to play a [illegible] process of history. But these recent events [illegible] as they are, threaten to strangle that precious [illegible] of our culture which produced even in the days of decline such beautiful blossoms as Tagore and Gandhi.

But no ambassador, Muslim or non-Muslim can project his country other than as it is, and as long as communal rioting regularly takes place, and trouble flares up in Kashmir from time to time, we should not be surprised if Muslim countries sympathise and even side with Pakistan when forced to make the choice. Pakistan is the direct result of Congress leaders underestimating the centripetal force of Islam in Indian politics. The position is of course different, but it would be an equal mistake to underrate the basic fraternity of Islam in international relations. There being, except for neighbouring Nepal, no other Hindu majority country in the world, it is understandable if this tendency is not fully appreciated by leaders brought up in exclusively Hindu culture.

But the writing on the wall during the Indo-Pakistani conflict was legible enough. Only a truly secular India with its Muslim citizens playing their proper part in all spheres of national affairs and activity will be able fully to tap this huge reservoir of international goodwill.

Western and Christian countries are little concerned with our secularism. In fact, apart from getting their support to our case over Kashmir, the point never arises in our relations with them. But they were greatly impressed and pleasantly surprised by the reception the Pope received in Bombay. Let us be very careful that Goa never becomes a "Christian" Kashmir. If there is unrest among the Goan Christians, this, added to the unrest among the Naga and Mizo Christians, might well make the Christian nations vulnerable to Pakistani propaganda.

But however hard and steep may be the path to secularism that we shall reach it is certain as long as India can produce modern rishis such as the President, Dr. Radhakrishnan, profound and liberal thinkers such as the* Vice President, Dr. Zakir Hussain, a prime minister as humanist and secular

* This chapter was already in print when Dr. Zakir Hussain was elected President of India. Rightly hailed as a victory for secularism, it would be a mistake to attach to it undue significance. An important battle has certainly been won. But the war has yet to be.

while I entirely agree with the policy of restraint self-imposed by the press in reporting such happenings, I also feel that its purpose would be defeated if it bred complacency in regard to secularism by us deluding ourselves that communal riots do not take place. One cannot cure a disease without recognising its gravity.

For an ambassador to project India as a truly secular state is therefore by no means easy. My term in Iran was regularly punctuated by communal rioting and some really horrible facts were brought to the attention of the Government of Iran by the Pakistan Embassy. I was constantly being asked if the facts were true by the Prime Minister, the Foreign Minister, by journalists and others, and though I could play down the exaggerations, and play up other favourable factors, the fact that riots could take place so often, with such intensity, and with every evidence of planning and organisation, spoke for themselves.

We attach great importance to Afro-Asian countries but we forget how many of them are Muslim in population and therefore susceptible to be emotionally moved by Pakistani propaganda. Apart from Pakistan itself, they are Indonesia, Malaysia, Afghanistan, Turkey, Iran, Saudi Arabia, Kuwait, Iraq, Jordan, Syria, Sudan, Somaliland, U.A.R., Libya, Tunisia, Morocco, Algeria, Mauritania, 50 per cent of Lebanon, and sizable and influential minorities in Nigeria, Senegal, Guinea, Mali and Sierra Leone.

This brings me to the question of appointing Muslim ambassadors in Muslim countries. It is sometimes thought that this goes against our secular policy. It certainly would if we only posted Muslims in these countries. But, as I have already said, secularism to such countries means the extent the Muslims in India receive good and fair treatment. To project this a non-Muslim is obviously at a disadvantage, whereas a Muslim ambassador is by his very presence a living example of secularism in action. I can say from my own experience that this lesson does not escape notice.

communal riots take place and Kashmir remains unsettled Muslim countries care little whether Kashmir is legally or constitutionally integrated What matters to them is if it is emotionally integrated, and that a large and influential section of Kashmiris is not most foreign and even objective Indian observers seem to believe The Indo-Pakistani conflict certainly showed that Kashmiris did not wish to join Pakistan But that does not automatically mean that we can take for granted their attitude towards India Fortunately there are other indications But a lot of people, too many, remain unconvinced We must realise that Pakistan has convinced many foreign governments of our inconsistency in accepting the Radcliffe Award in Muslim-majority provinces and not applying the underlying principle to a Muslim majority state After all they argue the spirit of the agreement was that all Muslim-majority areas whether province or state, should form Pakistan This point is easy to counter but such arguments, [illegible] phrases like "self-determination" sound very plausible to foreign ears The result is that no country except ourselves, considers that Kashmir is "non-negotiable" But what is important is that few credit our attitude to our policy of secularism

Muslim countries are no doubt impressed by such facts as there being [illegible] Muslims in India, that they occupy high positions [illegible] that all are equal before the law But what [illegible] the communal riots which are given [illegible] by the local Pakistan embassies For [illegible] sympathy for Pakistan during the recent [illegible] was [illegible] influenced by all the Irani shops in [illegible] looted and burnt just a few days before the war started Several mosques were burnt and order only restored by the Army being called out and the firmest measures being adopted

The full story of communal riots has never been told in India, and though a friend who has kept a record has shown me some disconcerting figures I do not intend to tell it But,

[illegible] sm as conservatism, ethnic provincialism and casteism. To overcome all these requires the sustained utilisation of all media of publicity, propaganda and education by Government. In this connection the seminar on "Secularism: its implications for Law and Life in India" held in New Delhi in November 1965 was most commendable. The inaugural speech by the Chief Justice of India, Mr. P. B. Gajendragadkar, was [illegible] The Education Minister, Mr. M. C. Chagla [illegible] always [illegible] secular [illegible] Such seminars should take place [illegible] people think and [illegible] should not do [illegible] we have done so much in the past.

[illegible] how little effort we are to [illegible] was forcibly [illegible] Iran. When I was [illegible] with a Robe of Honour which [illegible] in the power of Shah [illegible] Information Officer to [illegible] that it might be [illegible] after all is worth a [illegible] action was taken. I thought it a [illegible] opportunity lost.

[illegible] evolution [illegible] things [illegible] Though many countries [illegible] the caste [illegible] hability with [illegible] whether India [illegible] Hindu. In [illegible] would prefer it to be the latter. [illegible] Pakistan is Muslim and India is Hindu is easy [illegible] But that Pakistan is Muslim and India is [illegible] such [illegible] platform, that part [illegible] lack of understanding of the Kashmir question.

The countries which are really concerned are the so-called Muslim countries which are subjected to [illegible] Pakistani propaganda. Here we will remain on the defensive as long as

if not impossible, for the Muslims of India to be emotionally integrated into the Hindu majority. Here, the solution does not entirely lie with us. If Pakistan was really sincere about Islam, it would not, for the sake of three million Muslims in Kashmir, jeopardise the happiness of fifty million in India. Sheikh Abdullah might well reflect on the bitter fruits of his policy.

While Tashkent produced a joint declaration which is certainly a big step in the right direction, it also clearly brought out that a joint agreement over Kashmir is still far from possible. None should regret this more than Muslim Indians. At the same time they should fervently hope, as should all Indians, that the acts of commission and omission which took place there do not cancel out each other.

Still another adverse factor is our conservatism. Like the iceberg which floats with nine-tenths below the surface we glory in the fact that a similar proportion of our traditions, culture, and customs lies below the twentieth-century. What is above is looked at askance and condemned as being "Westernised". The great charge against the "westernised", or as I prefer to call him the "twentieth century" Indian is that he is "rootless". Though this state has admitted disadvantages it surely has some virtues also. Our roots today are either regional, caste or communal, and if secularism is our goal, these surely have to be cut and grafts put down into Indian and secular soil. My own experience is that the only truly secular people I know are invariably "modern" Indians, and this, I think, is the greatest justification for "westernisation", "modernisation", "twentieth-century mindedness" or whatever one may like to call it.

But, unfortunately, being educated is still far from synonymous with being secular. Too many educated Indians, even if not caste-ridden, are still communal and regional minded.*

Indifference and apathy also operate as much against secular

*Professors abound in the R S S and a former Rhodes scholar has been elected to the Lok Sabha by the Jan Sangh.

[illegible] has escaped notice But no great powers of [illegible] are necessary to conceive the out[illegible] in P[illegible] and press if the Vice-Chancellor of A[illegible] had spoken from the platform of a militant Muslim organisation [illegible] any [illegible] innumerable other such cases can be cited [illegible] existence and the toleration of the R S S itself is one But any manifestation of Muslim communalism such as the [illegible] incident in [illegible] University is very rightly [illegible] condemned.

Moreover, as Jabalpur and Poona proved, whereas swift and severe retaliation follows any Muslim [illegible] by the very nature of things similar Hindu [illegible] pass without protest.

If further proof of this double standard is nee[illegible] was well provided by the eulogies [illegible] on the death of Dr Savarkar One should [illegible] well of the dead and he was undoubtedly a remark[illegible] but remarkable [illegible] But the central fact [illegible] his ideology was the very negation of [illegible] however, seemed to worry none of those who [illegible] up as an example and inspiration for [illegible] The Muslim may be [illegible]?*

In the same way as [illegible] war can exist in a state of peace, "cold" communalism [illegible] of prejudices can and does exist in a state of [illegible] harm is done to both country and community [illegible] Muslim leaders who pretend that [illegible] are mere "appeasers" than secular.

[illegible] against [illegible] is Kashmir. It is constantly [illegible] that [illegible] State [illegible] the symbol of our secularism. It [illegible] What is necessary for our secularism [illegible] the retention of Kashmir as a [illegible] settlement of Kashmir between India and Pakistan. As long as there is no such settlement, Pakistan will carry on its [illegible] policy. And as long as it does, it will be difficult.

*The election of the R S S [illegible] North India as the Mayor of Delhi has [illegible] whatsoever from any of those who so carefully scrutinised the secular credentials of Dr. Zakir Hussain.

service officers, lawyers, doctors, teachers, industrialists, businessmen and even clerks and tradesmen. It will be found that the Muslim participation in gainful occupations would probably come to less than 5 per cent.

In such circumstances, whoever may be to blame and whatever may be the reasons, obviously something more is needed than incessantly reiterating that all are equal before the law, and then leaving things to work out by themselves. This is much like highly industrialised nations advocating free trade to newly-emerged countries trying to build up their economy.

Here is another case where some measure of enlightened communalism, Government encouraged, will lead to secularism.

The fact is that no Indian who is sure of his own secularism should fear, or be made to fear, to work where he has the most influence and where he can do the most good. Communalism can certainly be considered as diametrically opposed to secularism, but it can also be a half way house towards it. We should never forget the events that led to the formation of Pakistan. Reservation of seats was certainly in theory against the Congress doctrine. But I sincerely believe that if the Congress leaders had had the realism to agree to joint electorates with reservation of seats, the demand for Pakistan would never have arisen. The communal problem then would have been reduced to giving the Muslims enough confidence to drop even that point. In retrospect, the short-cut to nationalism proved a very long way round.

A factor vitiating secularism is the double standard adopted in many quarters towards Hindu and Muslim communalism. To give an example, the Education Minister, Mr. M. C. Chagla, recently had to issue a circular deploring the appearance of the Vice-Chancellor of a university on the platform of the R.S.S.[1] If anyone criticized the Vice-Chancellor, or praised the action of the Education Minister,

[1]The Rashtriya Swayam Sevak Sangh, the Hindu Volunteer Corps dedicated to converting secular India into a Hindu State.

leaders can rise with the necessary moral hold over their co-religionists. Moreover, it is impossible to expect them to listen to non-Muslims on such a purely Islamic matter.

If, therefore, it is thought, and rightly so, that without a common civil code secularism is impossible, a Government wedded to that policy should not adopt the negative attitude of waiting for the Muslims to come round to this view, but should take positive action to bring them around. This necessitates a Muslim-oriented campaign, sponsored by Government, and utilising Muslim lawyers and public men with the objective of convincing the general Muslim public that secularism and a common civil code is in their own interests, and in no way anti-religious in the true sense of the term. Muslims have to be convinced that secularism means anti-communalism, not anti-religion. Only other Muslims are likely to do this.

In the economic field, the Muslims are of course, far too numerous, different and dispersed to be really considered a community in the sense that are Christians, Parsees or Sikhs. They have also their wealthy, middle-class and poor in the same way, if not in the same proportions, as other Indians. But taking them as a whole, their position in society and their standard of living are far too low for them to play any significant role on the Indian stage. To rectify this is far too big a task for themselves, and it is for them to take advantage of the opportunities offered in the rapidly developing India of today. But, in terms of secularism, however socialistic we may imagine ourselves to be, it is a fact of life that economic disparity creates a greater gulf between man and man than social origin. And when one is superimposed upon the other the gulf becomes an abyss. To cross this gulf necessitates a very friendly and helping hand from all those in a position to give it. Few may actually deny this hand, but still fewer think of spontaneously offering it.

How much the helping hand is necessary can easily be judged by glancing down any list of Government servants,

psychological changes and social economic and educational effort by the Muslims. For instance, it was the Muslims who in the [illegible] prevented Parliament from passing a civil code applicable to all citizens instead of the Hindu Code Bill. The Muslims [illegible] it both ways. They cannot [illegible] majority [illegible] and then expect the Hindus not to behave as [illegible]. Surely it is to their advantage to [illegible] the minority mentality, certainly not to perpetuate it. Secularism is meaningless without a common civil code.

The most superficial examination reveals that if the Muslims are backward, and considering them as a whole they are, it is more due to their own failings than to the majority not being as secular as it might be. If therefore the Muslims are to march in the Indian ranks and not lag behind, they will have to be shaken out of their present fears, lethargy, complexes and medieval thinking. But this can only be done by leaders to whom they will listen, and it must be faced that very few non-Muslims have troubled to gain their confidence. A paradox now occurs. If the onus of putting their house in order rests largely on the Muslims themselves, then any action to achieve that purpose will superficially appear to be "communal".

Perhaps I should give some examples to make my meaning clear. In the social sphere, the need for a Government-inspired Muslim social movement rose when Parliament passed the Hindu Code Bill instead of, as originally intended, a Civil Code Bill governing the personal laws of all Indians of all religions. The Government were of course perfectly correct in not ramming through such comprehensive legislation in the face of Muslim opposition. But they were equally wrong in not doing anything afterwards except declaring that they would wait till the Muslims themselves agreed to such a code. The question arises: who will make them agree? Muslim organisations hardly exist for fear of being labelled "communal", and in present circumstances no Muslim

and Muslims firmly stood the Cow. To the Hindu an object of worship, to the Muslims a favourite dish. Thousands were [illegible] by Muslim butchers and tens of thousands [illegible] Cow [illegible] in fact [illegible] such a disproportionate part in the proceedings of pre-Independence Congress [illegible] the [illegible] important [illegible] to the [illegible] and [illegible] period. In spite of [illegible] by no stretch of [illegible] slaughter [illegible] New Delhi as took place on November [illegible] on this subject [illegible] the [illegible] imagined.

Acquaintanceships may have been many but [illegible] few. Through the long centuries, in the [illegible] no inter-marriages ever took place. No Hindu [illegible] Muslim girl or vice versa. A bold glance could lead to bloodshed.

The Muslims, belonging to a catholic religion [illegible] Hinduism [illegible] and [illegible] gregarious and [illegible] resented these [illegible] and taboos. But their reactions were [illegible] they had plenty of positive prejudices [illegible] had always been one of the first acts of [illegible] armies, and contempt for the idol-worshipper [illegible] their [illegible]. The word 'kafir' [illegible] They were [illegible] of Hindus [illegible] and too easily applied to Hindus as [illegible]

Individually each nursed his [illegible] collectively [illegible] embraced apart. The Hindus [illegible] Muslims in their [illegible] were [illegible]

[illegible] simple [illegible] I [illegible] better than quote from a speech I [illegible] was [illegible] reproduced [illegible] the D[illegible] of *The In[illegible] Journal of [illegible] Work*. It attracted a great [illegible] amount of attention and my deliberately provocative words raised the

controversy [illegible] hope, they would [illegible] people think which was the [illegible] the [illegible]

'Another [illegible] view [illegible] people [illegible] [illegible] census [illegible] and [illegible] the fact [illegible] Mr [illegible] degree of [illegible] in [illegible]

The effect [illegible] such a background [illegible] I might add, however [illegible] success of the Muslim League and the [illegible] the fact that [illegible] Hindus and Muslims [illegible] from British rule [illegible] the [illegible] under- [illegible] The Hindus formed the overwhelming majority and what the majority thought and desired they

stances it would be strange if the colours did not often clash.

The U.S.S.R. [illegible] considerable [illegible] But just below the surface of the [illegible] is an extremely [illegible] system. As has the case [illegible] Union cabinet [illegible] hear [illegible] become [illegible] if they did not act to some extent as some representatives they would endanger their re-election.

It therefore seems that while [illegible] for a unitary form of government, at the same time without basic ethnic and cultural differences, we cannot afford too great decentralisation. It follows that till some [illegible] and administrative solution is found a truly [illegible] and [illegible] culture is necessary to act as a centripetal force. To develop this will require much sacrifice, profound re-thinking and the jettisoning of many ingrained habits, beliefs and inhibitions. But one cannot make an omelette without breaking eggs.

So when we talk glibly of secularism we must be clear as to what it implies, and be prepared to act accordingly. We often speak of positive neutrality as opposed to negative neutrality, between which there is considerable difference. Secularism also can be positive and negative. Negative secularism being what prevails today with each variety of Indian safe in his own different little slot, whereas positive secularism on the other hand implies decommunalising and deprovincialising ourselves. This, even though there will undoubtedly have to be some intermediate stages is, I believe, the secularism towards which we should systematically work and which is quite possible without in any way interfering with religious beliefs.

Moreover, in the Indian context, secularism should not be

*This was brought out dramatically in the General Election of 1967. Largely as the result of the [illegible] not a single Central Minister was re-elected from Madras.

circumstances "Diversity" is surely far the stronger sentiment.

In such a state of affairs appeals are often made to Muslims to integrate themselves into the national stream. But where is the national stream? In Bombay the Muslims are expected to become Maharashtrians, in Ahmedabad Gujaratis, in Madras Tamilians, and so on. Muslims belong to a religion and one might say a culture, both of which are inclusive, cosmopolitan, and international. To such an extent, in fact, that they are often accused of finding it difficult to think in terms of nationality. While this is not entirely true, they may perhaps be forgiven if they find it even more difficult to think and act provincially. The biggest minority in India seems to be Indians.

"Hindu-Muslim Unity" and "Unity in Diversity" should therefore give place to "National Integration", intellectually, and what really matters, emotionally. Though I realise that many very eminent people hold strong views to the contrary, trying to rationalise our large-scale tribal difference by slogans such as the former two is surely out of date in the fast shrinking India and the world of today.

There are, it is true, great and obvious advantages in having varied characteristics and cultures. It would certainly be perfect if India could be, as a distinguished Indian recently wrote "... like a bouquet of flowers of different colours, shapes and shades. This bouquet is more beautiful than any one of a single type of flowers, no matter how attractive these may be." Agreed. But who is going to collect the bouquet, and from where? This inspiring concept presupposes one gardener who can not only gather the flowers according to his choice, but, what is more important, decide the colour, shape and shade of those in each flower bed. But each of our flower beds has its own gardener who is more interested in his own flower-bed than in the garden as a whole. In such circum-

*This Chapter was already in print when the General Election of February 1967 took place. The influence of caste, creed and community on the pattern of voting vividly brought out the extent our diversity exceeds any theoretic unity.

later became the University. To term this event, however, as the object of a "command performance" would not be fair. The British motives were, as will be seen later, certainly mixed, but the address was drafted by Syed Hassan Bilgrami, later Nawab Imad-ul-Mulk, who was my father's immediate predecessor in the India Council and who was far too eminent a personality to act as anybody's stooge. The fact was that separate electorates suited both Muslim and British interests.

One of the tragedies of the British was that, however much the Muslims might have genuinely needed help, they could not give it without being accused of "divide and rule". The tragedy of the Muslims was that, however much they might have genuinely needed help, they could not ask for it without being accused of being communal, separatist and reactionary.

We have to thank Lady Minto herself for accusing the British of mixed motives. In her book, *India, Minto and Morley 1905-1910*, she quotes:

> "I must send Your Excellency a line to say that a very, very big thing has happened today. A work of statesmanship that will affect India and Indian history for many a long year. It is nothing less than the pulling back of sixty-two millions of people from joining the ranks of the seditious opposition."

It is perfectly true that the exclusiveness inherent in the Hindu caste system dug a wide gulf between Hindus and Muslims. If, therefore, the British were really actuated by doing what was best for India, they would surely have attempted to narrow this gulf and certainly not to stratify it by giving it legislative sanction. But it is sheer escapism to blame the British for Pakistan. The faults that led to it lie squarely on Indian shoulders.

I have always considered as positively insulting the theory that the British partitioned India as the climax of their policy of "divide and rule". This implies that our leaders, such as

Mahatma Gandhi, Jawaharlal Nehru, Vallabhbhai Patel, Rajagopalachari, Jinnah and Liaquat Ali Khan were no better than inanimate pieces of chess which the British cunningly moved about until one fine day they woke up to find the game over and Pakistan in being. The Indian leaders were probably more shrewd than their British counterparts and every move of the latter was not only perfectly understood but, where necessary, such as the introduction of separate electorates, could have been counteracted. It was because we were not big enough to agree on joint electorates that Pakistan exists.

It was not so much that the British divided and ruled as that we were divided, and they ruled. In fairness to them it must be said that they never visualised Pakistan, nor were all their actions on behalf of Muslims motivated by malice aforethought. Some, of course, certainly were, and this lends plausibility to a comforting theory which enables us to shift responsibility and feel less guilty.

So Pakistan was created like Eve, from the body of India. By no means inevitable it became so entirely due to our own failings and faults. In fact, as I have already said, things being as they were, it was perhaps for the best for both countries.

But the tragedy about Pakistan, at least from our point of view, is not its establishment, but its structure. In two halves with little in common between each half and divided by India at its very widest, a common identity is only possible by creating a defensive psychosis. For Pakistan, therefore, anti-Indianism is a political necessity. If this is understood it will also be appreciated that the Kashmir problem is a symptom and not a disease. If it was solved to Pakistan's satisfaction some other problem would have to be invented. This also is understandable. What is not is why Pakistan should have taken things to the stage of war. This has harmed her much more than India, and though for the reasons I have stated any close relationship between the two countries was extremely remote, the bitterness created by the war has snapped even the

were left very much like a country after a long war which leaves the population denuded of the flower of its manhood. The vast majority of political leaders, army officers, administrators, doctors, engineers, and other professional men migrated to Pakistan to fill the vacuum that was created there. But they left an equally great vacuum behind which will take years to fill. It is the habit of Pakistani leaders to cite the paucity of prominent Muslims in India as proof of an anti-Muslim policy. They overlook the fact that most of India's senior Muslims migrated to Pakistan and, with the best will in the world, the Government of India cannot manufacture senior Muslims. But this does not mean that more could not have been done than has been done.

The good effect of Pakistan is that with the disappearance of the Muslim League, the Muslims have ceased to be the "problem" community, and considered a disruptive force. Moreover, separate electorates no longer stimulate communalism in both communities, and secularism is gradually taking root.

But, amongst Muslims, the hang-over from the past has not yet dissipated and considerable frustration, by no means without cause, still exists. Even the pale shadow of the Muslim League makes its ghostly appearance now and then. The growing strength of the Jan Sangh also increases their fears. It is one of their tragedies that whenever serious lapses in secularism take place, Muslims cannot object without being considered "communal". Caste, however, is illegal and the humiliating Hindu inhibitions and taboos grow less and less. Cooperative societies have replaced the "bania" and widespread education and greater understanding have revealed to the Muslim "Ishwar" behind the idol's form.

In spite of the circumstances in which Pakistan seceded from India one would have thought that the fifty million Muslims in India would have been a bond between the two countries. But, on the contrary, Pakistan has proved their greatest enemy. Even when she expresses her deep concern

few bonds that existed But the point is if Pakistan has been one that there is no reason why the two countries should not have been the good neighbours they should be

It may now be asked what of the Muslims who remained in India after Pakistan was established ? Were they not left high and dry and at the mercy of an even greater Hindu majority ? In actual fact approximately fifty million Muslims were left by the founders of Pakistan who, after inciting them to a pitch of frenzy, migrated and left their followers in India to fend for themselves. It speaks volumes for the tolerance and faith of the leaders of the Congress that, without hesitation or bitterness, they took every step to afford equal rights and opportunities for the Muslims left in India who were so intimately connected by blood, marriage and, more often than not, by past political associations and collaboration with those who had insisted on a partition of the country, and had, after migration, become the most vociferous critics, and, as the Indo-Pakistan conflict showed, the enemies of the new India.

The Hindus can indeed be forgiven if they thought that the Muslims had it both ways In Pakistan they did not allow any non-Muslim to secure any place of honour or responsibility, but in India they claimed their share in the name of secularism and democracy It required immense courage and greatness of mind for Hindus to convince other Hindus that a Hindu State in India was a bad thing, whereas a Muslim State, which the Congress had accepted, was good.

One of the greatest achievements of Jawaharlalji, the Government of India, and the Congress was that they withstood all the pressures which were exerted on them by powerful elements in the Hindu population including millions of refugees who were ejected from Pakistan for the creation of a Hindu State as a rival and effective counterpoise to the theocratic State of Pakistan

The effect of Pakistan on Muslim Indians was both good and bad. The bad effect, apart from the tensions which were created in India by the act of partition, was that the Muslims

over their treatment she does so as a stick to beat the Hindus and not because she is at all concerned about their welfare. If Pakistan was really so she would appreciate that Muslim Indians are the greatest beneficiaries of secularism and would do everything in her power to help it to take root.

Pakistan's policies render her alleged concern over the plight of the Muslims of Kashmir completely hypocritical. As she asserts so loudly and so often she is determined to "liberate" the Muslims of Kashmir from the "dominance" of "Hindu" India. But for three million Muslims in Kashmir she is prepared to endanger the future of fifty million Muslims in India. One cannot believe that she does not fully realise that a plebiscite in Kashmir may well re-arouse some of the passions of 1947.

Moreover, quite apart from the feelings aroused by the recent conflict, the history of Pakistan and the memory of the horrors that followed are too recent for the average Hindu to be sufficiently objective to be anti-Pakistani without being, if only subconsciously, to a certain extent, anti-Muslim. Even if he does not associate Muslim Indians with Pakistan he certainly associates Hindu Pakistanis with India. It follows, as communal riots have shown, that whatever happens to the Hindu Pakistanis often rebounds on the heads of Muslim Indians. It is the "hostage" theory in reverse. For the sake of the Muslims of India, if for no other reason, Pakistan should take the best care of its minority. But she does exactly the opposite and in fact everything to fan into flame latent Hindu communalism.

Why then does this self-professed Islamic country follow such an anti-Muslim course? It can only be, as has been mentioned earlier, that anti-Indianism is about the only force that keeps the two wings of Pakistan together. And this sentiment could not be kept at fever heat if India was secular. Nor could Islam be in "danger" unless India was branded as militantly Hindu and anti-Muslim. In this policy India's fifty million Muslims are clearly expendable.

SECULARISM

I HAVE talked a lot about communalism and so now, even if I go [illegible] of my story, let me say something about its opposite [illegible]. All that we have gone through and [illegible] through will have been in vain if we have not [illegible] by Pakistan's creation the miseries that [illegible] ness that at present exists. This [illegible] to the extent it exists in India is a [illegible] afford. Few, I think, will contest that we have far too many centrifugal and fissiparous tenden[illegible] be healthy or [illegible]. I, therefore, no longer believe in Hindu-Muslim [illegible] Unity in Diversity, since these concepts assume the [illegible] stratification of India's various [illegible] and [illegible] with all their basic differences, religious, [illegible] or ethnic. Moreover, they imply [illegible] co-existence on the national plane, and co-existence, however peaceful or happy, is a compromise—not a solution.

In regard to Hindu-Muslim Unity, I do not think anyone [illegible] between Hinduism and Islam. What [illegible] between Indians of the Hindu faith and Indians of the Muslim faith. If, therefore, we can [illegible] to think of ourselves as Indians, irrespective of what [illegible] we follow, the question of Hindu-Muslim Unity does [illegible] arise. Conceived with the best of intentions and representing [illegible] thinking of that period this slogan contributed [illegible] to the [illegible]-nation theory.

Superficially "Unity in Diversity" sounds reasonable enough, and one might think that the "Unity" counters the "Diversity" and a balance is thereby attained. But is it? The "Unity" is constitutional and intellectual, whereas the "Diversity" is emotional, linguistic and ethnic. In such

or less Who can say that once they had gained confidence the Muslims could not have been persuaded to drop even [illegible] point ?

Even then all was not lost After the Muslim League had won the overwhelming majority of the Muslim seats, it seemed to the Muslim leaders that a National Government would be a Government that represented Hindus and Muslims [illegible] that this happy state of affairs would be brought about [illegible] Congress-League Coalition Governments But [illegible] newly found and long-deferred power, and their [illegible] share such power rationalised by the British system of government by the majority party, the Congress repeatedly and resolutely rejected such approaches. Who can say for certain that joint responsibility would not have brought about a joint identity ?

It is easy to be wise after the event, but it seems to one that two or three Muslim seats, and the dropping of a purely British parliamentary practice, would have been a small price to pay for gaining the confidence of the Muslims by associating them with the national effort

The British would indeed have been a nation of saints incarnate if they had not exploited the situation for their [illegible] ends. Arguing once with a Briton he retorted [illegible] it hardly lay in the mouth of a Muslim to criticise separate electorates since it was only that system that had saved the Muslims from being completely swamped by the Hindu mass. There is much force in such an assertion It is true that separate electorates were introduced by Lord Minto at the request of a delegation of Muslim leaders led by the late Aga Khan It is also true that, shocked by the force of the anti-partition movement in Bengal, they felt the need for safeguards which separate electorates were [illegible] But anyone who has studied the communal problem knows that the delegation which assembled in Aligarh had [illegible] address to the Viceroy approved by a member of the personal staff of Lord Minto and by Mr Beck, the Principal of the Muslim College which

[illegible] But the Muslims thought this [illegible] the views of the [illegible] of one [illegible] in their [illegible] of the largest section

The [illegible] that the most militant Hindu [illegible] But [illegible] Muslim [illegible] to suggest that [illegible] should be taken [illegible] communalist. In fact, what was Hindu was considered [illegible] but what was Muslim was Muslim. The result of such difference in thinking was that thousands of perfectly patriotic Muslims were driven to despair, to the Muslim League, and eventually to Pakistan.

I have already referred to separate electorates creating the political-Muslim and the political Hindu. Though in theory there was no reason why a secular political party could not put up candidates for both the Muslim and general seats, practical politics made it inevitable, and to a great extent logical, that there should be a Muslim political party to contest the Muslim seats. Moreover, the Congress at that period may certainly have been nationalist and patriotic, but it was far from secular. Muslim electorates thus brought into being the Muslim League and it can be too easily assumed that this led inevitably to Pakistan. This, however, is not so. The Muslim leaders of that period, mostly moderates, did not think so far or so extremely. Moreover, the more far-sighted of them, amongst whom Mr Jinnah was prominent, realised that this system condemned the Muslims to a permanent minority status and thus favoured the strong more than the weak. On [illegible], therefore, they were prepared to accept [illegible] but [illegible] in [illegible] for Muslims. Such promising [illegible] these Muslim seats more

[illegible] matter of [illegible] It [illegible] must be secular nationally

[illegible]

the *status quo ante bellum*?

Let me not minimise the secularism that was [illegible]. We certainly proved that we can rise [illegible] and form a common front. But I would [illegible] for a short, emotionally charged period [illegible] to be secular in thought and deed [illegible]. Time alone will show the [illegible] the superficiality of [illegible] secularism manifested. If it prove [illegible] will have been a blessing in disguise. [illegible] about Pakistan-made secularism. It has to be of Indian manufacture.

We therefore cannot by any means take [illegible] for granted and much remains to be done by both Government and the people. Government in fact, can certainly be accused of the sin of omission. By framing a secular constitution it did the right and proper thing that India's circumstances required. But then it sat back and looked on, [illegible] and complacent. It ignored that legal provisions by themselves can no more bring about secularism throughout India than prohibition in Bombay. It also ignored that the psych[illegible] of a country does not change by itself but has to be [illegible] carefully thought-out and energetically carried out direction. Such was the case in practically all newly emerged countries. Pre communist China had its "New Life Movement". [illegible] and other countries "Ministries of Na[illegible]". It may be true that such movements were used [illegible] political purposes than [illegible] national [illegible]. But at least they [illegible]. But [illegible] we [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] India as a whole [illegible]

Secularism therefore [illegible] psychological changes in the thinking and actions of the majority and even greater

Partition cut the Gordian knot and in spite of subsequent history has enabled the two countries to forge ahead according to their respective abilities and resources. The migration of the Muslim League has enabled a national government to be formed. Planning on an all-India basis, which is the only basis for national planning, would never have been possible if there had been Muslim League governments in certain states, [illegible] and non-cooperative. Hindi could never have been adopted as the national language as long as the Muslim League was there to advocate Urdu. Even the Hindu Mahasabha, the Jan Sangh and the R.S.S. should be grateful to Mr. Jinnah since only after Pakistan does their dream of Hindu revivalism become possible. What has happened therefore is, I firmly believe, best for both countries. (Only the Muslim Indians have, to some extent, fallen between the two stools.)

The disputes and discussions, however, were mainly among the educated and urban leaders. What of the masses? Did they want Pakistan? India is a country primarily of villages and Hindu and Muslim villagers have lived side by side for centuries. Surely over this long period of time bonds had developed between them sufficiently strong to withstand the incitement and agitation of ambitious politicians?

Alas, no; the bonds between the two communities were of a thinness to be almost non-existent. To understand this we have to examine the Hindu and Muslim ways of life and thought. I may say at once that I speak generally; there were, of course, many exceptions but they prove no more than that they were exceptions. Moreover, I speak of these days many years ago now when there were ripening and festering the sores that secreted the poison of communalism after separate electorates were introduced.

The Hindus by and large were prisoners of the caste system. They [illegible] completely separate [illegible] from the Muslims [illegible] Hindus could [illegible] water, let alone share [illegible]

From [illegible] it seems clear that the Congress claim to represent both communities was more [illegible] than real. It [illegible] that the [illegible] that existed before Pakistan [illegible] would have [illegible] continued. In [illegible] would have [illegible] for separate electorates [illegible] the [illegible] two communities. The [illegible] was communal. And the Congress, despite [illegible], would [illegible]. The communalism of the League [illegible] the communalism of the Hindus, and the Congress was having to face the Hindu Mahasabha more and more in [illegible] the [illegible]. Since the electorate was universally backward and caste-ridden, the Congress would indeed have had little political sense if it had not put up candidates most likely to win the confidence of the electors. It would have thus been forced to move more and more to the Hindu right, since a Hindu communalist elected on the Congress ticket does not automatically become secular. The gulf, therefore, would in all probability have grown wider and wider, with the Congress in power and the Muslim League in perpetual and bitter opposition in Hindu-majority provinces, and the [illegible] in those with a Muslim majority. Such a situation [illegible] well have disintegrated into chaos, anarchy and [illegible] and the dire prediction of the Churchillian group of British Die-hards would have been justified.

It may well be asked how did things come to such a sorry pass. Hindus, Muslims and British must all share the blame. Pakistan was by no means a [illegible] and Mr Jinnah can no more be said to have established Pakistan single-handed than Mr Churchill can be said to have won the War. Neither would Pakistan have been established nor the War won if both had not the unstinted confidence of their supporters. Moreover, instead of [illegible], there was [illegible] the conditions that brought Pakistan into being.

That it need not have done so I have already brought out and may be permitted to repeat. Joint electorates might well have brought into being a truly national and secular party but the Hindu leaders of the day could not see their way to accept the Muslim terms. Even then, at one stage, coalition governments might quite possibly have succeeded by common endeavour in creating an identity of purpose which could have led to a measure of integration. But the Congress had firmly rejected this proposal too and there are no grounds to suppose that they would have changed their attitude. There is also no reason to believe that the Congress would ever have been able to prove their contention that it was a party representative of all communities by winning any substantial Muslim support. The Congress-sponsored Muslim mass contact movement completely failed, and the measure of its failure was vividly shown by the results of the general elections of 1945 and 1946.

In the elections to the Central Legislative Assembly in 1945, the Muslim League won every Muslim seat, the Nationalist Muslims forfeiting their deposits in many instances. In the elections to the Provincial Legislatures, the Muslim League's record was as follows:

Assam	Almost all the Muslim seats
Sind	28 seats, Nationalist Muslims and other groups, 4
NWFP	Muslim League 17 Congress 19
Punjab	75 out of 86 Muslim seats, with 4 Independent Muslims joining the League after the elections
Bihar	34 out of 40 Muslim seats
United Provinces	54 out of 66 Muslim seats
Bombay	All 30 Muslim seats
Madras	All 29 Muslim seats
Central Provinces	13 out of 14 Muslim seats
Orissa	All 4 Muslim seats
Bengal	113 out of 119 Muslim seats

[illegible] Muslim Indian [illegible] Pakistan [illegible] has worked with Mr [illegible] Government. I may [illegible] about the establishment [illegible] Pakistan [illegible] will tell a different [illegible] But [illegible]

I read some time [illegible] book [illegible] *of the British Raj* [illegible] the impression that the establishment of Pakistan [illegible] mental mistake, [illegible] was [illegible] Lord Mountbatten with [illegible] by Mr [illegible] concept of Pak[illegible]

I might have [illegible] I have [illegible] in the previous chapter [illegible] closely with Mr [illegible] the concept of Pak[illegible] that I [illegible] League the very [illegible] was certainly [illegible] the time [illegible] Indian nationalism was [illegible] patriotism but the bas[illegible] concept of a religious State. Furthermore [illegible] shape than a [illegible], and [illegible] would work.

But later experience and reflection has changed [illegible] The point is [illegible] if the partition had not taken place [illegible] Hindus and Muslims have lived and worked [illegible] sufficiently [illegible] to enable India to progress? Not, I think [illegible] separate electorates continued to produce two [illegible] parties and this sorry state of affairs [illegible] would probably have continued [illegible]

[illegible] Congress [illegible] to Pakistan.

[illegible] only [illegible] But the [illegible] Muslim support [illegible] political [illegible] have [illegible] Interim Government [illegible] But it [illegible] the creed of the Muslim League. [illegible] why they should not have [illegible] the Muslim League believed in an undivided India.

But [illegible] of whatever [illegible] happened his presence in an [illegible] India might well have raised more problems than it solved. Born in the Khoja community he refused to follow its spiritual head, the Aga Khan; sprung from humble circumstances with no one of influence to help him, he rose in the face of the fiercest competition to the top of the Bombay Bar; a radical young Muslim, he opposed, almost single-handed, the old conservative and loyalist Muslim leaders; dissatisfied and disagreeing with certain aspects of its policies, he resigned from the Congress; elected to the Legislative Assembly, he was always a prominent Leader of the Opposition. Incapable of playing second fiddle to anyone, he could only have been content as leader of his own party and master of his own house. Pakistan alone provided all that his character demanded. If Mr. Jinnah was necessary for the fulfilment of Pakistan, Pakistan was necessary for the fulfilment of Mr. Jinnah.

ment to the Muslims left in India.

By advancing this argument Mr Jinnah displayed a cynicism that cannot be too strongly condemned. He was far too intelligent not to have realised that his followers in Pakistan, whom he himself had worked up to a state that they refused even to live in India with Hindus, would not have tolerated Hindus in their midst. And if the Congress and the Hindus were even a fraction as anti-Muslim as he himself had made out, they would hardly become less so after seeing their country divided into two. In the result the Hindu minority in Pakistan is either being driven out or converted. In India many more communal riots have taken place and far more Muslims killed than is generally known. There is no means of knowing how many Hindus or Muslims were taken in by the 'hostage' theory. But whoever were must be regretting their gullibility.

But such cynicism strengthens rather than weakens my belief that Mr Jinnah was and remained an agnostic to the end of his life. Separate electorates were introduced for political reasons; a product of these, he was a political Muslim; the Muslim community became for him an electoral body; the Muslim 'nation', his political following; the battle he fought was political—between the Muslim League and the Congress; and Pakistan was his political demand for the only area over which he and the Muslim League could rule. Religion in all this was incidental.

Pakistan, in fact, never came into his thinking until about 1939. I think he was perfectly sincere round about 1934 when he described Hindus and Muslims to me as two arms of the Indian body. When the Congress formed provincial governments in 1936, he expected them to form Congress-League coalitions, which was his concept of Hindu-Muslim unity. It was only when the Congress, wedded to political theories perfectly applicable to Britain, such as majority-party government, and not recognising that in the context of Indian conditions a numerical majority would be synonym-

secular than his address to the Pakistan Constituent Assembly on August 15th, 1947.

"Every one of you," he declared, "no matter to what community you belong, no matter what your colour, caste or creed is, is first, second and last a citizen of this State, with equal rights, privileges and obligations. ... While you may belong to any religion or caste or creed, that has nothing to do with the business of the State. We start with the fundamental principle that we are equal citizens of the State. We should keep that in front of us as our ideal. In course of time, Hindus will cease to be Hindus and Muslims will cease to be Muslims, not in the religious sense because that is the personal faith of each individual, but in the political sense as citizens of the nation."

His sternest critic will concede that this was hardly the inaugural speech of a theological state. One may be permitted to wonder what the relations between the two countries would have been if Kashmir had not risen as a barrier between them. In any case, responsibility for the later situation which led up to actual armed conflict cannot be laid at his door. Whatever he was, he was never a bigot in the religious sense.

But what he did become towards the end was ruthless and cynical. Even if he may have genuinely wished the Hindus of the Muslim-majority provinces to have stayed on in Pakistan, the politician in him did not advance the well-known "hostage" theory purely for their sake. Apart from himself [illegible] a mere handful of the more extreme Muslim leaders, the Muslims as a whole had never considered Pakistan as more than a bargaining point. When, therefore, they realised that it was actually going to come about, the Muslims of the Hindu-majority provinces were aghast. It was to pacify them, and also to ensure their political support, that Mr. Jinnah assured them that the existence of a contented Hindu minority in Pakistan would ensure fair treat-

[illegible] and that was all there was to it.

His [illegible] was not so much against [illegible] Hindus [illegible] against the Congress [illegible] the [illegible] Muslim League [illegible] as an extension [illegible] He [illegible] made much [illegible] of Hindu-Muslim [illegible] Congress Government [illegible] Muslims [illegible] of Hindu Raj [illegible] Muslims [illegible] the League [illegible] Hindus [illegible] He had [illegible] Hindu friends.

It must be [illegible] that at that [illegible] Congress had [illegible] Most [illegible] Muslims [illegible] probably [illegible] In fact the [illegible] group which [illegible] Jinnah [illegible] Patel, Subhas Chandra Bose, etc.

It would seem that [illegible] free from his [illegible] Congress Mr. Jinnah allowed [illegible] to the [illegible] the surface. Even the intensely communal [illegible] Pakistan did not seem to have killed Mr. Jinnah's [illegible] It is true, as will be explained later, that his motives were probably mixed, but nothing could be more exemplary

[illegible] was his proper place [illegible] Muslim [illegible] and [illegible] he [illegible]

[illegible] Hindus and [illegible] Muslims [illegible] parliamentary [illegible] Motilal Nehru, C. R. Das, [illegible] Mr Jinnah etc. and [illegible] party [illegible] Sardar [illegible] Congress Party. The Congress [illegible] communities [illegible] Hindu [illegible] Muslim [illegible] Congress Muslims [illegible] propaganda [illegible]. The same applied to Congress Hindus.

[illegible] parliamentary politics [illegible] parliamentary power. He may [illegible] Muslim League [illegible] approach and frame of mind was [illegible] politics. He [illegible] Gandhi [illegible] brought Hinduism into politics and his fast [illegible] issue is a case in point.

Mr Jinnah was a political Muslim first and last. He con-

vising every detail and rejecting anything [illegible] the very best quality. He became [illegible] and one can use [illegible] word—a snob, socially and politically. Socially, he [illegible] exclusive, liking to meet only those of his own [illegible] and tastes in drawing room and clubs. Politically he [illegible] a committee man, liking to meet only those of his own [illegible] lectual level and right-wing opinions round the [illegible] table. He was the exact opposite of the demagogue [illegible] one could have been more dissimilar to Gandhiji [illegible] Jawaharlalji. They, in spite of their charismatic qualities, had to earn their leadership and win their following by speeches, writings and travels all over the country. Mr Jinnah, on the other hand, sat comfortably in his drawing room where the Muslim mass leaders came searching to draw him out. Not knowing Urdu he even avoided public speaking. Socially he had no time for the common man and, politically, he [illegible] no time for the ordinary political worker or minor politician. Yet his following ranged themselves behind him.

Religiously he was whatever anyone in Pakistan may [illegible] basically secular and agnostic. His most [illegible] will be hard put to quote him preaching or [illegible] religion. I can recall no speech or writing by him extolling the virtues of Islam. If he entered a mosque, and I cannot recall him doing so, it was through [illegible] expediency. If he had any dealings with Maulanas, and I cannot recall any, it was as vote-catchers. If he liked me it was because I was like him, modern, sophisticated and [illegible]

On more than one occasion he was prepared to accept [illegible] electorates. But in order to make them [illegible] to the more conservative Muslims he asked for [illegible] Though it was not expressly stated, this [illegible] would have been considered as a half-way [illegible] [illegible] But for the sake of [illegible] and there he was rebuffed. He was deeply [illegible] and gradually became convinced that the Muslims [illegible] expect a fair deal from the Congress.

the only language *banias* can understand?" And what of Mr Jinnah himself? Much has been written about his "inflexibility of purpose", his "unswerving determination", etc etc. But as late as the first week of July 1946 he was prepared to accept a Union Centre. It was only in the second week that he finally decided, for reasons that will be seen later, to accept nothing less than Pakistan.

Whatever the truth may be, I have never for a moment regretted my decision to resign. Some time after my resignation Tara and I ran into Mr and Miss Jinnah. He greeted Tara in his usual manner, but he cut me dead. I am sorry my association with him had to end this way. He was not a person of whom one could get in any way fond, but I had, and still have, a deep respect for his integrity. I would not have missed for anything my time with him.

After I resigned, I pondered a lot over how a man with Mr Jinnah's record of free and independent thinking, religiously and politically, could have become the arch-communalist of them all. To understand this seeming paradox one has to examine the forces that shaped and moulded his personality which, after all, was an amalgam of his basic character, his tendencies, his upbringing and education, his experiences and his reactions to them, and other such factors.

Born in humble circumstances, Mr Jinnah rose to the top of the legal profession in Bombay by sheer grit, hard work and ability. Professional success brought to him financial opulence and a standard of living and way of life which he adopted as easily as if it had been his birth-right. Having reached the top he now—and this is not to his credit—turned his back on his less fortunate fellows. Nothing but the best was now good enough for him, the best friends, the best clothes, the best hotels, the best clubs. (I was close to him when he was building his new palatial mansion on Malabar Hill and can testify to how he drove his architect and building contractors almost to desperation by personally super-

through this solidarity, to bring about communal peace on a permanent basis. I still believe in these two reasons and if I fall out from the Muslim ranks it is because the first reason is being used for the opposite of the second. I do not believe in solidarity for the purpose of permanent separation. . . . The issue is now clear before us Muslims: Do we believe in Hindu-Muslim unity or not? If we think it impossible, our place is within the League. If we think it possible, our place is outside.'

Did I resign from the League too precipitously? I have often asked myself that question. An English civilian, Penderel Moon, who was in the confidence of the Muslim leaders of Punjab, in his book *Divide and Quit*, writes:

"Privately Jinnah told one or two people in Lahore that this Resolution was a 'tactical move', and the fact that six years later he was ready to accept something less than absolute partition suggests that in 1940 he was not really irrevocably committed to it. In part, therefore, it may have been at this time a tactical move, designed to wring from Congress concessions which would make partnership more tolerable. Certainly the implications of the Resolution and even the composition of the proposed 'Independent States' and their inter-relations had not at this stage been fully thought out. Some of these matters were clarified later, but Jinnah was never keen to expound the exact nature of Pakistan, and right up till 1947 there was some doubt as to what he would accept as conforming sufficiently to his conceptions."

His conclusion that the Resolution may only have been passed for bargaining purposes conforms with what was said by League friends who returned from Lahore. "Why on earth have you taken the Resolution so seriously?" they chided me. "Don't you know that these Hindus are *banias*, and this is

observed the Direct Action Day. The result was "The Great Calcutta Killing" to which reference will be made later.

Mr. Jinnah left for Lahore about the middle of March. I saw him the day before he left and neither by word nor manner did he give the slightest hint that the Pakistan Resolution was going to be moved. But a few days later, late at night, Frank Moraes phoned. "Why did you not tell me", he asked, "about the Pakistan Resolution?" "What Resolution?" I replied surprised. He read it out to me. I was dumbfounded. But I saw my course clearly. I had joined the League to help as far as I could to bring about unity. But if no unity was possible through the League, I had no place in it. Frank who knew exactly what my ideals and objectives were, and guessing what I must be feeling, asked "what are you going to do now?" "Why, resign of course." I replied spontaneously. But, ever the journalist, Frank said quickly "I suppose you must. But issue a statement giving your reasons and we'll splash it." I got up early next morning and got down to work. As soon as I was satisfied with what I had written, I took it to Frank. He read it several times and thought it expressed my views and approach perfectly. It appeared in the *Times of India* the next day and in all the local papers the day after. My statement received very wide press notice and several papers wrote appreciative leading articles. Even the Urdu press made little comment; they were too stunned by the Pakistan Resolution and frankly did not know what line to take.

My statement was far too long to be reproduced in full, but I may be permitted to quote the more relevant portions.

> "The sole aim of Muslim politics should be the securing of permanent communal peace. Any advance towards this goal is good politics. Partition assumes permanent communal unity to be impossible and is, therefore, the worst politics ... I, therefore, believed the Muslim League necessary for two reasons. To bring about solidarity and,

innocuous. I also realised that no one else round Mr. Jinnah would be able to play down the demonstrations he desired — and played down it must be — or else the enraged majority community might, as had happened so often in the past, take their vengeance. Furthermore, no one could tell what the minority community, incited to feel triumphant and to gloat, might not do. In Hindu-Muslim riots the Muslims had by no means always been on the defensive or the helpless victims.

I, therefore, decided to write the draft. If I felt it would serve the purpose I had in mind, I would take it to Mr. Jinnah; if not, I would ask him to excuse me from this particular task. I now took it to Frank and we went over every word. He fully realised the potential dangers in such a Day and that no chance should be lost in rendering it as harmless as possible. I, therefore, took care to write in sentences such as:

> "Let there be no hartals, processions or any such demonstrations, but let a spirit of humility and a mood of reflection prevail."
>
> "... my appeal emphasises that prayers should be offered for the establishment of truly popular ministries which would do even justice to all communities and interests."

We thought it doubtful if Mr. Jinnah, in his then aggressive mood, would accept the draft, but, if he did, it might just do the trick. Anyway nothing would be lost by trying. He pressed me to take it. I did so and found Mr. Jinnah busy. He asked me to leave it with him, which I did. I next saw it in the press.

I might add as a footnote that in the event the Day passed off without an incident. Not a hand was raised, not a stone was thrown. It would be too much to claim that this was due to the wording of the manifesto. But I like to think it helped. The next time Mr. Jinnah ordered the observance of a Day he was not so lucky. In 1946 the Muslim League

[illegible] of the connivance of local Congressmen, and [illegible] that the Congress Governments were directly [illegible] was far from proved. It could, however, be argued, and with justice I think, that understandably reluctant to take drastic action against those who had voted them into power, the Congress Governments had not always restored order as [illegible] as quickly as they could perhaps have done.

Secondly, I thought I had the Congress pretty well sized up by then. It was not a political party of individuals with a common political belief, but an independence movement comprising all those who desired, for whatever different reasons, freedom from British rule. Since India was still in many ways a medieval country, it followed that the rank and file of the Congress still had a medieval mentality. They were for the most part caste and provincial-minded, and the Muslims entered very little into their scheme of things. A very large number, and this included the leadership in the lower levels, undoubtedly dreamed of a Hindu Renaissance, but the point was that even they were more pro-Hindu than anti-Muslim as such. The Muslims went by default, and it was not so much the case of what the Congress had done against the Muslims, but what it had not done for the Muslims. The upper echelons, as I well knew by personal acquaintance, such as Gandhiji, Jawaharlalji, Mrs. Naidu, and many others, were incapable of any anti-Muslim act.

Lastly, the millions and millions of Congress supporters had been very proud of their Governments and were extremely upset over them having to resign. For the Muslim League to gloat so ostentatiously over these resignations was indeed adding fat to a fire that might flare into a conflagration.

With such views my first reaction was to decline the assignment. But the thought of what might happen if the already excited majority community was driven to the point of exasperation haunted me. I wondered if I could render [illegible] potentially dangerous situation less dangerous, if not

[illegible] the matter [illegible] accepted I [illegible] about [illegible] means [illegible] as a [illegible] Muslim League [illegible] Seth [illegible] Frank [illegible] He [illegible] have passed beyond the [illegible] He was also very sceptical [illegible] If it were a party paper, [illegible] would have to follow the politics of the party [illegible] what they were. After further reflection I refused.

[illegible] in September 19[illegible] and after some [illegible] Working Committee [illegible] governments to [illegible] the end of [illegible] powerful [illegible] Mr. Jinnah [illegible] Congress [illegible] Muslim League [illegible] Moreover, [illegible] what should be brought out.

[illegible] that [illegible] me greatly [illegible] I thought that [illegible] I was [illegible] Known [illegible]

democratic principles suitable for homogeneous countries were not applicable A representative government in Britain enjoyed the support of the numerical majority of the people But in India only a government which enjoyed the support of both Hindus and Muslims could be considered representative This was all the more necessary I argued that Hinduism and Islam were not religions, as Christians generally understood it, but ways of life with differing social codes They could even be said to be different cultures I discussed my draft with Frank and we rounded a phrase or two I then took it to Mr Jinnah who accepted it, but made one verbal change I had written "a Constitution must be evolved that recognises that there are in India two communities who must both share the governance of their common motherland In evolving such a constitution, the Muslims are ready to cooperate with the British Government, the Congress or any party so that the present enmities may cease and India may take its place amongst the great nations of the world" He scratched out "communities" and wrote in "nations"

This was sometime between the outbreak of war and the resignation of the Congress Government It must, therefore, have been about October 1939 It was the first time in my experience that Mr Jinnah referred to the Muslims as a "nation" But as he had retained "common motherland", I did not for a moment suspect that he was very shortly going to spring the two-nation theory on to a totally unprepared

was always ready to push ahead promising young men and in fact preferred them to those of his own generation. Another great thing about him was that he would never stoop to intrigue or do anything behind anyone's back. One always knew where one stood with him.

With Tara and myself Mr Jinnah and his sister were always affectionately cordial. He never refused anything I asked of him and readily came wherever I took him. They lunched or dined with us whenever we wished him to meet anybody and his conversation with John Gunther, the author of *Inside Asia*, took place over lunch in our flat at World Point. Another such meeting is vividly described by Wilfred Russell in his book *Merchant in a Mirror*.

Supremely confident of himself, Mr Jinnah was more a dictator than a leader. The Muslim League Working Committee may have been a committee, but the only work it did was to agree. He presided over it like a general in his mess. Once, Sir Sikander Hayat Khan and a group from Lahore had come to Bombay for one of its meetings. A common friend had asked us to lunch. Throughout the meal Sir Sikander and his friends expanded on some point to which they were fundamentally opposed. "It totally ignored the conditions in Punjab", Sir Sikander declared angrily, "I will never accept it." The meeting was in the afternoon, and next day I asked him if he had won his point. "Well, actually," he said sheepishly, "I did not raise it." A friend who was present told me afterwards he did raise it. "Mr Jinnah", he began, "I would like to discuss ..." Mr Jinnah turned slowly in his chair and looked at him. Sir Sikander subsided.

I was always amazed by the way he sometimes refused to play up even to his followers. I remember once sitting with him when a servant announced that some Muslims wished to see him. Looking annoyed, he said, "send them in". They came in, simple fellows and awestruck before the great man huddled in a group shuffling their feet. "Well",

I did so. Instead of seizing the opportunity of winning the support of the influential *Times of India* Mr. Jinnah sneered [illegible]

[illegible]

[illegible] Bombay to see Mr. Jinnah. [illegible] that she had never met him. [illegible]

[illegible]

Commission is being got hold of by the Moslems and may present a report altogether destructive of the Hindu position, thereby securing a solid Moslem support, and leaving Jinnah high and dry."

Even his exit from the Congress, a few years before, was due to the non-cooperation issue and not to any communal reason. Taking up parliamentary work which so eminently suited his talents, he had become, with Sir Purshotamdas Thakurdas as his deputy, the leader of the Independent Party in the Legislative Assembly in Delhi. During my visits there I myself had witnessed his debating skill and had learnt how deeply his integrity and independence of mind were respected by the Government and the Congress alike. Moreover, everybody who read the papers knew of his more recent activities, and the part he had played at the Round Table Conference at which he had held himself rigorously aloof from the "old guard" Muslim politicians who had acted as a group under the leadership of that staunch monarchist and loyalist, the Aga Khan.

With this group the younger generation of Muslims were entirely disgusted. But they were not enraptured with the Congress either which, at that period, only came to life at annual sessions, and during the periodic civil disobedience movements when its main appeal to Muslims was to go to jail. This was hardly enough to catch their imagination. They were ripe for fresh leadership for which Mr. Jinnah seemed the man most qualified. His credentials, so to speak, were impeccable, and his logic seemed to me irrefutable. I placed myself at his disposal.

As a leading barrister Mr. Jinnah had become used to what is known in legal jargon as "devils". These were fledgling barristers developing their knowledge of law and of arguing cases by acting as assistants to senior members of the Bar. He now used me as a sort of political "devil". Though extremely articulate vocally, he had surprisingly little facility

"Who then was our doughtiest opponent in 1906? A distinguished Muslim barrister in Bombay, with a large and prosperous practice, Mr. Mohommed Ali Jinnah...... We had always been on friendly terms, but at this juncture he came out in bitter hostility towards all that I and my friends had done and were trying to do. He was the only well-known Muslim to take up this attitude, but his opposition had nothing mealy-mouth about it; he said that our principle of separate electorates was dividing the nation against itself, and for nearly a quarter of a century he remained our most inflexible critic and opponent."

The person for whom I had the deepest regard, Mrs. Naidu, admired him fervently till the end. At the 1915 Session of the Congress she had recited, in his honour, her poem "Awake". To exemplify . emotions he then evoked, I may quote the first verse:

Waken, O mother! thy children implore thee,
Who kneel in thy presence to serve and adore thee!
The night is aflush with a dream of the morrow,
Why still dost thou sleep in thy bondage of sorrow?
Awaken and sever the woes that enthral us,
And hallow our hands for the triumphs that call us!

Even as late as 1928, when the Simon Commission was touring India, Lord Birkenhead, the then Secretary of State, as quoted by his son in his book "F.E.", was writing the following to the Viceroy:

"I should advise Simon to see at all stages important people who are not boycotting the Commission, particularly Moslems and the depressed classes. I should widely advertise all his interviews with representative Moslems. The whole policy is now obvious. It is to terrify the immense Hindu population by the apprehension that the

Contents

When I was Secretary to Jinnah	M.R.A. Baig	1
On Muhammad Ali Jinnah	Sailesh Kumar Bandopadhaya	53

Urdu/Persian Section

Wadood Encyclopaedia		
Some Rare Urdu Newspapers and Periodicals	Qazi Abdul Wadood	1
Unani Medicine		
Muqaddama Ma'dan-i-Tajribat of Hm. Md. Mahdi Akbarabadi	Prof. Hm. S.M.Kamaluddin Husain Hamadani	223
Travelogues of Islamic Countries		
Jada-e-Haq: A Travelogue of Hajj	Syed Azam Ali Azimabadi	259
Islamic Studies		
Commentaries on Traditional Philosophy	Maulana Md.Abdus Salam Khan	277

1993

Price Rs.75/-

Printer	: Liberty Art Press, 1528, Pataudi House, New Delhi
Publisher	: Mustafa Kamal Hashmi for Khuda Bakhsh Library, Patna (Phone 650109, Tlx. 22-430 KBL IN)
Editor	: Dr. A. R. Bedar
Annual Subscription	: Rs.300/- (Inland) US 60 (Asian Countries) US 120 (Other Countries) Price (this issue) Rs. 75/-.